بیانُ الخطیب

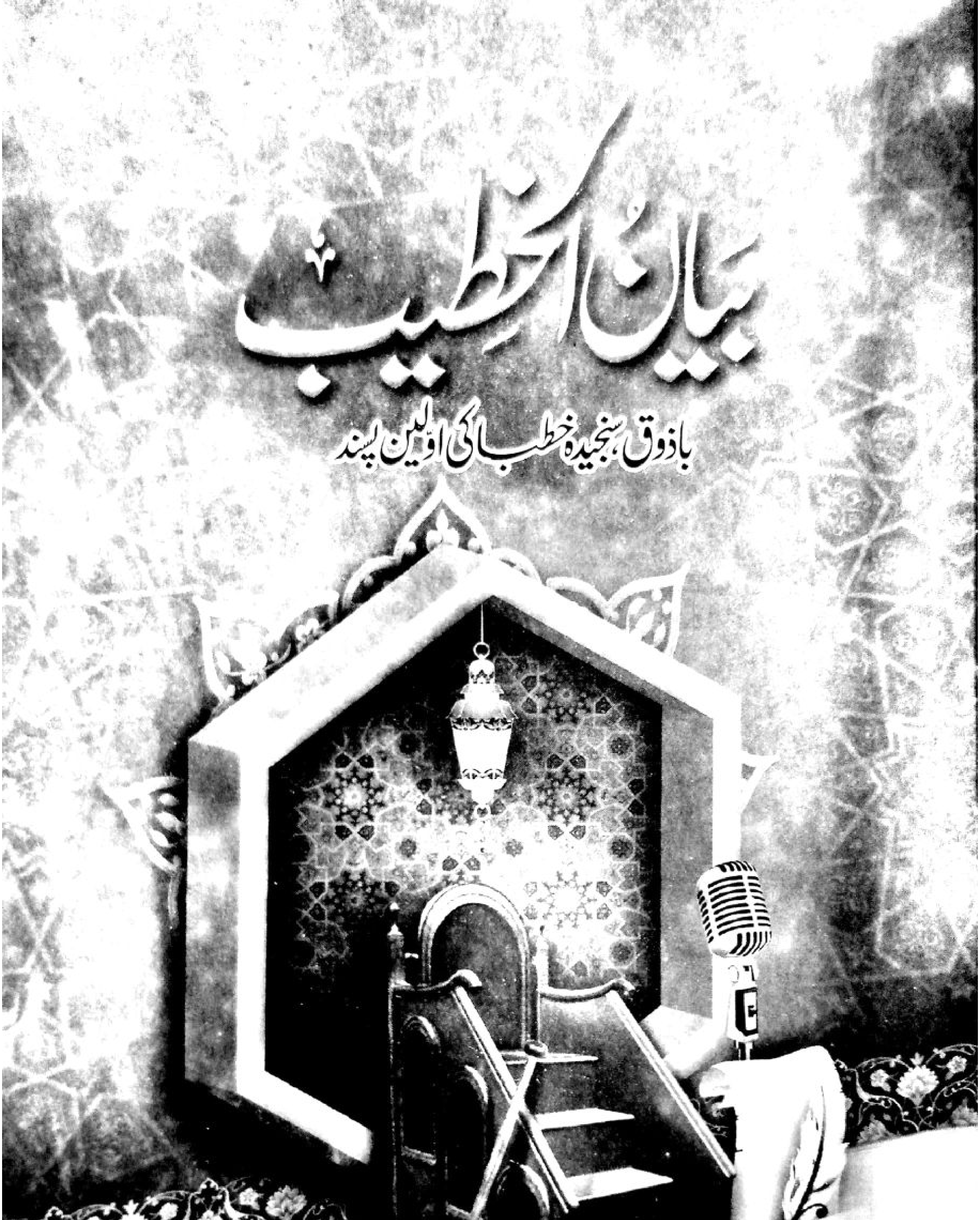
باذوق، سنجیدہ خطبا کی اوّلین پسند



فضیلۃ الشیخ عبدالمنّان راسخ

DAR-UL-QUDAS

دارُالقدس


بیانُ الخطیب
باذوق سنجیدہ خطبا کی اوّلین پسند
فضیلۃ الشیخ عبدالمنّان راسخ
دار القدس

خطبہ 10 مصیبتیں آئیں تو کیا کریں؟

خطبہ 11 زندگی کی بہار اور آخرت کا خزانہ

خطبہ 12 محسن کے احسان کو یاد رکھو

خطبہ 13 بُرے شخص کو قریب کریں

خطبہ 14 بدعت کے خطرناک نتائج

خطبہ 15 اللہ کی عدالت میں پیشی کیسے ہوگی؟

خطبہ 16 جرائم پیشہ لوگوں کا انجام

مصیبتیں آئیں تو کیا کریں؟

((انمول پیکج))

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴾ ①

”اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جولوگ صبر کریں، اِن کے لیے خوشخبری ہے۔“

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، دُرود وسلام سیدنا سیدالاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ واما منا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

---

① (سورۃ البقرہ: 155)

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کو اِمتحان کی جگہ بنایا ہے اور اِمتحان یہی ہے کہ ہر انسان کو چاہتے نہ چاہتے طرح طرح کی تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے کوئی بھی شخص ایسا نہیں جس پر تکلیف، مصیبت اور پریشانی نہ آتی ہو۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی نیک یا بد، امیر یا غریب چھوٹا یا بڑا ایسا نہیں گزرا جس پر دُکھ نہ آئے ہوں لیکن یہاں پر چند ضروری باتیں نہایت توجہ سے سننے اور سمجھنے والی ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مومن، مسلمان اور نمازی شخص پر آنے والی تکلیف، پریشانی اور دُکھ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اور یہ ساری چیزیں اس کے لیے بالآخر رحمت ثابت ہوتی ہیں اور اس کے مقابلے میں کافر، منافق اور ظالم کے لیے تمام پریشانیاں اللہ کی طرف سے عذاب اور پکڑ ہوتی ہیں اب یہ فیصلہ ہم نے خود کرنا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں یہ مصائب ہمارے لیے آزمائش، باعث رحمت ہیں یا ہمارے کالے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ کی طرف سے نقد سزا ہے۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس اہم موضوع کو پوری تفصیل سے بیان کریں گے کہ اگر کسی مومن یا مسلمان پر

مصیبت آجائے یا اس کو پریشانی کا سامنا ہو تو اُس کو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے؟ کئی لوگ تو مصیبتیں آنے پر اپنا دین، ایمان، مال اور عزت سمیت سب کچھ لٹا دیتے ہیں حتی کہ اپنی آخرت بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں اور کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں کہ وہ مصیبتوں، پریشانیوں اور دُکھوں کے آجانے کے بعد پانچ چیزوں کا خیال رکھتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی پریشانیوں کا غم بھی ہلکا ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو پاتے ہوئے ہمیشہ ہمیش کے لیے اللہ کی رحمتوں کے حق دار بن جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا خوب فرمایا ہے:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ﴾ ①

”اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں انکو بشارت دو۔“

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ ایمان والوں پر طرح طرح کی آزمائشیں آتی رہیں گی کبھی اُن پر دشمن کا خوف مسلّط ہوگا اور کبھی ان کو فقر وفاقہ کا اندیشہ ہوگا ان کے مالوں میں، جانوں میں اور پھلوں میں کمی آتی رہے گی

① (سورۃ البقرہ: 155)

لیکن جو مومن آزمائش آنے پر صبر کا مظاہرہ کرے گا اس کے لیے دنیا وآخرت میں اللہ کی طرف سے بشارتیں ہی بشارتیں ہیں۔

انمول پیکج کیا ہے؟؟

جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ کوئی بھی انسان تکلیفوں اور مصیبتوں سے مکمل طور پر نہیں بچ سکتا اللہ تعالیٰ نے دنیائے کائنات کا نظام ہی کچھ اس طرح ترتیب دیا ہے کہ اس میں انسان کو اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں مختلف مصائب کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے لیکن مصیبتیں آجائیں تو پھر ہمیں کم از کم پانچ چیزوں کا ضروری طور پر خیال رکھنا چاہیے، اس سے پہلے کہ ہم اپنے پیکج کا آغاز کریں، دو اہم باتوں کا پہلے ذکر کرنا از حد ضروری سمجھتے ہیں۔

① یہ بات آپ اچھی طرح جان لیں کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس نعمتیں زیادہ ہیں اور تکلیف والے معاملات بہت تھوڑے ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں، انسان کے لیے اور کسی بھی مسلمان کے لیے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ ننانوے نعمتیں پا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرے، بلکہ ساری زندگی ایک کمی یا مصیبت کا شور مچاتے ہوئے ناشکری اور بے صبری کے ساتھ اپنی زندگی برباد کر لے۔

اللہ کے بندو...! ہمہ وقت سینکڑوں نعمتوں کو فراموش کر کے ایک تکلیف اور پریشانی کا گلہ نہ کرتے رہا کرو یہ سب سے بڑی ناکامی اور بربادی ہے۔

② اس بات کو اچھی طرح جان لیں کہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے، یہ مصیبتوں، آزمائشوں، پریشانیوں اور دکھوں کی آماج گاہ ہے یہ جنّت نہیں ہے کہ جہاں آپ کو ہر طرف سے اور ہر طرح سے خوشگوار ماحول ملے ہم نے عموماً تجربہ کیا ہے اور درجنوں لوگوں کو دیکھا ہے کہ جو لوگ دنیا کو جنّت سمجھ کر جی رہے ہوتے ہیں ان پر ان کی مصیبتیں بہت زیادہ حاوی ہو جاتی ہیں، معمولی سی تکلیف بھی ان کی کمر توڑ دیتی ہے۔اس لیے دنیا کو دنیا ہی سمجھیں، یہ عارضی جگہ ہے اور یہ بہت تھوڑی سی زندگی ہے اس میں امتحان ہو گا تو پھر آگے اعلیٰ نمبروں کے ساتھ پاس کر کے جنت جیسا پرسکون ماحول عطا کیا جائے گا۔ ان دو باتوں کو اچھی طرح سمجھنے کے بعد آیئے...! اگر آپ اپنی تکلیف اور پریشانی کے بوجھ کو ہلکا کر کے اس کو اپنے لیے باعثِ اجر اور باعثِ رحمت بنانا چاہتے ہیں تو مصیبت آنے پر پانچ چیزوں پر مشتمل اس پیکج کو ہمیشہ آن رکھیں، اس کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسرے پارے میں فرمایا ہے۔

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾﴾ ①

''اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اُنکو خوشخبری دو۔''

① (سورۃ البقرہ: 155)

① تکلیف سہنے کے لیے ذہنی طور پر تیار رہنا :

مصیبتیں آئیں تو کیا کریں.... ؟اس حوالے سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آپ ہمہ وقت ذہنی طور پر یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ دنیا میں کسی نہ کسی صورت میں مصائب اور تکالیف آتی ہی رہتی ہیں لہٰذا ان کے لیے ذہنی طور پر تیار رہا کریں اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھا کریں کہ مجھ پر کسی وقت بھی اور کوئی بھی پریشانی اور مصیبت آسکتی ہے۔جب آپ پریشانی اور دکھ کو سہنے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوں گے تو پھر آپ کو تکلیف سہنے میں کچھ نہ کچھ آسانی ضرور ہوگی بصورت دیگر آپ پریشانی کے آنے پر بری طرح الجھ جائیں گے۔

ہماری اس بات کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک کرائے دار شخص جب ذہنی طور پر تیار رہتا ہے کہ مجھے مالک کی طرف سے کسی وقت بھی سامان اُٹھانے کا پیغام آسکتا ہے تو پھر اس کو مکان خالی کرتے ہوئے پریشانی نہیں ہوتی، اگر ہوتی بھی ہے تو بہت کم ہوتی ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ذہنی طور پر پہلے ہی تیار تھا یہ مکان میرا نہیں ہے اس کو میں نے ایک نہ ایک دن خالی ہی کرنا ہے اس کے مقابلے میں دوسرا کرائے دار جو مکان کو خالی کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتا جب اس کو مالک مکان خالی کرنے کا کہتا ہے تو پھر اس کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، وہ بہت زیادہ واویلا کرتا ہے اور اس کے لیے مکان خالی کرنا ایسے ہی ہوتا ہے جیسا کہ اس پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔

سامعین کرام...! یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ دنیا دارالابتلاء ہے،

آزمائشوں کا گھر ہے یہاں ہم نے کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کے لیے ذہنی طور پر تیار رہنا ہے، اس بات میں تو کوئی شبہ نہیں کہ ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے اور اس سے رو رو کر دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں ہر قسم کے دکھ سے بچا کر رکھے، لیکن ساتھ ساتھ ذہن خانہ میں یہ بات بھی رکھنی ہے کہ کسی وقت بھی کسی شکل میں بھی میری آزمائش ہو سکتی ہے۔

قرآن مجید کی درجنوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے ذہنی طور پر تیار کرنے کے لیے ہی متعدد ارشادات جاری فرمائے ہیں جیسا کہ ابھی میں نے آیت پڑھی ہے۔

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾﴾ ①

”اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اُنکو خوشخبری دے دیں۔“

جو شخص ذہنی طور پر تکلیف اور آزمائش کے لیے تیار ہو اور صبر کی کوشش کرے اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کے لیے آسانیاں کر دیتا ہے بلکہ اس کے غم میں بھی ایک ایسی لذت رکھ دیتا ہے جو بادشاہوں کو محلات میں بھی نصیب نہیں ہوتی، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)) ②

---

① (سورۃ البقرہ: 155)

② (صحیح البخاری: 1469، الصحیح للمسلم: 1053)

''اور جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر کی توفیق عطا فرمادیتے ہیں اور کوئی بھی شخص ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔''

② اعلیٰ سے اعلیٰ نیکوکار پر بھی تکلیف آسکتی ہے:

مصیبتیں آئیں تو کیا کریں..... ؟ یہ تو آپ سن چکے ہیں کہ ذہنی تیاری مکمل ہو، مصیبت آسکتی ہے، آزمائش ہوسکتی ہے، ہر مومن ذہنی طور پر تیار ہو۔ جس مومن نے کبھی تکلیف آنے کا سوچا ہی نہیں تھا اور اس پر اچانک تکلیف آگئی، اس میں اور پہلے جسکا ذہن بنا ہوا ہو ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے ہم سب مسلمانوں کو اور اہل ایمان کو یہ حقیقت بھی اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ ہماری عبادتوں اور نیکیوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے نعوذ باللہ، العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ کو اپنے قابو میں کرلیا ہے، اب وہ ہمارے مزاج اور ہماری پسند کے خلاف ہماری زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا، اگر کسی کا یہ خیال ہے تو وہ شخص تو سرے سے گمراہ ہے اور بدترین کافر ہے۔

اللہ کے بندو..... ! نیک اعمال کے ساتھ ساتھ تکالیف کا آنا یہ اللہ کی ناراضی کی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث یاد نہیں ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ اس کی نافرمانی کے باوجود رزق دیتا ہے، اس کی شان وشوکت میں اضافہ کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے نہ کہ اس کی رحمت، ایسا نافرمان شخص اپنی آسائشوں میں مست ہوگا کہ اس پر اچانک اللہ کی طرف سے پکڑ آجائے گی۔

اعلیٰ سے اعلیٰ نیک شخص پر بھی مصیبت آسکتی ہے، اس کا امتحان ہوسکتا ہے آپ اس سلسلے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء تک اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر اس وقت کے کسی زندہ ولی کی زندگی کو پڑھ کر دیکھ لیں آپ کو اس کی زندگی کا لحہ لحہ مصائب میں اُلجھا ہوا نظر آئے گا، قدم قدم پہ اس کے لیے آزمائشوں کے منہ کھلے ہوئے نظر آئیں گے۔ تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی دوستی کے رنگ ہیں وہ اپنے پیاروں کے اندران کے ایمان کو چیک کرتا رہتا ہے اس سلسلے میں جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ، إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ، فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ، فَلَهُ السُّخْطُ)) ①

''بڑی جزاء بڑی آزمائش کے ساتھ ہوتی ہیں اور بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے پیار کرتا ہے تو ان کی آزمائش کر لیتا ہے پس جو شخص آزمائش کے باوجود اللہ پر خوش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی خوشنودی عطا کر دیتا ہے اور جو ناراض ہو جاتا ہے اس کے لیے اللہ کی بھی ناراضی ہے۔''

یہ حدیث نہایت قابل توجہ ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی بھی مسلمان اس حدیث شریف کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھے تو وہ کسی صورت بھی مصائب اور تکالیف کے آجانے پر بدمزہ نہیں ہوسکتا اگر مصیبت میں درد بہت زیادہ ہے تو اس

① (جامع الترمذی:4031)

حدیث میں اللہ کی محبت کی آس اور امید بھی بہت زیادہ ہے، وہ لوگ بڑی جواں مردی سے مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں جن کی تربیت اِس جیسی احادیث کے مطابق ہوتی ہے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے سائے میں ایک چادر کا تکیہ بنا کر آرام فرما رہے تھے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ اللہ کے رسول آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیوں نہیں کرتے.... ؟ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعائیں کیوں نہیں کرتے.... ؟ یہاں پر ایک بات یہ بھی سمجھ لیں کہ صحابہ کا عقیدہ یہی تھا کہ حاجت روا اور مشکل کشا صرف اور صرف اللہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشکلوں کو ٹالنے کی دعا اللہ ہی سے کرتے ہیں، بہر صورت جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو حالات کی تنگی کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ:

((قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا، ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الحَدِيدِ مَادُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، مَايَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ)) ①

”تم سے پہلے اہل ایمان میں سے آدمی پکڑ کر لایا جاتا پس اس کے لیے زمین میں گھڑا کھود کر اس کو اس میں کھڑا کر دیا جاتا، پھر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے دو حصے کر دیئے جاتے اور لوہے کی کنگھیاں اس کے جسم پر

① (صحيح البخاری:3612)

پھیری جاتیں، جس سے اُس کا گوشت اور ہڈیاں تک متاثر ہوتیں، لیکن یہ آزمائشیں اُسے سچے دین سے نہ پھیرتیں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آزمائشوں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے نیک بندوں کو کس قدر مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، اللہ کے پیارے زمین کی پشت پر کس قدر ستائے گئے، ان کو کتنا پریشان کیا گیا، حتی کہ ان کے جسم کے گوشتوں کو نوچ لیا گیا، لیکن وہ اس سب کچھ کو اللہ کی رضا سمجھتے ہوئے دل کی خوشی سے قبول کر گئے۔

اس طرح ہم نے دیکھا ہے کہ اچانک کوئی پیارا وفات پا جائے تو ہم بہت زیادہ بے صبری کا مظاہرہ شروع کر دیتے ہیں جب کہ ہم سے پہلے بڑے بڑے پیاروں کے پیارے پیارے رشتے داران کی آنکھوں کے سامنے وفات پا گئے لیکن وہ لوگ اللہ کی رضا پر راضی رہے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں جو آپ کے ہاتھوں میں اللہ کو پیارا ہو گیا اور آپ نے یہی فرمایا تھا کہ اے بیٹے تیری جدائی کا غم بہت زیادہ ہے لیکن ہم اللہ کے فیصلوں پر راضی ہیں اور زبان سے وہی بول بولیں گے جن پر اللہ راضی ہو جائے۔

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے بارے میں صحیح البخاری میں آتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلاؤ کہ میرے بیٹے کا آخری وقت ہے آپ تشریف لائیں حضرت اُسامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا

پیغام آپ تک پہنچایا تو آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ میری بیٹی کو کہو کہ سب کچھ کا مالک اللہ ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے صبر سے کام لو اور ثواب کی امید رکھو، حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو جب آپ کا جواب پہنچایا تو وہ فرمانے لگیں کہ دوبارہ اللہ کے رسول کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ قسم دیتے ہوئے کہتی ہے کہ میرے پاس ضرور تشریف لائیں، رسول اللہ ﷺ نے جب دوسری مرتبہ اپنی بیٹی کا پیغام سنا، آپ بھی آخر باپ تھے آپ ﷺ سب کچھ چھوڑتے ہوئے اپنی بیٹی کے گھر کی طرف نکلے آپ کے ساتھ حضرت سعد، حضرت معاذ، حضرت ابی اور حضرت زید سمیت کئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے جب آپ گھر میں پہنچے اور نواسے کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا:

فَأَقْعَدَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالَىٰ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ)) ①

”آپ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے، حضرت سعد نے کہا اے اللہ کے رسول یہ آنسو کیوں ہیں..... ؟ آپ نے فرمایا یہ تو وہ رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔“

بہرصورت یہ واقعہ اور پہلی باتیں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نیک لوگوں پر بھی آزمائشیں آتی ہیں، وہ بیمار ہوتے ہیں، وہ زخمی ہوتے ہیں، ان کے مالی وجانی

① (صحیح البخاری:1284،الصحیح للمسلم:923)

نقصان ہوتے ہیں، حتی کہ ان کے پیارے ان کی نگاہوں کے سامنے موت کے جام پی جاتے ہیں لیکن وہ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں، کبھی ان کے سینوں میں اللہ تعالیٰ کے متعلق گھٹن پیدا نہیں ہوتی اور نہ وہ پیارے رب پر کسی صورت ناراض ہوتے ہیں۔

اس لیے اگر آپ پر کوئی تکلیف یا دکھ آجائے تو آپ اپنی نیکیوں پر شک کرنا شروع کر دیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے اپنی آس، امید اور اس پر اپنا اعتماد ختم کریں بلکہ یہ جان لیں کہ ہمیشہ سے نیک لوگوں کی مصیبتوں کے ذریعے آزمائش ہوتی آرہی ہے اور ان کے سارے کے سارے معاملے میں خیر ہی خیر ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ)) ①

''مومن کا معاملہ بھی بڑا منفرد اور نرالا ہے، بلاشبہ اس کا سارے کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے اور یہ شان مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں اگر اس کو خوشی ملے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتری ہے اور اگر اس کو تنگی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہت بہتر ہے۔''

مصیبتیں آئیں تو کیا کریں....؟ پہلی بات کہ ذہنی طور پر تیار رہیں اور دوسری بات...... اچھی طرح اپنی تربیت کر لیں کہ میری نیکی کے باوجود بھی میری

① (الصحیح للمسلم:2999)

آزمائش ہو سکتی ہے، مجھ پر مصیبتوں، دُکھوں اور پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹ سکتے ہیں اور یہ سارے کے سارے میرے پیارے اللہ کے پیار کے رنگ ہیں تبھی تو اس نے اہل ایمان کو مخاطب کرنے کے بعد اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾﴾ ①

''اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں ان کو خوشخبری دو۔''

③ شر میں اللہ تعالیٰ خیر پیدا فرما دیتے ہیں :

مصیبتیں آئیں تو کیا کریں....؟ آنے والی مصیبتوں کو اپنے اوپر مسلّط کریں، نہ ہمہ وقت انہی کے بارے میں سوچتے رہیں اور نہ ہی اپنی زبان سے گلے شکوے کریں، بلکہ کوئی بھی دکھ، پریشانی اور مصیبت آئے تو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ ہی گزارش کریں کہ اے میرے مولا......! میں تیرے فیصلوں پر دل سے خوش راضی ہوں اس آزمائش کو میرے لیے رحمت بنا دے اور بظاہر اس شر میں میرے لیے کوئی خیر پیدا فرما دے۔

ہمارا علم ناقص ہے ہم نہیں جانتے کہ بظاہر آنے والی پریشانی ہمارے لیے کتنی خوشیوں کا پیش خیمہ ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے کس قدر

---

① (سورۃ البقرہ: 155)

دروازوں کو ہمارے لیے کھول دے گا۔ حضرات انبیاء کرام سے لے کر اولیاء عظام تک ہر ایک کی سیرت کو پڑھ کر دیکھ لیں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح نکھر کر سامنے آجائے گی کہ ان کی زندگی میں آنے والی بظاہر پریشانی اور دکھ میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر زیادہ خیر رکھ دی تھی اور وہ پریشانی ان کے مستقبل کے لیے روشنی کا مینار بن گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے شر میں خیر :

حضرت آدم علیہ السلام کا جنّت سے نکالا جانا کس قدر خیر کا باعث ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیائے کائنات کے نظام کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیا اور ہر ایک کو اپنا کردار پیش کرنے کا بھرپور موقع فراہم کر دیا۔ بظاہر تو وہ جنت سے نکالے گئے جو کہ ایک آزمائش تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ایک بہت بڑے جہان کو آباد فرما دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت پڑھ لیں ہر دوسرے قدم پر آپ کو تکلیف، پریشانی اور مصیبت ان کے سر پر منڈلاتی ہوئی اور ان کے انگ انگ میں اترتی ہوئی نظر آئے گی مگر اللہ تعالیٰ نے ہر پریشانی میں کوئی نہ کوئی خیر ضرور پیدا کر دی بس آپ کوشش کر کے اپنے آپ کو اس اسٹیج پر لے آئیں کہ پریشانی آنے پر اس کا واویلا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں کوئی خیر پیدا فرما دے، اس شر میں میرے لیے کوئی بھلائی کا رستہ نکال دے۔ سیدہ سارہ علیہا السلام کے ساتھ جب ظالم بادشاہ نے بدکاری کا ارادہ کیا تو یہ گھڑی سیدہ سارہ اور حضرت ابراہیم کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی، آپ خود غور کریں کسی خاوند کی بیوی ظالم بدکار

اور زانی شخص کے کمرے میں موجود ہوتو اس خاوند پر کیا گزرتی ہے اور اس پاک دامن عورت کی کیا حالت ہوتی ہے....؟

مگر جب دونوں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ اس شر میں کوئی خیر پیدا کر دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بالآخر ظالم بادشاہ کو ناکام کرتے ہوئے اس کی بیٹی ھاجر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکاح میں دے دی اور حضرت ھاجر کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی لڑی سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے معصوموں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمادیا۔

ذی وقار سامعین کرام....! اس تیسرے اہم نکتے میں بیان یہ کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کی زندگی میں ایک مسلمان کو کئی ایک مصیبتیں پہنچتی ہیں، کئی مرتبہ قیمتی مالی جانی نقصان کا سامنا ہوتا ہے اور کئی دفعہ محرومیوں اور اداسیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ایسے موڑ پر اور ایسے موقعہ پر بالخصوص بحیثیت مسلمان ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرنی چاہیے اے میرے اللہ اس مصیبت، تکلیف، محرومی اور دکھ میں میرے لیے کوئی خیر پیدا کر دے، اس شر کو میرے مستقبل کی خیر بنا دے جو لوگ پر امید ہو کر محرومی اور مصیبت کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں اور اس کی ذات پر کامل بھروسہ کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کو پہلے سے بہتر عطا فرما دیتے ہیں۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مصیبت اور پہلے سے بہتر ملنا :

سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور وہ نہایت رحیم، کریم اور شفیق انسان تھے ان کی وفات کے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ پریشان ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک دعا پورے یقین اور

بصیرت سے پڑھتی رہیں جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص مصیبت اور محرومی کے دنوں میں مندرجہ ذیل دُعا پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہتر بدلہ عطا فرماتے ہیں اور وہ دعا یہ تھی۔

((اَللّٰهُمَّ أَجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا)) ①

''اے میرے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر عطا کر دے۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں یہ دعا پڑھتی رہی اور کبھی کبھی مجھے یہ خیال آتا تھا کہ ابو سلمہ سے بہتر انسان کون ہو سکتا ہے وہ تو میرے بڑے ہم درد اور قدر شناس شوہر تھے بہر صورت میں یہ دعا کثرت اور یقین سے پڑھتی رہی اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اس مصیبت اور شر میں خیر یہ پیدا فرمائی کہ میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ام المومنین بنا دیا... اللہ اکبر

اس مختصر واقعہ کو سننے کے بعد ہماری معزز خواتین کو بالخصوص مصیبت اور محرومی میں بے صبری کی بجائے، دعاؤں کا سہارا لینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے پُر امید ہوتے ہوئے اس کی جناب میں یہی عرض کرنی چاہیے کہ اے میرے اللہ میرے لیے اس شر، محرومی اور مصیبت میں کوئی خیر پیدا فرما دے........ واللہ العظیم جو لوگ محرومی کے وقت اپنا رخ اللہ کی طرف کر لیتے ہیں اور اس سے خیر مانگتے رہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کو کبھی بھی نامراد نہیں رہنے دیتے۔

① (الصحیح للمسلم:918)

ام سلیم رضی اللہ عنہا کی مصیبت میں ان کے لیے خیر:

بخاری و مسلم میں ایک معروف واقعہ ہے جو آپ کئی بار علمائے کرام اور خطبائے عظام سے سن چکے ہیں اس واقعہ کی روشنی میں میں یہی بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ واویلا اور بے صبری کی بجائے اللہ تعالیٰ سے خیر کی امید رکھیں، خیر کی دعا کریں اور اللہ کی ذات پر پورا بھروسا کریں وہ آپ کو اس دنیا میں ہی اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائیں گے۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ بیمار تھا اسی دوران وہ ایک لمبے سفر پر تشریف لے گئے اور پیچھے سے ان کا بچہ وفات پا گیا، ان کی اہلیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نہایت سلیقہ شعار اور صابرہ خاتون تھی انہوں نے اپنے گھر والوں کو پابند کر دیا کہ جب ابوطلحہ گھر آئے تو کوئی بھی ان کو بچے کی وفات کی خبر نہ دے میں خود ہی ان کو مناسب وقت پر بتادوں گی۔

چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حسبِ معمول ان کی خدمت میں شام کا کھانا پیش کیا پھر اس کے بعد حسبِ معمول اپنی زیب وزینت کا اہتمام کیا اور اچھے کپڑے پہنے اور میاں بیوی نے شریعت کے مطابق باہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کیے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جب محسوس کیا ابوطلحہ کی طبیعت میں اب پوری طرح اطمینان وسکون کی کیفیت ہے اور اس کی تھکن وغیرہ پوری طرح اتر چکی ہے تو انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ایک بڑا موثر اور اہم سوال کیا کہ اے ابوطلحہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے سے کوئی چیز بطور امانت لی ہو اور پھر بعد میں امانت دینے والا شخص اپنی امانت کی واپسی کا مطالبہ کرے یا وہ واپس لے لے تو کیا اس امانت کو

روک لینا چاہیے یا اس کی واپسی کر دینی چاہیے....؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے امانت واپس کرنی چاہیے کسی شخص کو کسی کی امانت پر قبضہ جمانے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں ہے، ابوطلحہ سے یہ جواب سننے کی دیر تھی تو ام سلیم رضی اللہ عنہا فرمانے لگی کہ ابوطلحہ وہ ننھا ہمارا پیارا بیٹا ہمارے پاس اللہ کی امانت تھا اس امانت کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس لے جا چکا ہے، امانت کے چلے جانے پر صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں..... ام سلیم کی یہ بات سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ وقتی طور پر کچھ ناراض ہوئے، کہ یہ تو نے کیا کیا ہے....؟ اسی دوران نماز فجر پڑھنے کے لیے ابوطلحہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ سنا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کی بات سن کر فرمایا:

((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فِيْ لَيْلَتِهِمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا))

"اے اللہ ان دونوں کے لیے برکت کر دے ایک روایت میں ہے اللہ تم دونوں کی رات میں برکت کر دے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے عظیم صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پھر انکے لیے مصیبت کے بعد کیسی خیر پیدا فرمائی اس سلسلے میں واقعہ کے اگلے حصے پر غور فرمائیں ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ رات کو مدینے میں داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ مدینے سے باہر کہیں رک جاتے تو پھر صبح کو مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک عادت کے مطابق مدینہ طیبہ سے باہر رکے اور اسی دوران مجھے درد زہ زچگی کے وقت جو درد ہوتا ہے وہ شروع ہو گیا چنانچہ ابوطلحہ میری وجہ سے رُک گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف اپنا

سفر جاری رکھا لیکن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی یہ جدائی بھی برداشت نہ ہوئی، کہ میں پیچھے اکیلا رہ گیا ہوں اور رسول اللہ ﷺ مجھے چھوڑ کر آگے جا چکے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور فرمایا:

((إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَارَبِّ! أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ، وَأَدْخُلُ مَعَهُ دَخَلَ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى))

''اے میرے پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ مجھے تو یہی بات پسند ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی نکلوں جب وہ نکلیں اور آپ کے ساتھ ہی داخل ہو جایا کروں جب وہ داخل ہوں اور تو دیکھ رہا ہے جس چیز نے مجھے روک لیا ہے۔''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ابھی دعا کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو زچگی کی درد ختم ہو گئی..... اللہ اکبر

چنانچہ مدینہ پہنچ کر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو جنم دیا اور پھر ولادت کے اگلے دن اس بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور ساتھ کچھ کھجوریں بھی بھیجیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کھجوروں کو اچھی طرح اپنے منہ مبارک میں چبایا اور پھر اس بچے کو گھٹی دی اور پھر آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔

امام ابن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک انصاری نے بتلایا کہ اس عبداللہ نامی لڑکے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعد میں نو بچے عطا کیے اور نو کے نو قرآن کے قاری اور امام تھے۔ ①

---

① (الصحیح للبخاری: 1301، الصحیح للمسلم: 2144)

سامعین کرام....! اس ایمان افروز اور بے مثال واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو لوگ مصیبت کے وقت اللہ کے فیصلوں پر دل سے خوش ہو کر اللہ سے دعاؤں کے ذریعے خیر کا سوال کرتے رہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر ہی عطا کرتا ہے۔

جنگ بدر اور بہتر بدلہ

زندگی میں کبھی کبھار انسان کو ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور سارا معاملہ انسان کی خواہش کے خلاف ہو جاتا ہے ایسی صورت میں بھی ہر مسلمان کو یہی دعا اور امید رکھنی چاہیے کہ یہ جو معاملہ میری طبع اور خواہش کے خلاف ہو رہا ہے اس میں بھی میرا اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی خیر ضرور پیدا کر دے گا آپ سورہ انفال کی ابتدائی آیات پڑھ کر دیکھ لیں کہ جنگ بدر سے قبل صحابہ کرام کی خواہش یہی تھی کہ دشمن سے مقابلہ نہ ہو اور ہمیں ابوسفیان کے قافلے کا مال بغیر ٹکراؤ کے مل جائے یعنی صحابہ بغیر تکلیف اور جنگ کے مال کو حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اپنی خواہش کو پیچھے دھکیلتے ہوئے رب رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو مقدم کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو سب سے بڑی خیر، دشمنوں پر فتح عطا کر دی جس سے اسلام کی عزت، عظمت اور ان کی سلطنت میں بھی اضافہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مال کثیر بھی عطا فرما دیا۔

ذی وقار سامعین کرام.......! اس جیسے درجنوں واقعات احادیث اور تاریخ کی کتب میں موجود ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو مصیبت کے

وقت اور خواہش کے خلاف کوئی کام ہو جانے پر بے صبری کی بجائے اللہ تعالیٰ سے خیر کی امید رکھنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ مصیبت اور شر میں خیر اور مستقبل کو روشن کرنے کی پوری طاقت رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ بڑے بڑے دین دار اور سمجھ دار لوگ بھی مصیبت اور تکالیف کے موقع پر نعمت سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور اپنے منہ سے ایسے ایسے گلے شکوے کرتے ہیں کہ جن کے بعد انسان کے پلے ایمان کی ایک رتّی بھی باقی نہیں رہتی اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح ہدایت عطا فرمائے۔

④ تکلیف کو گالیاں نہیں دینی چاہئیں :

مصیبت آنے پر کسی صورت بھی پریشانی، مصیبت اور بیماری کو گالی نہیں دینی چاہیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے درجنوں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لعن طعن اور مصیبت کو گالی دینے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے لیکن ہمارے ہاں مسلمانوں کی اکثریت اس گناہ میں بھی مبتلا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک حدیث کو نقل فرمایا ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ام سائب رضی اللہ عنہا کو بخار ہوا تو انہوں نے بخار کو کہا اے بخار اللہ تجھ میں برکت نہ کرے، حالانکہ بظاہر یہ کوئی بہت بڑی گالی یا ناشکری کا بول نہیں تھا لیکن پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ام سائب رضی اللہ عنہا بخار کو برا نہ کہو یہ تو مسلمان کی غلطیوں کو ایسے صاف کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

---

① (الصحیح للمسلم: 2575)

مصیبت کے وقت بے قابو ہو کر زبان کو آوارہ چھوڑ دینا یہ سراسر ہلاکت اور اپنی مصیبت کے بوجھ کو کئی گنا بڑھا دینے کے برابر ہے اس لیے مصیبت آئے تو نہ مصیبت کو گالی دیں، نہ خود کو برا کہیں بلکہ اللہ کے فیصلے پر راضی رہتے ہوئے ہمیشہ خیر کا بول ہی بولیں۔

⑤ آخرت کے درجات میں بلندی ہی بلندی :

مصیبتیں آئیں تو کیا کریں..... ؟ پانچویں اور آخری بات یہ ہے کہ اچھی طرح یہ بات ذہن میں بٹھالیں کہ دنیا بہت عارضی ہے اور بہت تھوڑی ہے اور آخرت کبھی نہ ختم ہونے والا جہان ہے دنیا میں مسلمان پر مصائب ڈال کر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو درجنوں فائدے عطا کرتا ہے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں اور کسی سچے مسلمان پر مصیبت کا آجانا یہ اللہ کی طرف سے عذاب نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے خیر اور بھلائی کا ارادہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث پوری توجہ کے ساتھ ذہن نشین فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ①

''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بہت زیادہ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کی پکڑ دنیا میں ہی جلد کر دیتے ہیں اور جب اپنے بندے کے

① (جامع الترمذی:2396)

ساتھ برائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا روک لیتے ہیں یہاں
تک کہ قیامت والے دن اس کو پوری سزا ملے گی۔''

اس حدیث سے تو آپ با آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ سچے اور پکے باکردار مسلمان پر مصیبت، دکھ، بیماری یا کسی سزا کا آنا یہ اس کے لیے اللہ کی رحمت اور اللہ کی خیر ہے، انسان ہونے کے ناتے نا چاہتے ہوئے بھی مسلمان سے جو غفلتیں سرزد ہوتی ہیں اگر ان کی معافی تلافی دنیا میں ہی ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا اور فضل کیا ہو سکتا ہے....؟ ورنہ کس میں ہمت ہے کہ وہ قیامت والے دن کی پوری سزا برداشت کر لے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) ①

''ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت کی اس کی جان اور اس کی اولاد اور اس کی مال میں آزمائش ہمیشہ جاری رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''

اور اسی طرح حضرت ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بخاری مسلم میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① (جامع الترمذی:2399)

((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) ①

''مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، تکلیف، دکھ، پریشانی، اذیت اور غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ اس کو جو کانٹا بھی چبھتا ہے اللہ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔''

اور بعض روایات میں آتا ہے اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے بدلے سچے مومن کے گناہوں کو معاف کرتے ہوئے جنت میں اُس کے درجات کو بلند فرما دیتے ہیں۔

غور فرمائیں....! جسمانی تکلیف یا روحانی دُکھ پر صبر کر لینے سے کسی شخص کے گناہ معاف ہو جائیں اور وہ آخرت کے عذابوں سے بچ کر اللہ کی جنت میں اعلیٰ درجات حاصل کر لے تو اِس سے بڑھ کر سعادت اور کامیابی کیا ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو ہر قسم کی مصیبت سے بچا کر رکھے اور اگر کسی وقت کوئی دکھ آ بھی جائے تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پانچ باتوں کا پورا پورا لحاظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفيقی الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

---

① (صحيح البخاری:5641)

زندگی کی بہار
اور
آخرت کا خزانہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۝ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝﴾ ①

''اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اِسے کئی گُنا بڑھا دے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان بے حد برداشت کرنے والا ہے۔''

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

دُرود و سلام...... سیّدنا و سیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا و امامنا فی الآخرۃ و امامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

ہمارے دین نے ہمیں جس قدر زیادہ مال وزَر کی حِرص وہوس سے دُور

---

① (سورۃ التغابن:17)

رہنے کا حکم دیا ہے مسلمان اِسی قدر زیادہ مال وزَر کے لیے اپنے آپ کو ہلاک کررہے ہیں۔

آپ پوری امانتداری اور دیانتداری سے تجزیہ کرلیں ہمارے معاشرے میں اس وقت جتنے کبیرہ گناہ ہیں ان کی وجہ مال ودولت کی حرص وہوس اور اس کی بے جا محبّت ہے۔ ہمارے مسلم معاشرے میں مسلمان تاجر اور دُکاندار ظہر، عصر اور مغرب باجماعت ادا کیوں نہیں کرتے......؟ آخر وہ مسلمان ہیں، ان کو سارا علم ہے کہ نماز کے بغیر بندے کا اسلام بھی خطرے میں ہے، لیکن وہ اس کے باوجود نہیں پڑھتے؟؟ وجہ صرف اور صرف مال کی حرص اور لالچ کے سوا کچھ نہیں۔

اسی طرح ماں باپ اور معصوم رشتے داروں کے ساتھ ظلم وزیادتی کیوں کی جاتی ہے، ان کے حقوق کو کیوں دبایا جاتا ہے......؟ اِس کی ایک بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ بندہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس مال دولت اور بینک بیلنس ہے مجھے کسی کی کیا پروا......! اور اسی طرح جس قدر حرام کے دَھندے اور ناجائز کاروبار ہمارے معاشرے میں موجود ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف مال کی حرص وہوس ہے۔ اور عجب حیرت اور ظلم کی بات ہے کہ آج کا مسلمان صرف مال ہی کو نعمت سمجھتا ہے اور مال سے ہزار گنا بڑھ کر جو نعمتیں اس کے پاس ہیں انکی کوئی قدر وقیمت نہیں۔ کون نہیں جانتا

......؟ کہ مال بمقابلہ ایمان......100......صفر کا مقابلہ ہے۔

کئی ملین ڈالرز بھی ایمان کی ایک رتی کا مقابلہ نہیں کر سکتے، لیکن اس سب کچھ کے باوجود بعض لوگ چند ٹکوں کی خاطر بے ایمان ہوجاتے ہیں۔

یاد رکھو......!

جس شخص کے دل میں مال کی حرص وہوس اس قدر زیادہ ہو کہ وہ اللہ اور اس

کے رسول کے حقوق کی ادائیگی میں بھی غافل ہوجائے تو ایسا شخص کسی صورت بھی زندگی کی بہار حاصل کرسکتا ہے نہ ہی آخرت کے خزانے۔

بلکہ ایسے شخص کی دنیاوآخرت برباد ہے، کیونکہ مال ودولت کے حریص کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سخت ترین بددعا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: درہم ودینار اور مال ودولت کا غلام ہلاک ہوگیا، برباد ہوگیا۔اس بدنصیب کو ایسا کانٹا چبھے کہ وہ ہمیشہ اس کی ٹیس محسوس کرتا رہے...... اللہ اکبر

ہمارے معاشرے کے اکثر افراد اس بددعا کی زد میں ہیں، اگر وہ آج ہی مال کی حرص وہوس ختم کرکے اللہ پر اپنا توکل بڑھالیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھیں تو زندگی کی سب بہاریں لوٹ سکتی ہیں۔

اور اِسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے متعلق یہ خدشہ اور اندیشہ بیان کیا تھا کہ میری اُمت کا فتنہ مال ہے، یہی مال ان کی تباہی وبربادی کا سبب بن جائے گا......اور خدا کی قسم آج یہی کچھ ہم معاشرے میں دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اکثر مسلمانوں کو چاہیے اُن کا تعلق کسی بھی طبقے سے ہو، ان کو مال کی حرص وہوس اور بے جا محبّت نے بے چین، بے قرار اور بُری طرح تباہ کردیا ہے۔اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس قدر ماحول اور معاشرے کی بربادی کردی ہے کہ خونخوار بھوکا بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ میں وہ تباہی نہیں مچاتا جوان مال کے پجاریوں نے مسلم معاشرے میں مچارکھی ہے۔

میرے پیارے مسلمان بھائیو......! آج کے اس عظیم الشان خطبہ جمعہ میں آپ کی خدمت میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صرف پیسے روپے اور مال کے لیے جینا زندگی اور آخرت برباد کردینے کے مترادف ہے......خدارا مالی معاملات میں اللہ

سے دعا کرو، دین کے دائرے میں رہتے ہوئے جائز کوشش اور محنت کرو اور اس کے بعد جو نصیب میں آجائے اس پر دل کی خوشی سے راضی ہو جاؤ، یہی عمل زندگی کی بہار ہے اور آخرت کا خزانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مجھ طالب علم کو دین پڑھتے پڑھاتے کم از کم پچیس سال ہو چکے ہیں، بارہ سال کی عمر میں میں مدرسہ میں داخل ہوا اور اس وقت میری عمر انتالیس سال ہے۔ میں نے اس ربع صدی میں جو سمجھا اور سیکھا ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں چپکے چپکے مال لٹانے والا شخص کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہو سکتا۔

اس دنیا کی سب بہاریں اور آخرت کے سب خزانے اس شخص کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں چھپ چھپ کر صدقہ وخیرات کرتا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق دینی ضرورت اور انسانی ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔

اسی طرح صدقہ وخیرات اور انفاق فی سبیل اللہ ایک ایسا عمل ہے کہ جو انسان کو بہت جلد اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔ دین کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے لیے فرائض کے بعد اس سے زیادہ مفید اور کوئی عمل نہیں۔

خدا کی قسم......! صدقہ وخیرات سے سب کمیاں پوری ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ خیر و برکت کے سب دروازے کھول دیتے ہیں، ہر موسم، موسم بہار بن جاتا ہے، آپ قرآن کی سورۃ اللیل کی آیت پر غور تو فرمائیں کہ جس نے حق کی تصدیق کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کیا اس کے لیے سب راہیں کشادہ ہو گئیں۔ سبحان اللہ!

اور یاد رکھو! بخیل اور کنجوس آدمی کبھی بھی، کسی صورت بھی زندگی کی بہار پا سکتا ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کے قریب ہو سکتا ہے۔

میرے بڑے پیارے بزرگ نماز پڑھنے والوں کو پنجابی میں ایک بول کہا کرتے تھے.....نرے متھے گسان نال کچھ نئیں لب دا..........!!!

مجھے رب کبریا کی کبریائی کی قسم ہے کہ یہ بول سو فیصد سچ، حق اور دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہے۔

ہمارے دین نے کہیں زکوٰۃ کا حکم دیا، کہیں صدقۃ الفطر کو فرض قرار دیا، کہیں صدقہ وخیرات کے فضائل بیان کیے، کبھی مہمان نوازی کی ترغیب دلائی اور کبھی قرضہ معاف کرنے والوں کی عزت وعظمت اور مقام ومرتبے کو بیان کیا......اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مندرجہ بالا تمام صورتیں یہی درس دیتی ہیں کہ مال اللہ کا دیا ہوا ہے اس کو اللہ کے لیے خرچ کرو، ہر طبقے اور ہر شعبے میں خرچ کرو۔ دنیا کی سب بہاریں ہی نہیں، آخرت کے سب خزانے بھی تمھارے نام ہیں۔

معزز سامعین کرام......! صدقہ وخیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت اور ترغیب کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جو زمانے کے لٹیرے، ڈاکو، چور اور راہزن تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زمانے بھر کا سخی بنا دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جود وسخا کی، صدقات وخیرات کی اور انفاق فی سبیل اللہ کی ایسی مثال قائم کر دیں کہ ان کے مٹھی بھر جَو کو احد پہاڑ سے زیادہ مقام مل گیا۔

﴿إِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۝ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝﴾ ①

"اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اِسے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان بے حد برداشت کرنے والا ہے۔"

---

① (سورة التغابن:17)

مسلمانو.....! اگر اللہ تعالیٰ سے کئی گنا لینا چاہتے ہو تو پھر ایک بات اور راز کی بات پلّے باندھ لو..... اگر تمہارے پاس دینے کے لیے کچّا پیاز بھی ہے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں دے دو اور یاد رکھو کسی کہنے والے نے بہت خوب بات کہی ہے کہ "رب دینے والے کو دیتا ہے" اور جو بغیر گِنے دے رب اُس کو بھی بغیر حساب کے دیتا ہے۔

غرباء کے لیے خاص رَاز کی بات:

ہمارے ہاں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ کی راہ میں دینا یہ امیروں اور امیر زادوں کا کام ہے، صدقہ وخیرات کرنا، اور اللہ کی راہ میں دینا غریب لوگوں کے کرنے کا کام نہیں ہے، اُن کا کام تو صرف لینا ہے بس اسی فکر نے ہمارے معاشرے میں غریبوں کو غریب تر کر دیا ہے اور وہ اللہ کے خاص برکتوں سے محروم ہو چکے ہیں۔

ہمارے ہاں غریب لوگ ساری زندگی غریب کیوں رہتے ہیں...؟ اِس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی سامنے آئی ہے کہ غریب اور متوسط درجہ کے لوگ اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات نہیں کرتے ہیں، غیروں سے تو مانگتے رہتے ہیں مگر خود کسی کو اللہ کی رضا کے لیے ایک گھونٹ پانی اور ایک لقمہ روٹی کا بھی نہیں دیتے، حالانکہ غریب سے بھی غریب شخص با آسانی اپنے سے زیادہ غریب کو کھانا کھلا سکتا ہے اور پانی پلا سکتا ہے۔

اللہ گواہ ہے..... کہ اگر غریب لوگ اور کم تنخواہیں لینے والے اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق اللہ کی راہ میں دیتے رہیں اور اگر کچھ نہیں کر سکتے تو کسی کو اللہ کے لیے پانی پلا دیا کریں، کوئی ایک روٹی کھلا دیا کریں تو اللہ تعالیٰ اسی کی وجہ سے خیر وبرکت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کوئی مزدور ماہانہ تین ہزار روپے بھی لیتا ہے تو وہ کوشش کر کے اُس میں سے تیس روپے ہی اللہ کی راہ میں دے دیا کرے، کون ہے جو اللہ کی راہ میں روزانہ روپیہ بھی نہیں دے سکتا.....؟

اور اللہ کی ذات تو ایسی ذات ہے کہ آپ کے دیئے ہوئے روپے کو بھی لاکھوں بنا کر، اور ایک کھجور کو پہاڑ بنا کر قبول کرتی ہے، آپ کی زندگی کا کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے جس دن آپ نے اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ دیا نہ ہو یا کسی کو کچھ کھلایا نہ ہو بس اسی ایک رَاز کو اچھی طرح سمجھ لیں اسی میں ہزاروں رَاز چھپے ہوئے ہیں۔

اور یاد رہے...! زِندگی کی بہاراور آخرت کا خزانہ یہی ہے کہ بندہ اللہ کے بندوں کو اور بالخصوص اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو کھلاتا پلاتا رہے اور اپنی طاقت کے مطابق اُن کی ضروریات پوری کرتا رہے۔

غریب صحابہ لاکھوں کے مالک کیسے بنے...؟

صحیح البخاری سمیت آپ سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل کوئی بھی کتاب پڑھ کر دیکھ لیں آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ صحابہ کرام جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اِس قدر زیادہ غریب تھے کہ اُن کے پاس ایک وقت کی روٹی بھی نہیں ہوتی تھی، لیکن اللہ کی راہ میں دینے کا اور صدقہ وخیرات کرنے کا جذبہ اِس قدر زیادہ تھا کہ وہ یہودیوں کے باغ میں رات کو مزدوری کرتے اور جو چند کھجوریں یا مزدوری ملتی وہ صبح لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔

یہی لوگ چند سالوں کے بعد اللہ کی رحمت سے لاکھوں روپوں کے مالک بن

گئےاللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے دن پھیر دیے اوران کو برکتوں سے مالا مال کر دیا۔

زندگی میں بہار کا مطلب کیا ہے:

زندگی میں بہار یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مال بھی دے اور صحت بھی۔ اور اسی طرح جب آپ آخرت کے روز اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں تو وہ آپ کو بخشش کے خزانوں سے مالا مال کر دے۔

تو زندگی کی بہار اور آخرت میں خزانوں کو پانے کے لیے اپنی اپنی طاقت کے مطابق اللہ کی راہ میں دینے والے بن جائیں چاہے ایک ذرّہ ہی کیوں نہ دیں۔

اور اللہ کی راہ میں کسی مسجد، کسی مدرسہ، کسی غریب، کسی بیوہ، کسی بے سہارا کو دیتے ہوئے دو باتوں کا ضرور ضرور خیال رکھیں۔

① دِل کی خوشی سے دیں..... یعنی دیتے ہوئے آپ کے چہرے پر خوبصورت چمک اور دِل میں اعلیٰ درجہ کی خوشی ہو کہ میں اللہ کی راہ میں صدقہ دے کر اپنے آپ کو سچا ثابت کروا رہا ہوں۔

② جتنا چھپا سکتے ہیں چھپالیں.... یعنی کوئی آٹے کا تھیلا دیتے ہوئے، تصویر بنوا کر فوراً فیس بک پر نہ لگا دے بلکہ کسی کو دیتے ہوئے اِس قدر راز داری اور چپکے سے دیں کہ کسی دوسرے شخص کو بھی خبر تک نہ ہو ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ ہم دس روپے کی چیز کا صدقہ کرتے ہیں اور ہزاروں جتنی اُس کی تشہیر کرتے ہیں۔

جو شخص اللہ کی راہ میں دیتے ہوئے اِن دو چیزوں کا خیال رکھتا ہے، رب تعالیٰ زِندگی کی تمام بہاریں اور آخرت کے سب خزانے اُس کے نام کر دیتا ہے۔

ایک صحابی کا ایمان افروز واقعہ:

جو لوگ اپنی طاقت کے مطابق دِل کی خوشی سے دیتے ہیں، رب اُن کو کئی گنا زیادہ عطا کرتا ہے اس سلسلے میں قرآن پاک کی درجنوں آیات ہیں لیکن میں آپ کے سامنے حدیث شریف سے ایک صحیح واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں دینے والے کس قدر دِل کی خوشی سے دیتے رہے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مجھے زکوۃ لینے کے لیے بھیجا، میں ایک علاقے میں گیا وہاں ایک شخص کے جانوروں کا حساب لگا کر میں نے اُس کو بتلایا تیرے ذمہ زکوۃ صرف ایک چھوٹی سی اُونٹنی بنتی ہے، وہ تو مجھے دے دے لیکن وہ شخص مجھے کہنے لگا کہ میں نے اتنی چھوٹی اُونٹنی نہیں دینی، جو نہ دودھ دیتی ہے اور نہ ہی وہ سواری کے قابل ہے:

((وَلٰكِنْ هٰذِهٖ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ عَظِيْمَةٌ سَمِيْنَةٌ فَخُذْهَا))

''اور لیکن یہ موٹی تازی جوان اُونٹنی ہے تم یہ لے لو۔''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جوان، موٹی تازی اُونٹنی لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں یہ نہیں لے سکتا کیونکہ یہ لینے کی مجھے اجازت نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہی رہتے ہیں آپ اُن کے پاس تشریف لے جائیں جیسے آپ مجھے یہ اُونٹنی دِکھلا رہے ہیں اسی طرح یہ اُونٹنی اُن کو دِکھلائیں اگر وہ پسند کر لیں تو میں یہ اُونٹنی آپ سے رکھ لوں گا.... چنانچہ اُس شخص نے کہا ٹھیک ہے میں ایسے ہی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ چلا اور ساتھ وہ اُونٹنی بھی لی جو اُس نے مجھے دکھلائی تھی یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور اُس نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

کیا تاریخ ساز بول بولا...... عربی سنیں اور تڑپ جائیں...... کہنے لگا:

((يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَتَانِيْ رَسُوْلُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّيْ صَدَقَةَ مَالِيْ وَايْمُ اللّٰهِ مَا قَامَ فِيْ مَالِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا رَسُوْلُهُ قَطُّ قَبْلَهُ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِيْ)) ①

''اے اللہ کے نبی! آپ کا قاصد میرے پاس میرے مال کی زکوۃ لینے آیا ہے اور اللہ کی قسم میرے پاس اللہ کے رسول کبھی آئے ہیں اور نہ کبھی اس سے پہلے اُن کا قاصد آیا ہے بس میں نے مال کو جمع کیا ہے۔''

مگر یہ آپ کا قاصد مجھ سے چھوٹی سی ایسی اونٹنی لینا چاہتا ہے جو نہ دودھ کے قابل ہے نہ سواری کے قابل ہے، میں اِس کو کہتا ہوں کہ ایک صحت مند، جوان اور موٹی تازی اونٹنی لے لو لیکن یہ آپ کا قاصد نہیں مانتا اب یہ مجھے اور میری اس جوان اونٹنی کو آپ کے پاس لے کر آیا ہے آپ اِس کو قبول فرمالیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے ذمہ وہی اُونٹنی بنتی ہے جو تجھ سے مانگ رہا ہے البتہ جو تو دِل کی خوشی سے زیادہ بہتر ہمیں دینا چاہتا ہے ہم وہ تجھ سے قبول کرتے ہیں اور تیرے لیے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک تجھے اجر عطا کریں، چنانچہ اُس نے اونٹنی دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے اُس کے لیے برکت کی دُعا کی۔

اِسی روایت کے کسی حصہ میں یا کسی دوسرے واقعہ میں مَیں نے کہیں پڑھا تھا کہ جب اگلے سال صحابی اُس کے پاس زکوۃ لینے کے لیے گئے تو اُس کا مال کئی گنا زیادہ بڑھ چکا تھا تقریباً وہ اُس سے تیس سے قریب اُونٹنیاں زکوۃ لے کر آئے تھے۔ اللہ اکبر

---

① (سنن أبي داوٗد: 1583)

سامعین کرام! اِس واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ لینے دینے کے معاملے میں کس قدر زیادہ حساس تھے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دِل کی خوشی سے اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے مال و جان میں کیسی بہار پیدا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں:

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۝ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝﴾ ①

''اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اِسے کئی گُنا بڑھا دے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان بے حد برداشت کرنے والا ہے۔''

لاعلاج بیمار صحت یاب ہو گیا:

بیمار بندے کی زندگی میں بھی کیا بہار ہوتی ہے...؟ وہ بیچارہ گن گن کر اپنے دِنوں کو پورا کرتا ہے لیکن آیئے اگر آپ کو لاعلاج سے لاعلاج بیماری میں بھی شفاء چاہیے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دِل کی خوشی سے چھپ چھپ کر دیتے رہیں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی زندگی میں وہی پہلے والی بلکہ اُس سے بہتر بہاریں پیدا کر دے گا۔ بلکہ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث جس کو محدِثین نے حسن قرار دیا ہے،

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دَاوُوْا اَمْرَضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاَعِدُّوْا لِلْبَلَاءِ الدُّعَاءَ)) ②

---

① (سورة التغابن:17)

② (طبرانی کبیر: 10196، بیهقی کبری:3/382 وحسنه الالبانی صحیح الجامع: 1/634 رقم:3358)

''اپنے بیماروں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور آزمائش کو دور کرنے کے لیے دُعا کیا کرو۔''

اِس حدیث کی روشنی میں سلف صالحین کی زندگیوں میں سے درجنوں واقعات منقول ہیں کہ جب اُنہوں نے اپنی طاقت کے مطابق دِل کی خوشی سے اللہ کی راہ میں دیا ،اللہ کے کمزور بندوں کو کِھلانے، پلانے اور پہنانے کا بندوبست کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی اُن کے لیے سلامتی اور صحت وتندرستی کے سب دروازے کھول دیئے۔

ایک واقعہ میں نے پڑھا ہے اگرچہ اُس کی سند میں کچھ ضعف ہے کہ امام ابن مبارک رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے آکر کہا کہ میرے گھٹنے میں ایک پھوڑا نکل آیا ہے اور اُس نے مجھے سات سال سے بہت پریشان کررکھا ہے:

((وَقَدْ عَالَجْتُ بِأَنْوَاعِ الْعِلَاجِ وَسَأَلْتُ الأَطِبَّاءِ فَلَمْ أَنْتَفِعْ بِهٖ))

''میں نے طرح طرح کا علاج کروایا ہے اور ڈاکٹروں سے مشورے کیے ہیں مگر مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔''

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا تم ایسے کرو، کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگوں کو پانی کی ضرورت ہو، وہاں اُن کے لیے پانی کا کنواں کھدوا دو، یا وہاں اُن کے لیے پانی کا اہتمام کردو، مجھے اُمید ہے کہ جب وہاں تو اُن کے لیے پانی کا اہتمام کرے گا اور تیری وجہ سے پانی نکلے گا اور اللہ کے بندے سیراب ہونگے تو اللہ تعالیٰ تیرے خون کو بند کرتے ہوئے تیرے زخم کو ٹھیک کردیں گے۔

((فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرِأَ)) ①

① (شعب الایمان، باب الزکوۃ امام بیہقی:3381)

''اُس شخص نے ایسا ہی کیا پس وہ صحت یاب ہو گیا۔''

پیارے مسلمان بھائیو..... ! بیماری کے دنوں میں ڈاکٹروں کو ہزاروں روپے فیس دیتے ہو، ہزاروں کی ادویات استعمال کرتے ہو..... کبھی چند روپے کا راشن کسی غریب کے گھر میں بھی بھیج دیا کرو، یا کسی علاقے میں صاف پانی کا اہتمام کر دیا کرو..... اس عمل میں اللہ تعالیٰ نے وہ شفا رکھ دی ہے جو بڑے بڑے ڈاکٹروں اور ہسپتالوں کے ذریعے بھی نصیب نہیں ہوتی۔

اللہ پاک نے کیا خوب اِرشاد فرمایا:

((مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ)) ①

''کوئی ہے کہ اللہ کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا اور اللہ ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔''

اور شفاء مل گئی:

اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے کبھی کبھی بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کے نیکوکار لوگوں پر بھی کمر توڑ بیماریاں اُتر آتی ہیں تو ایک مومن کو اپنی شفایابی کے لیے اور اپنی زندگی کی بہاریں واپس لانے کے لیے علاج معالجہ اور دُعا کے ساتھ ساتھ جو کام سب سے زیادہ کرنا چاہیے، وہ صدقہ خیرات ہے اور صدقہ خیرات روزانہ کی بنیاد پر کریں،

① (سورة البقرہ:245)

جس طرح آپ روازنہ میڈیسن اور دوائی کھاتے ہیں اِس طرح بلاناغہ کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں دیتے رہیں، چاہے کسی کو گھونٹ پانی پلا دیں اِس کے بدلے اللہ تعالیٰ بہت جلد شفا اور صحت عطا فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ مشہور امام، امامِ حاکم رحمہ اللہ کے چہرے پر بڑے تکلیف دہ زخم نکل آئے اُنھوں نے بہت زیادہ علاج معالجہ کروایا لیکن سال بھر گزر جانے کے باوجود وہ ٹھیک نہ ہوئے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنے دَور کے استاذ امام ابوعثمان صابونی رحمہ اللہ کو دُعا کے لیے کہا اور فرمایا کہ جمعہ کے روز میرے لیے دُعا کریں، شائد کہ میرا اللہ آپ کی دعا اور لوگوں کی آمین پہ مجھے شفا عطا کردے۔

صابونی رحمہ اللہ نے امام حاکم کا ذِکر کرتے ہوئے خطبہ میں اُن کے لیے دُعا کروادی تو اگلے خطبے میں ایک عورت نے مسجد میں ایک رُقعہ پھینکا اور اُس میں لکھا تھا میں پچھلا جمعہ پڑھ کر اپنے گھر گئی ہوں تو میں نے امام حاکم کے لیے بہت زیادہ دُعا کی تھی اور اُس رات اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہت شفا مانگی تھی تو میں نے کیا دیکھا کہ خواب میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور انہوں نے مجھے کہا کہ حاکم کو کہو کہ مسلمانوں کے لیے پانی کا اہتمام کریں......

چنانچہ یہ پیغام امام حاکم تک پہنچا تو انہوں نے اپنے گھر کے باہر لوگوں کے لیے صاف پانی کا اہتمام کر دیا اور لوگوں نے وہاں سے پانی پینا شروع کر دیا۔

((فَمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُسْبُوعٌ حَتّٰى ظَهَرَ الشِّفَاءُ وَزَالَتْ تِلْكَ الْقُرُوحُ وَعَادَ وَجْهُهُ إِلٰى أَحْسَنِ مَاكَانَ، وَعَاشَ بَعْدَ ذٰلِكَ سِنِيْنَ)) ①

”ابھی چند ہفتے ہی گزرے کہ شفا ملنا شروع ہوگئی اور وہ سارے زخم ختم ہو گئے اور اُن کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوگیا اور وہ اُس کے بعد کئی سال زندگی کی بہاریں لوٹتے رہے۔“

آیئے! اگر آپ کو بھی بہار چاہیے، شفا چاہیے، تو لوگوں کا خون چوسنے کی بجائے..... اُن کو کھلائیں، پلائیں، پہنائیں اور اپنی طاقت کی مطابق صدقہ وخیرات کرتے رہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((فَإِنَّ لِلصَّدَقَةِ تَأْثِيْراً عَجِيْبًا فِيْ دَفْعِ أَنْوَاعِ الْبَلَاءِ وَلَوْكَانَتْ مِنْ فَاجِرٍ أَوْ مِنْ ظَالِمٍ بَلْ مِنْ كَافِرٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَدْفَعُ بِهَا عَنْهُ أَنْوَاعاً مِنَ الْبَلَاءِ، وَهٰذَا أَمْرٌ مَعْلُوْمٌ عِنْدَ النَّاسِ خَاصَّتِهِمْ وَعَامَّتِهِمْ، وَأَهْلُ الْأَرْضِ كُلُّهُمْ مُتَّفِقُوْنَ بِهِ لِأَنَّهُمْ قَدْ جَرَّبُوْهُ)) ②

---

① شعب الایمان باب الزکوۃ: 1205 ایک عربی کتاب اُس کا نام ”من عجائب العلاج بالصدقہ“ ہے اِس کتاب میں بڑے بڑے ایمان افروز واقعات کو تحریر کیا گیا ہے جن سے یہ بات روزِ روشن کی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات کی برکات سے بڑے سے بڑے خطرناک امراض میں بھی اپنے بندے کو بھی شفا عطا فرمادیتے ہیں، چند ایک واقعات پڑھنے کے لیے ہماری کتاب شرعی علاج سے دم مگر کیسے؟ صفحہ 58_67 کا مطالعہ کریں)

② (الوابل الصیب امام ابن قیم رحمہ اللہ)

''صدقہ میں طرح طرح کی بلاؤں کو دور کرنے کے لیے حیران کُن تاثیر ہے اگر چہ وہ صدقہ کوئی گناہگار، ظالم بلکہ کافر ہی کیوں نہ کرے اللہ تعالیٰ اِس کی وجہ سے بڑی بڑی بلائیں دور کر دیتے ہیں اور یہ بات لوگوں میں سے ہر عام و خاص کو معلوم ہے اور سارے زمین والے اِس بات پر متفق ہیں کیونکہ اُنہوں نے اِس کا تجربہ کیا ہے۔''

اللہ کی راہ میں اللہ کو خوش کرنے کے لیے صدقہ وخیرات کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دینے کے برابر ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ پھر اُس کو کئی گنا زیادہ برکتیں اور بہاریں عطا کرتے ہیں اِس لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۞ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۞﴾ [1]

''اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اِسے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان بے حد برداشت کرنے والا ہے۔''

آخرت کا خزانہ بخشش ہی بخشش:

آخرت میں بخشش کے لیے سب سے زیادہ مفید عمل صدقہ وخیرات ہے صدقہ وخیرات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اِس بات کا ذِکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی کئی ایک مقامات پر بھی کیا ہے، کہ صدقہ موجبِ بخشش ہے، باعث مغفرت ہے۔

---

[1] (سورۃ التغابن:17)

خطبہ کے آخر میں مَیں آپ کو حدیث کی کتابوں میں سے ایک ایسا واقعہ سنانا چاہتا ہوں کہ جسے سُن کر آپ کی عقلیں دنگ رہ جائیں گی، لیکن میں کیا کروں....؟ جب یہ واقعہ سند کے لحاظ سے صحیح ہے تو پھر اِس کو بلاشبہ بیان کرنا بھی درست ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عیسائی راہب ایک لمبا عرصہ اپنے گرجے میں عبادت کرتا رہا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اُس کے گرجے کے پاس ایک عورت نے اپنی رہائش رکھ لی...... وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عیسائی راہب پر شیطانی وسوسات کا غلبہ حد سے زیادہ بڑھ گیا اور وہ اُس عورت کے ساتھ بدکاری کر بیٹھا..... یہ بدکاری اُس نے اُس کے ساتھ کئی بار کی، لیکن بالآخر وہ اللہ سے ڈرا اور اُس نے ایک مسجد میں پناہ لی، دِن رات عبادت کرتا رہا اور گناہ کا ڈر اُس پر اِس قدر چھایا ہوا تھا کہ وہ پانی تک نہیں پیتا تھا۔

اسی دوران اُس کے پاس ایک روٹی لائی گئی تو اُس نے روٹی کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور وہ دونوں حصے دو غریبوں میں تقسیم کر دیئے، چنانچہ وہ راہب فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی کم و بیش ساٹھ سالہ زندگی کی عبادت کو ایک پلڑے میں رکھا اور جو اُس نے عیاشی کی تقریباً چھ راتیں اُس عورت کے ساتھ گزاری تھیں وہ دوسرے پلڑے میں رکھیں تو عیاشی والی راتوں کا بوجھ ساٹھ سالہ زندگی کی عبادت سے بھاری ہو گیا۔ اللہ اکبر

یہاں رُک کر ناجائز تعلقات رکھنے والے زِنا کار لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ بھی ہے کہ وہ اپنی کالی راتوں کی وجہ سے کس قدر اللہ کی رحمت اور جنت سے دور جا رہے ہیں۔

بہرصورت اللہ تعالیٰ نے اِس کے بعد اُن چھ راتوں کا روٹی کے اُن دو ٹکڑوں

کے ساتھ وزن کیا جو اُس نے مسکینوں کو کھانے کے لیے دیئے تھے تو روٹی والا پلڑا وزنی اور بھاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو معاف کر دیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں الفاظ ہیں کہ:

((فَوُزِنَ السِتُّ بِالرَّغِيْفِ فَرَجَحَ الرَّغِيْفُ)) ①

''چھ راتوں کا وزن روٹی کے ساتھ کیا گیا تو روٹی والا پلڑا بھاری ہو گیا۔''

اس طرح کے واقعات سے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا علم ہوتا ہے، لیکن اس جیسے واقعات سن لینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم گناہ کرنے میں بے باک ہو جائیں اور بعد میں صدقہ و خیرات کے ذریعے اُن کو بخشواتے رہیں، اس جیسے واقعات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص نہ چاہتے ہوئے جس قدر کبیرہ گناہ بھی کر لے لیکن اگر وہ سچے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی نہ کوئی نیکی قبول کرتے ہوئے اُس کی توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں لیکن یہ سارا اختیار اللہ کے پاس ہے کہ وہ قبول کرے یا عذاب دے۔

اور اسی طرح آپ نے صحیح البخاری میں وہ واقعہ تو بار بار سُنا ہو گا جس میں آیا ہے کہ ایک بدکار مرد یا بدکارہ عورت نے ایک کتے کو چند گھونٹ پانی پلایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک نجس اور پلید جانور پر چند قطرے پانی صدقہ کرنے پر اُس کی زندگی بھر کے گناہوں کو معاف کر دیا تھا...... اس لیے ہر حال میں اللہ کی راہ میں دیتے رہا کریں، دینے والوں کی زندگی میں بہار ہوتی ہے اور یہی وہ لوگ ہے جن کو آخرت میں اللہ کی بخشش کے انمول خزانے نصیب ہوں گے۔

---

① (مصنف ابن ابی شیبہ :3/110،شعب الایمان:3/32،المطالب العالیة:3468)

اور اللہ تعالیٰ بھی صدقہ سے بخشش کا علان کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں:

﴿اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ ۚ وَاللّٰهُ شَكُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ۙ﴾ ①

”اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان بے حد برداشت کرنے والا ہے۔“

اور کوشش کریں کہ اپنے گھر میں بھی اپنے بچوں کو صدقہ وخیرات کی تلقین کرتے رہیں، بلکہ اُن کی عملی تربیت کرتے رہیں، اُن کو باقاعدہ چند روپے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کے لیے یا کسی بیوہ یتیم کو دینے کے لیے دیا کریں۔

خطبہ کے آخر میں آج آپ کو ایک سچا اور نہایت روح پرور واقعہ سُناتا ہوں جس کی روشنی میں آپ اپنے بچوں کی صدقہ وخیرات کے حوالے سے اعلیٰ تربیت کرسکتے ہیں۔

اور یہاں پر ایک بات یاد رکھنا.... کہ آپ کا خاموش کردار بچوں کی تربیت پر بہت گہرا اثر چھوڑتا ہے جو کام آپ بلاناغہ پوری توجہ سے کرتے ہیں وہی کام آپ کے مرنے کے بعد آپ کی اولادیں بھی کریں گی، ہم نے کئی جوانوں کو سگریٹ پیتے ہوئے دیکھا تو اُن سے سوال کیا کہ تم سگریٹ کیوں پیتے ہو....؟ تو اُن کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمارے والد بھی پیتے تھے...... خدارا..... اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کا مستقبل ویران نہ کریں اور مندرجہ ذیل واقعہ سُن کر اپنے بچوں کو بھی ایسا بنانے کی کوشش کریں۔

---

① (سورۃ التغابن:17)

یہ تو پانی کا پلانٹ آپ کے بیٹے نے لگوایا ہے:

سعودی عرب کے ایک مشہور شہر کا نام ریاض ہے اِس شہر میں بڑے بڑے نیک، صلحا اور اللہ والے، اہلِ علم رہتے ہیں اِس شہر کا ایک سچا واقعہ ہے کہ ایک بچے کے والد چھوٹی عمر میں وفات پا گئے مگر اُس کی والدہ نے محنت مزدوری کر کے اپنے بچے کی خوب پرورش کی اور بالاخر اسے اچھی ملازمت مل گئی۔

وہ نوجوان اپنی والدہ کو اپنی تنخواہ میں سے کچھ پیسے روپے دیتا رہتا تھا اللہ کا کرنا ایسے ہوا کہ چند ماہ کے بعد اُس کی والدہ کا انتقال ہو گیا لیکن اُس فرمانبردار بیٹے نے وہ رقم جو اپنی ماں کو زندگی میں دیا کرتا تھا اُس نے وہی رقم ہر ماہ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کرنا شروع کر دیا اور چند سالوں میں مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں اسی رقم سے اپنی والدہ کے درجات کی بلندی کے لیے پانی کے کنویں وغیرہ بھی کھدواتا رہا......

اسی دوران اس کے اپنے بچے بھی جوان ہوئے جب اُس کے ایک بیٹے نے دیکھا کہ ہمارے والد اپنی والدہ اور ہماری دادی امی کی طرف سے اُن کے مرنے کے بعد بھی صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو اُس بیٹے کے دل میں بھی پیسے جمع کر کے صدقہ کرنے کا شوق پیدا ہو گیا اور وہ اپنی روزانہ ملنے والی خرچی کو جوڑتا رہا یہاں تک کہ اُس نے کافی رقم اپنے پاس جمع کر لی۔

ایک مرتبہ وہ شخص اپنے محلے کی مسجد میں جاتے ہوئے کیا دیکھتا ہے کہ مسجد کے باہر اہلِ محلہ کو صاف پانی کی اشد ضرورت تھی تو کسی شخص نے اہلِ محلہ کے لیے صاف پانی کا ایک پلانٹ لگا دیا، جب اُس نے پانی کا پلانٹ دیکھا تو سوچنے لگا کہ میں اپنی والدہ کی طرف سے دیگر شہروں اور ملکوں میں پانی وغیرہ کے کنویں کھدواتا رہا ہوں، پانی کے پلانٹ لگواتا رہا ہوں، میرے لیے کرنے والا سب سے پہلا کام تو یہی

تھا کہ میں اپنے محلے کی مسجد کے پاس اہلِ علاقے کے لیے صاف پانی کے پلانٹ کا اہتمام کرتا، بہرصورت وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ اُس نے مسجد کے امام صاحب سے پوچھا کہ باہر صاف پانی کا پلانٹ کس نے لگوایا ہے تو وہ امام صاحب فرمانے لگے۔

((فَاعِلُ الْخَيْرِ هُوَ ابْنُكَ))

''یہ خیر کا کام کرنے والا تو آپ کا ہی بیٹا ہے۔''

اُس شخص نے جب یہ جواب سُنا تو خوش بھی ہوا اور حیران بھی ہوا اور فوراً جا کر اپنے بیٹے سے پوچھا کہ پانی کے پلانٹ کے لیے آپ نے پیسے کہاں سے لیے تھے اور آپ کے دل میں یہ خیال کیسے آیا کہ لوگوں کے لیے صاف پانی کا پلانٹ لگوانا چاہیے۔

اب بیٹے کا جواب سُنیں اور اپنا ایمان تازہ کریں .... بیٹا کہنا لگا اے ابو جان! میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے تو میں نے یہی دیکھا ہے کہ آپ اپنی والدہ کے ساتھ بہت زیادہ نیکی کرنے والے ہیں اور آپ نے برسوں گزر جانے کے باوجود اپنی والدہ کے لیے صدقہ کرنا نہیں چھوڑا، تو میرے دِل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ کیوں نہ ہو میں بھی اپنے والد کی طرف سے اُن کی زندگی میں ہی صدقہ جاریہ کردوں جو میرا والد ایک عرصے سے اپنی والدہ پر ہماری دادی امی کے لیے اس قدر زیادہ صدقہ وخیرات کر رہا ہے، میں نے اس جذبے سے پیسے جوڑنے شروع کر دیے اور بالآخر آپ کی طرف سے صدقہ جاریہ کرتے ہوئے یہ پلانٹ لگا دیا۔ اللہ اکبر

اس واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خود اخلاص کے ساتھ صدقہ وخیرات کرنے والا ہو تو اُس کے کردار کو دیکھ کر اُس کی اولاد بھی کس طرح اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتی ہے۔

سامعین کرام...... ! سو باتوں کی ایک بات ہے خود بھی اللہ کی راہ میں دیتے رہیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں، یہی عمل ہر کامیابی کی بنیاد ہے اور یہی عمل زندگی کی بہار، اور یہی عمل آخرت کے روز بخشش کا خزانہ ہوگا۔

تو اِسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۝ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝﴾ ①

''اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گُنا بڑھا دے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان بے حد برداشت کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو آج کا یہ عظیم الشان خطبہ سمجھنے کی اور اِس پر عمل کرنے کی خوب توفیق عطا فرمائے...... بالخصوص ہمیں اپنی راہ میں اپنی رضا کے لیے خرچ کرنے والا بنا دے کیونکہ ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو درباروں مزاروں اور قبروں پر غیر اللہ کی نذر و نیاز لے کر جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ توحید جیسی انمول دولت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں .... یعنی اُن کا ڈبل نقصان ہوا...... مال بھی ضائع ہوا اور عقیدۂ توحید کی غیرت بھی نہ رہی اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدقہ وخیرات کے ساتھ ساتھ عقیدۂ توحید کی دولت سے بھی مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقی الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

---

① (سورة التغابن:17)

محسن کے احسان
کو
یاد رکھو

محسن کے احسان کو یاد رکھو

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝﴾ ①

نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود و سلام سیدنا سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا واما منا فی الاخرۃ واما منا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

ہر مسلمان کے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو

---

① (سورۃ الرحمٰن:60)

اپنانے کی کوشش کرے، سیرت کے ہر پہلو کو اپنی عملی زندگی میں اختیار کرے اور بالخصوص سیرت النبی ﷺ کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرے۔

آپ ﷺ کی سیرت سے جو ایک نبوی اصول ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے محسن کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھا جائے، آپ کے ساتھ کسی نے معمولی سی نیکی بھی کی ہو تو اس پر بھی نیکی کرنے والے کی قدر کی جانی چاہیے بلکہ اگر قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دینا اور کسی کی اچھائی پر اس کو اس سے بہتر بدلہ عطا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کو پسند بھی بہت ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ۝۸۹﴾ ①

”جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اُسے اُس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اُس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔“

اس آیت نے واضح کر دیا کہ اچھائی اور نیکی کا بہتر بدلہ دینا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ہے اور بخاری شریف میں مزید صراحت بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان پورے اخلاص کے ساتھ ایک نیکی کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک اپنے بندے کو اجر عطا فرماتے ہیں بلکہ کئی نیک اعمال کرنے والوں کا اجر اس سے زیادہ بھی بڑھا دیا جاتا ہے

---

① (سورة النمل:89)

اور اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو بھی یہی تلقین کی ہے کہ جو تمہارے ساتھ حسن سلوک کرے تم بھی اس کے ساتھ اس سے بڑھ کر حسن سلوک کرو یا کم از کم جتنی اچھائی اس نے تمہارے ساتھ کی ہے اسی کے برابر اچھائی اس کے ساتھ ضرور کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ ﴾ ①

''اور جب کوئی احترام کے ساتھ تمہیں سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اُسی طرح، اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔''

سامعین کرام.....! آج میں آپ کے سامنے یہ اہم ترین موضوع اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں اکثر لوگوں میں یہ خامی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے کہ وہ اپنے محسنوں کے احسان کو یاد نہیں رکھتے بلکہ احسان فراموشی سے بڑھ کر نمک حرامی تک چلے جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے کہ جو اپنے محسن کے احسان کی قدر نہیں کرتا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی زندگی سے ہر خیر کو ختم کر دیتے ہیں۔

ہمارے دین کا بنیادی موضوع :

محسن کے احسان کو یاد رکھنا اور اس کی قدر کرنا اور اس کے احسان سے بڑھ کر اس کو نوازنا یہ ہمارے دین اسلام کا بنیادی موضوع ہے آج کے انسان میں اگر یہ

---

① (سورة النساء:86)

خوبی پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے محسن کو پہچانے اور پھر اس کے احسان پر اس کی قدر کرے تو زندگی کے سارے مسائل اور مصائب ختم ہو سکتے ہیں۔

ہمارے محسن حقیقی اللہ تعالیٰ ہیں ولادت سے لے کر موت تک ہر انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات تلے دبا رہتا ہے اگر وہ اپنے حقیقی محسن کے احسان کی قدر کرے تو وہ کبھی بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے، انسان شرک کرتا ہی تب ہے جب اس کو اپنے حقیقی محسن کے احسانات اور ان کی قدردانی یاد نہیں رہتی۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے محسن ہے آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی بڑی ہلاکتوں سے محفوظ فرمایا ہے اور آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک روشن شریعت عطا فرمائی ہے اور آپ کی سیرت کو ہمارے لیے مشعلِ راہ بنایا ہے اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے احسانات کی قدر کریں تو ہم آپ کی نبوت و رسالت اور اطاعت کو مان لینے کے بعد کسی کی تقلید کریں اور نہ ہی کسی گدی پر جا کر بیعت ہوں۔

اور اسی طرح ہمارے والدین اور اساتذہ بھی ہمارے محسن ہیں ہم آسمان کی بلندیوں پر بھی پہنچ جائیں تو ہمیں ہر لمحہ اس بات کا پورا لحاظ رکھنا چاہیے کہ میرے والدین اور میرے اساتذہ ہر لحاظ سے میرے لیے واجب الاحترام اور لائق تکریم ہیں.... لیکن افسوس ہم نے درجنوں لوگوں کو دیکھا ہے اور آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب کسی انسان کو بلند مرتبہ نصیب ہوتا ہے تو وہ یکسر اپنے محسنوں کو بھول جاتا ہے اور ان کے بنیادی حقوق بھی ان کو نہیں دیتا۔

اس دنیا میں خوشی اور کامیابی کا سب سے بڑا نبوی اصول یہی ہے کہ ہمیشہ اپنے محسن کے احسان کو یاد رکھو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں کوئی کمی نہ چھوڑو۔ اور اللہ نہ کرے زندگی کے کسی موڑ پر محسن کے ساتھ ٹکراؤ ہو جائے، یا اختلافات ہو جائیں تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ اپنے محسن کو دعا دیتے ہوئے اپنے رستے کو تبدیل کرلو، اس کے ساتھ مقابلہ بازی نہ کرو، اس کو ذلیل نہ کرو، اگر اس میں کوئی خامی بھی ہے تو اس کو بھی لوگوں میں بیان نہ کرو۔ جب آپ نے اپنے اندر یہ برداشت اور صفت پیدا کرلی اسی دن سے آپ کے لیے خیر، خوشی اور کامیابی کے سب دروازے کھول دیے جائیں گے۔

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ ہم ایک چھوٹی سی خامی یا غفلت دیکھ کر برسوں سے احسان کرنے والے شخص کے سب احسانات کو بھول جاتے ہیں، ہمیں نہیں یاد رہتا کہ جب میں کچھ نہ تھا تو یہ شخص ہمہ وقت میری نصرت اور مدد کے لیے میری دائیں جانب کھڑا رہتا تھا۔

آیئے...! اپنے محسن کے احسان کو پہچانیں اور اس کو اچھا بدلہ دینے کی پوری کوشش کریں اور یہی بات قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے۔

﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾﴾ ①

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟''

اس آیت کے دو معانی کیے جاسکتے ہیں کہ نیکی کا بدلہ نیکی اور اچھائی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے....؟ مطلب کہ حسن سلوک کا بدلہ حسن سلوک ہی ہے جو اچھائی

---

① (سورۃ الرحمٰن:60)

کرے اس کے ساتھ اس کی کی ہوئی اچھائی سے بڑھ کر زیادہ اچھائی کی جائے اس کے علاوہ اچھائی اور نیکی کا بدلہ اور کیا ہے.... ؟ اور اس آیت کا دوسرا معنی یہ بھی ہے نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے یعنی جو نیکی کرے اس کا بدلہ یہ ہی ہے کہ اس کے ساتھ نیکی کی جائے۔

اچھا بدلہ یا کم از کم دعا :

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کو اس کا بہتر بدلہ دینا تمہارے اوپر لازم ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِؤُهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِؤُونَهُ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ)) ①

”جو تمہارے ساتھ اچھائی کرے اس کو پورا بدلہ دو اگر تم نے اس کو پورا بدلہ نہیں دیا تو اس کے لیے اس قدر زیادہ دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کو اس کی نیکی کا بدلہ دے دیا ہے۔“

سوال یہ ہے کہ.... ! کیا ہمارا اس حدیث پر عمل ہے.... ؟ اس حدیث پر عمل کرنے سے ہم اپنی زندگی کو جنت بنا سکتے ہیں، سب سے پہلے کوشش یہ کریں کہ آپ نیکی کرنے والے کے ساتھ اس کی نیکی سے بڑھ کر حسن سلوک کریں، لیکن اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنی مقدار میں اس کے ساتھ نیکی ضرور کریں جتنی اس

---

① (سنن أبي داوٗد:1672)

نے تمہارے ساتھ کی ہے اور اگر آپ میں یہ بھی طاقت نہیں ہے تو کم از کم اپنے محسن کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور جی بھر کر اس کے لیے اتنی دعائیں کریں کہ آپ کو یہ نظر آنا شروع ہو جائے کہ آپ نے اس کے احسان کا پورا پورا بدلہ چکا دیا ہے اس سلسلے میں مجھے امام احمد بن حنبل کی بات یاد آ رہی ہے وہ فرمایا کرتے تھے میں جب تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور اس کے بعد دعا کرتا ہوں تو میں اپنے چھ اساتذہ کو بالخصوص اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں، ان کا نام لے کر ان کے لیے دعا کرتا ہوں ان میں سے ایک میرے استاد امام شافعی رحمہ اللہ ہیں کہ میں ان کے لیے بوقتِ تہجد دعا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ اکبر

راہ سے گزرتے ہوئے کوئی شخص آپ کے ساتھ اچھائی کرتا ہے، آپ کے لیے آسانی کرتا ہے یا آپ کو کوئی سہولت دیتا ہے تو آپ اس کے احسان کی قدر کرتے ہوئے ضرور از ضرور اس کو دعا دیں اور اپنے محسن کو دعا دینے میں کم از کم ((جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا)) ضرور کہیں، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ)) [1]

''جس کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا اور اس نے حسن سلوک کرنے والے کو کہا ''جزاک اللہ خیرا'' اللہ تجھے بہتر بدلہ دے تو اس نے بہت زیادہ تعریف کر دی۔''

---

[1] (جامع الترمذی:2035)

جو لوگوں کا قدر دان نہیں وہ اللہ کا بھی قدر دان نہیں :

احسان فراموشی گناہ کے زمرہ میں آتی ہے، معمولی سا احسان کرنے والے شخص کو بھی پورا پورا بدلہ دینا چاہیے یا کم از کم اس کے لیے دعا کرنی چاہیے جو لوگ اللہ کے بندوں کے قدر دان ہوتے ہیں، ان کے احسان کو احسان سمجھتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے بھی قدر دان ہوتے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے اور آپ نے بھی دیکھا ہوگا جو لوگ اللہ کے بندوں کے قدر دان نہیں ہوتے، والدین، اساتذہ اور اپنے محسنوں کا حیا نہیں کرتے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے بھی قدر دان نہیں ہوتے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ)) ①

”جس نے لوگوں کی قدر نہیں کی اس نے اللہ کی قدر بھی نہیں کی۔“

اس حدیث کا عام فہم مطلب یہ ہی ہے کہ جو بندوں میں سے، لوگوں میں سے اپنے محسنوں کا قدر دان نہیں، قدر شناس نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی احسان مند اور قدر دان نہیں بن سکتا اور جو شخص اپنے چھوٹے محسن کے احسان کو بھی فراموش نہ کرے وہ اپنے بڑے محسن اور محسن حقیقی اللہ تعالیٰ کے احسانات کو کیسے بھلا سکتا ہے...؟

سیرت سے ایک جھلک :

رسول اللہ ﷺ کی ایک ممتاز ترین خوبی یہ بھی تھی کہ آپ اپنے محسن کو ہمیشہ

① (جامع الترمذی:1955)

یاد رکھتے تھے اور موقع ملنے پر اپنے محسن کو اس کے احسان سے بڑھ کر زیادہ بدلہ دیا کرتے تھے اور نیکی کرنے والے کو بہت دعائیں دیتے تھے اور محسن کے احسان کی قدردانی میں آپ اس قدر زیادہ حساس تھے کہ اگر کسی نے ایک گھونٹ پانی بھی پلا دیا تو آپ ﷺ نے گھونٹ پانی پلانے والے کو بہتر سے بہتر بدلہ عطا کیا اور اس کو دعائیں دیں اس سلسلہ میں درجنوں واقعات سیرت اور احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں میں صرف اختصار کے پیشِ نظر چند ایک اہم واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴾ ①

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔''

اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا :

رسول پاک ﷺ کو جب اہل مکہ نے تکلیف دینے کی انتہا کر دی اور آپ کی دعوت کو ہر طرح سے ٹھکرا دیا تو آپ ﷺ دعوت توحید لے کر طائف والوں کے پاس گئے مگر طائف والوں نے بھی آپ کو لہولہان کر دیا اور آپ کی بات کو سننا بھی گوارہ نہ کیا آپ ﷺ جب واپس مکہ کی طرف لوٹے تو اہل مکہ نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اس وقت یہ گھڑی بڑی مشکل کی گھڑی تھی چنانچہ مطعم بن عدی سردار نے آپ ﷺ کو مکہ میں پناہ دی اور اہل مکہ کو خبردار کر دیا کہ کوئی محمد بن عبداللہ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے ورنہ اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

① (سورة الرحمٰن:60)

جب بدر کا معرکہ ہوا اور اہل مکہ قیدی ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جو بدر کے کافر قیدی ہیں۔

((لَوْكَانَ الْمُطْعَمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَآءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ)) ①

''اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور میرے ساتھ ان گندے لوگوں کے بارے میں بات کرتا تو میں اس کے لیے ان کو چھوڑ دیتا۔''

یعنی رسول اللہ ﷺ نے مطعم کے پرانے احسان کو برسوں بعد بھی یاد رکھا اور فرمایا اگر آج وہ زندہ ہوتا اور ان گندے لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کے کیے ہوئے احسان کی قدر کرتے ہوئے بدر کے ان کافر قیدیوں کو آزاد کر دیتا قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے کیا خوب ارشاد فرمایا:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝۶۰﴾ ②

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔''

اے میرے پاٹنر خوش آمدید:

رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ قدر شناس اور محسن کا احسان یاد رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے عظیم پیغمبر تھے اسلام سے قبل رسول اللہ ﷺ حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے، حضرت سائب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کرتے اور آپ کی امانت داری اور دینداری کی وجہ سے آپ کے ساتھ تجارتی لین

① (صحيح البخاری :4024)

② (سورة الرحمٰن:60)

دین میں بہت زیادہ حسن سلوک کیا کرتے تھے کبھی آپ کو دھوکہ دیتے اور نہ ہی آپ ﷺ سے وعدہ خلافی کرتے تھے یہ ہی حضرت سائب رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر جب مسلمان ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ ان کا اسی طرح استقبال کیا جیسا کہ کسی محسن اور مشفق بھائی کا استقبال کیا جاتا ہے آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

((مَرْحَبًا بِأَخِي وَشَرِيكِي، كَانَ لَا يُدَارِي وَلَا يُمَارِي)) ①

''میرے بھائی اور شراکت دار کو خوش آمدید یہ مجھ سے دھوکہ کرتے تھے اور نہ ہی جھگڑا کیا کرتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم محبت بھرے بول اور احترام بھرے جملوں سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے ماضی کے دنوں میں آپ کے ساتھ حسن سلوک کیا جب وہ آپ کے پاس آئے تو اس کے احسان اور سلوک کو یاد رکھا جائے اور اس کو اچھے الفاظ سے مخاطب کیا جائے اور پوری محبت سے اسے خوش آمدید کہا جائے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝٦٠﴾ ②

نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

میرے صدیق رضی اللہ عنہ کو بدلہ اللہ ہی دے گا :

آپ کے ساتھ آپ کے شاگردوں، ملازموں، نوکروں اور دوستوں میں سے بھی کوئی احسان کرے تو اسے بھی بھلانا نہیں چاہیے بلکہ اس کو اس کے احسانات کا

---

① (مسند احمد بن حنبل: 14958 مجمع الزوائد:1/99)

② (سورة الرحمٰن:60)

پورا پورا بدلہ دینا چاہیے رسول اللہ ﷺ کی یہ عظیم صفت اور خوبی تھی کہ آپ ﷺ احسان کرنے والے کے ساری زندگی احسان مند رہتے تھے اور آپ نے سب کو ان کے احسان کا بدلہ دنیا میں لوٹا دیا تھا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے اس قدر محسن صحابی تھے کہ آپ ﷺ نے یہ تک کہ ارشاد فرمایا:

”کہ ہم پر جس نے جو بھی احسان کیا ہے ہم نے اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابوبکر کے ان کا ہم پر ایسا احسان ہے۔ **يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** ① جس کا ان کو بدلہ قیامت والے دن ان کا اللہ ہی دے گا۔“

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے محسنوں کے کس قدر زیادہ احسان مند تھے کیا آج ہم بھی اپنے شاگردوں اور مقتدیوں کے احسانات کو تسلیم کرتے ہیں....؟ کیا کبھی ہم نے بھی اپنے ماتحتوں کے احسانات اور ان کے جذبات کی قدر کی ہے....؟ اور پھر آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کائنات کے کتنے بڑے خوش نصیب انسان ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرما دیا کہ میرے صدیق کو تو اس کے احسانات کا بدلہ قیامت کے روز اس کا رب ہی دے گا۔ قرآن بھی یہ ہی کہتا ہے۔

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝﴾ ②

”نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔“

① (جامع الترمذی: 3661، اس کی سند میں کچھ ضعف ہے مگر صحیح البخاری کی: 3661، 4661 کی حدیث میں اس کی اصل موجود ہے)
② (سورۃ الرحمٰن: 60)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے احسانات کی قدردانی :

اگر بیوی بھی حسن سلوک کرے تو اس کے احسانات کی بھی قدر کرنی چاہیے

ہمارے ہاں احسان فراموشی اور نمک حرامی اس قدر زیادہ بڑھتی جارہی ہے کہ بیوی اور سسرال والے ساری زندگی بھی احسانات کرتے رہیں ہم ان کو کسی کھاتے کا نہیں سمجھتے بلکہ مسلمانوں کی اکثریت سسرال کے معاملے میں بہت زیادہ ظالم اور بے رحم پائی گئی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمیں یہ پیغام دیتی ہے اور ہماری یہ تربیت کرتی ہے کہ آپ کی ماتحت آپ کی بیوی بھی آپ پر احسان کرے تو اس کو بھی اچھا بدلہ دو اور اسے اچھے الفاظ سے یاد رکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو انہوں نے اپنا سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ کے احسانات کو ہمیشہ یاد کرتے رہے بلکہ سیدہ عائشہ فرماتی ہے مجھے تو سب سے زیادہ رشک سیدہ خدیجہ پر آتا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت زیادہ ذکر خیر کرتے، ان کے لیے دعائیں کرتے اور خوشی کے موقع پر سیدہ خدیجہ کی سہیلیوں کو یاد رکھا کرتے تھے۔ میں نے آپ کو یہاں تک کہہ دیا اے اللہ کے رسول آپ تو اس طرح سیدہ خدیجہ کی خدمات اور صفات کا تذکرہ فرماتے ہیں گویا کہ دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ:

((آمَنَتْ بِي إِذْ كَفَرَ بِي النَّاسُ وَصَدَّقَتْنِي إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ وَوَاسَتْنِي بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ)) ①

---

① (مسند احمد: 24864، مجمع الزوائد: 9227)

وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب لوگوں نے میرا انکار کیا اور اس وقت اس نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور اس وقت اس نے اپنے مال سے میری خیر خواہی کی جب لوگوں نے مجھے محروم کر دیا۔

سامعین کرام.....! آپ غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ کس قدر زیادہ احسان مند تھے اگر بیوی نے بھی آپ کے ساتھ حسن سلوک کیا تو آپ نے بدلہ چکانے میں اور خیر کے ساتھ یاد رکھنے کی انتہا کر دی.......... اور ہماری حالت کیا ہے.....؟ جو شخص برسوں ہم پر احسان کرتا رہتا ہے ہم اس کی معمولی سی غفلت دیکھ کر لمحہ بھر میں اس کے احسانات پر پانی پھیر دیتے ہیں..... کیا یہی انسانیت ہے...؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے سچے امتی اسی کردار کے حامل ہوتے ہیں....؟ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ہمیشہ سے خدمت کرنے والا، قرض دینے والا، احسانات کرنے والا اگر کسی موقع پر قرض نہ دے سکے یا بر وقت کال نہ سن سکے تو اسی وجہ سے کئی لوگ موڈ بنا کر کردار کشی کرنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴾ ①

نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے آپ کی احسان مندی کے درجنوں واقعات ملتے ہیں لیکن آخر میں ایک دو کا تذکرہ کرتے ہوئے گفتگو کو سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان واقعات سے بتلانا یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص آپ کے لیے پانی کا لوٹا بھی رکھ دے یا آپ کو ایک گھونٹ پانی بھی پلا دے تو اس کے احسان کو بھی کبھی

① (سورۃ الرحمٰن:60)

نہیں بھولنا چاہیے اگر ایسے شخص کے لیے تمہارے پاس بہتر بدلہ نہیں ہے تو کم از کم دل سے دعا ہی کر دو اور پیار و محبت سے اس کے ساتھ پیش آیا کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایمان افروز دعا :

ایک دفعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر صرف اس نیت سے رات گزاری کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں، چھوٹی عمر تھی لیکن نیکی اور محبت رسول کا غلبہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے سے پہلے بوقتِ تہجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ پانی عبداللہ نے آپ کے لیے رکھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ان کو اپنے پاس بلایا خوب پیار کیا اور محبت بھری دعا دیتے ہوئے کہا:

((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) ①

''اے اللہ اس کو تفسیر سکھا دے اور دین میں سمجھ عطا کر دے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی سی خدمت کرنے والے کو بھی اس کی خدمت سے بڑھ کر اچھا بدلہ دینا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ نیک دعا دینی چاہیے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا تو خدمت گزار کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے....؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے من وعن قبول فرمایا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کو قرآن کا مفسر اور سنت کا عظیم امام بنا دیا۔

---

① (صحیح البخاری:143،المعجم الکبیر:10587، مصنف: 32887)

اللہ تیرے گھر بار اور کاروبار میں برکت دے :

بوقت ضرورت قرض لینا درست ہے اور قرض دینے والے کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا اور بروقت قرض کی ادائیگی کرنا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اَبی ربیعہ مخزومی سے کم وبیش تیس یا چالیس ہزار درہم بطور قرض لیے تھے آپ ﷺ نے حسبِ وعدہ قرض کو واپس کیا اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کے اس احسان کو یاد رکھتے ہوئے اس کے لیے بہترین دعائیں بھی کیں اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ)) ①

”اللہ تعالیٰ تیرے لیے تیرے اہل عیال میں اور تیرے مال میں برکت فرمادے۔“

اور اسی موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص تم پر احسان کرتے ہوئے تمہیں قرض دے تو اس کا بدلہ دو طرح سے ہے ایک تو بروقت قرض کی ادائیگی کی جائے اور دوسرا یہ کہ قرض دینے والے کی تعریف اور اس کے لیے دعا کی جائے۔

سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا کردار بھی یہی ہے .... ؟ کیا ہم بھی قرض دینے والے کو اپنا محسن سمجھتے ہیں .... ؟ کیا ہم بھی بروقت قرض کی ادائیگی کرتے ہوئے قرض دینے والے کو اپنی تعریفوں اور دعاؤں کا حق دار سمجھتے ہیں .... ؟ یا کہ قرض دینے والے کو ذلیل وخوار کرتے ہیں ... ؟ جبکہ قرآن یہی کہتا ہے:

---

① (سنن ابن ماجہ:2424)

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ﴾ ①

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔''

چند قطرے پانی اور احسان مندی کی انتہا :

رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر تھے دوران سفر تھکن کی وجہ سے رات کے آخری حصے میں آپ صحابہ سمیت آرام فرمانے کے لیے ایک جگہ پر ٹھہرے مسلسل سفر کی وجہ سے تھکن اس قدر زیادہ تھی کہ سب صحابہ سوئے رہے حتی کہ فجر کی نماز اور فجر کا وقت بھی ختم ہو گیا اور آپ جانتے ہیں کہ مسافر کے لیے رات کا آخری پہر بہت مشکل ہوتا ہے چنانچہ جب سورج کی کرنیں چہروں پر پڑیں تو صحابہ میں سے سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے ان کے بعد دیگر صحابہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بیدار ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ وہ نیند کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو بیدار نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ وہ ادب واحترام کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ نیند کی حالت میں بھی آپ پر وحی وغیرہ کی کوئی خاص کیفیت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ صحابہ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی، با آواز بلند اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا اسی دوران رسول اللہ ﷺ کی آنکھ مبارک کھلی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو بھی جاگ نہیں آئی اور ابھی تک ہم نے فجر نہیں پڑھی جبکہ سورج بھی نکل چکا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں یہاں سے اٹھو اور فوراً اس جگہ کو خالی کر دو صحابہ کرام چلے تو تھوڑا سا آگے جا کر

---

① (سورۃ الرحمٰن:60)

رک گئے اور وہاں پر سب نے وضو وغیرہ کیا اذان دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی اسی دوران نماز کے بعد آپ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ وہ نماز میں شریک نہیں تھے بلکہ الگ سے بیٹھے ہوئے تھے وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے میں جنابت کی حالت میں ہوں اور پانی میرے پاس نہیں ہے اسی دوران صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ اللہ کے رسول ہمیں بہت زیادہ پیاس لگی ہے اور ہمارے پاس پانی تک بھی نہیں ہے.... اللہ اکبر

آپ غور فرمالیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تنگی کے باوجود اسلام اور صاحبِ اسلام ﷺ کے ساتھ کس قدر زیادہ مخلص تھے...؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور صحابی کو کہا کہ وہ پانی تلاش کر کے لائیں، وہ دونوں صحابہ پانی کی تلاش میں نکلے اور راستے میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا وہ اونٹ پر سوار ہے اور اس نے اپنے سامنے پانی کے دو مشکیزے رکھے ہوئے ہیں صحابہ نے پوچھا یہ تو نے پانی کہاں سے لیا ہے....؟ وہ کہنے لگی کل اس وقت یعنی مجھے تقریباً پانی بھرے چوبیس گھنٹے ہو چکے ہیں یہاں سے کنواں یا پانی کا چشمہ کم وبیش ایک دن اور رات کی مسافت پر ہے دونوں صحابہ نے عورت کو کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اس عورت نے آگے سے نامناسب جملہ کہا جس سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صحابہ کرام نے کہا ہاں ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چل۔

چنانچہ وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اس کو اونٹ سے نیچے اتارا گیا اور اس کے دونوں مشکیزوں کے منہ کو کھولا گیا لوگوں میں پانی لینے کا عام اعلان کر دیا گیا ہر ایک نے پانی پیا، جانوروں کو پلایا اور اپنے مشکیزے بھرے اور جس شخص

اور وہ عورت یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اس نے کہا میں ایک بیوہ عورت ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے ہیں چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکمل سیراب ہو گئے تو عورت کے دونوں مشکیزوں کی حالت یہ تھی کہ وہ پانی کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ بھرے ہوئے تھے۔ بخاری شریف کے الفاظ ہے: أَشَدُّ مِلأَةً مِنهَا حِينَ ابْتَدَأَ فيها اب اگر رسول اللہ ﷺ صرف اس کو پانی سے بھرے مشکیزے ہی واپس کر دیتے تو ظلم و زیادتی والی کوئی بات نہیں تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے مشکیزوں میں سے ایک قطرہ بھی پانی کم نہیں ہوا تھا لیکن آپ نے کیا کیا....؟ جس عورت سے چند گھونٹ پانی لیے اس عورت کے احسان پر اس کو کیا بدلہ دیا اس پر آپ ﷺ کے کردار کو غور سے سماعت فرمائیں آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم میں سے جس کسی کے پاس کھانے پینے کا جو بھی سامان ہو وہ میرے پاس لے کر آئے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عورت کے لیے عجوہ کھجوریں، آٹا اور ستو جمع کر لیا حتیٰ کہ کافی بڑا ڈھیر بن گیا صحابہ کرام نے اناج کے اس ڈھیر کو کپڑے میں رکھا اور وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيهَا اس اناج سے بھرے کپڑے کو اس کے اونٹ پر اس کے سامنے رکھ دیا اور کہا اے بی بی تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرے پانی میں سے ایک قطرے کی بھی کمی نہیں کی ہمیں تو ہمارے اللہ نے پلایا۔

وہ عورت وہاں سے نکلی اور جب واپس اپنے قبیلے کے لوگوں تک پہنچی تو انہوں نے کہا بہت تاخیر سے آئی ہو خیریت تو تھی....؟ اس نے سارا واقعہ سنایا اور نبی ﷺ کے بارے میں کہنے لگی کہ میں نے اس کائنات میں اس شخص سے بڑھ کر مؤثر انسان کوئی نہیں دیکھا یا تو وہ لوگوں میں سے سب سے بڑا جادوگر ہے یا پھر اللہ کا برحق رسول ہے۔

بہرصورت وقت گزرتا گیا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد اس عورت کے علاقے کی طرف جہاد کے لیے نکلے اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے لیکن اس عورت کے قبیلے کو صرف اس لیے چھوڑ دیا کہ اس قبیلے کی عورت نے ہم پر پانی کے چند قطرات کا احسان کیا تھا جب اس عورت نے صحابہ کی اس احسان مندی اور مثالی اخلاق کو دیکھا تو اپنی قوم کو کہنے لگی اے میری قوم کے لوگو کیا تم نے کبھی ایسے احسان مند لوگ بھی دیکھے ہیں.... ؟ کیوں نہ ہو ایسے لوگوں کا دین قبول کر لیا جائے چنانچہ وہ عورت مسلمان ہو گئی اور اس عورت کو دیکھ کر سارے کا سارا قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ①

اس واقعہ سے بہت سے علمی اور فقہی نکات سامنے آتے ہیں اور ان میں سے سب سے بڑھ کر بات وہی سامنے آتی ہے جس کا احساس آج ہم آپ کو دلا رہے ہیں کہ محسن کے معمولی احسان کو بھی یاد رکھنا چاہیے اور اس پر بھی اپنے محسن کو اچھا بدلہ دینا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی تھوڑی سی سہولت لینے پر عورت کو غلے اور اناج سے مالا مال کر دیا اور صحابہ کرام نے اس کے قبیلے پر حملہ کرنے سے بھی انکار کر دیا جس کے نتیجے میں وہ عورت اپنے قبیلے سمیت مسلمان ہو کر جنتوں کی مہمان بن گئی۔

آج ہم بھی اگر صحیح معنوں میں احسان مند مسلمان بن جائیں تو یہ مبارک عمل ہمارے دین کی ترویج کے لیے بھی ایک شاندار عمل ہے مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اس سبق کو بری طرح بھول چکی ہے جبکہ قرآن کہتا ہے:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝۶۰﴾ ②

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔''

① (صحيح البخاري: 344، 3571) ② (سورة الرحمٰن: 60)

خوشی سے دوڑ کر آنے والے کی قدر دانی :

ہم تو بڑے بڑے مواقع بھول جاتے ہیں اور اپنے خوشیاں دینے والے محسنوں کو فراموش کر جاتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کسی اہم موقع پر خوشی سے دوڑ کر آنے والے کو بھی اپنا محسن سمجھتے تھے اور اس کا ذکر خیر کرتے ہوئے آخر عمر تک اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے تھے۔اس سلسلے میں صحیح البخاری کے ایک طویل قصے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو صحابہ کرام حضرت کعب کو مبارک باد دینے کے لیے جوق در جوق ان کے پاس پہنچے اسی دوران حضرت کعب بھی رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے مسجد نبوی کی طرف نکلے جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے اردگرد کافی صحابہ تشریف فرما تھے حضرت کعب کو دیکھ کر کوئی بھی نہ اٹھا،صرف طلحہ بن عبیداللہ اٹھے اور دوڑتے ہوئے انہوں نے حضرت کعب بن مالک سے مصافحہ کیا اور ان کو مبارک باد پیش کی حضرت کعب فرماتے ہیں کہ: ((وَاللّٰهِ لَا اَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ)) ① اللہ کی قسم میں یہ خوشی سے دوڑ کر آنا اور مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے مجھے مبارک باد دینا، یہ محبت بھرا طلحہ کا انداز میں کبھی بھی فرموش نہیں کر سکا اس کے بھاگ کر آنے کی جو خوشی تھی وہ آج بھی مجھے یاد ہے... اللہ اکبر

میرے قابل قدر مسلمان بھائیو.... !اگر زندگی میں کوئی خیر لینا چاہتے ہو اور اپنی زندگی کو مبارک بنانا چاہتے ہو تو اس کے لیے کرنے والا سب سے اہم کام یہ ہے

---

① (صحیح البخاری:4418)

کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے اہم نبوی اصولوں کو اپنی عملی زندگی میں اپنانے کی کوشش کرو اور نبوی زندگی کے شاندار اصولوں میں سے ایک سب سے بڑا اصول یہ بھی ہے کہ جو شخص زندگی کے کسی موڑ پر آپ پر معمولی سا بھی احسان کرے تو اس کو بھی پورا پورا بدلہ دینے کی کوشش کرو اور اپنی زبان کو اس کی تعریف اور اس کے لیے دعا میں تر رکھو۔

مگر افسوس کہ آج کل ہم سب سے زیادہ دکھ ہی ان لوگوں کو دیتے ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ ہم پر احسان کیے ہوتے ہیں... کیا یہی انسانیت ہے....؟ کیا یہی مسلمانی ہے...؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے ایسے ہی ہوتے ہیں....؟

خدرا آپ کا باپ آپ کا محسن ہے، آپ کا استاذ آپ کا محسن ہے اور اسی طرح درجہ بدرجہ جو بھی آپ کا محسن ہے اس کے احسان مند بن جاؤ کبھی نامراد نہیں رہو گے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان اہم باتوں پر غور و فکر کر کے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

هذا ما كان عندى

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

بُرے شخص کو قریب کریں

برے شخص کو قریب کریں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ۝﴾ ①

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے جو کچھ اِن کے دِلوں میں ہے پس آپ اِن سے اِعراض کریں اور اِن کو نصیحت کریں اور اُن کو ایسی بات کہیں جو اُن کے دِلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔"

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، دُرود وسلام سیدنا سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

معاشرے میں تمام کے تمام لوگ نہ نیک ہوتے ہیں اور نہ ہی سارے کے سارے لوگ بد ہوتے ہیں، نیکی اور بدی کی کش مکش ہمیشہ سے جاری ہے اور جاری

---

① (سورة النساء:63)

رہے گی، بالخصوص ایک مسلم معاشرے میں نیک لوگوں کا بنیادی فریضہ یہ ہے کہ وہ نیکی کی دولت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، کہ جس نے اُنہیں گناہوں کی دلدل سے بچا کر نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

اِس کے ساتھ ساتھ نیک لوگوں کا حق بنتا ہے کہ وہ بدکار اور خطرناک گناہوں میں ڈوبے ہوئے بدعمل لوگوں سے اِعراض کریں، اُن کا بائیکاٹ کریں، اُنہیں سزا دیں، اُن پر سختی کریں اور اُن کے ساتھ نفرت کا روّیہ بھی رکھیں، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ بےعمل، بدعمل یا کسی گناہگار شخص سے کلّی طور پر بےتعلق ہو جانا اور اُس کے ساتھ ہر قسم کے میل جول اور کلام تک بھی ختم کر دینا یہ اُس کو بالکل شیطان کے حوالے اور دین دُشمن طاقتوں کے سُپرد کر دینے والی بات ہے، جب آپ بدعمل انسان کو کبھی بھی اپنے قریب نہیں کریں گے تو شیطان اور شیطانی طاقتیں جب چاہیں گی اور جیسے چاہیں گی اُس کو استعمال کرتی رہیں گی، اور آج کل یہی کچھ ہو رہا ہے کہ نیک لوگ بدعمل لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنی اَنا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اور پھر ساری زندگی بےعمل لوگوں سے قطع تعلق رہتے ہیں جس کی وجہ سے بےعمل اور بدعمل شخص کسی صورت بھی اللہ کی طرف نہیں پلٹتا۔

نیک لوگوں کو ایک خطرناک حقیقت بھی بھانپ لینی چاہیے کہ بےعمل اور بدعمل شخص کی ہمہ وقت تحقیر کرنا، اُس کو نشانہ بناتے ہوئے ہمہ وقت اُس پر تنقید کرتے رہنا، اُس کے گناہوں اور اُس کی بدیوں کو اُچھالتے رہنا یا اُن کا مذاق اُڑاتے رہنا بھی خطرناک گناہ میں شامل ہے۔

آپ اکثر دیکھتے رہتے ہیں، گھر میں، خاندان میں یا محلے میں کسی

چھوٹے بڑے سے کوئی گناہ یا بدعملی سرزد ہوجائے تو ہم اُس کو سزا دینے کے باوجود، یا اُس کو سختی سے احساس دلانے کے باوجود بھی اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتے، یا تو اُس پر طعن وتشنیع کرتے رہتے ہیں یا پھر سالہا سال ہم دِلوں کو اُن کے متعلق صاف نہیں رکھتے، بلکہ اپنی اَنا میں رہتے ہوئے ہم اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں جس سے وہ پرلے درجے کے بدکار اور معاشرے کے بدترین لوگوں میں شامل ہوجاتے ہیں۔

ہم نے دیکھا ہے کہ یتیم بچے سے کوئی غفلت، بدتمیزی یا کوئی بدعملی سرزد ہوجائے تو چاچے، تائے اور مامے اُس کو اپنی اَنا کا ایسا مسئلہ بنالیتے ہیں کہ ہمیشہ کے لیے اُس کے سر سے شفقت کا ہاتھ ہی اُٹھا لیتے ہیں.... اللہ کی قسم اِس وجہ سے میں نے بڑے بڑے اچھے گھرانوں کے یتیم بچوں کو بگڑتے ہوئے دیکھا ہے۔

خدارا.....! بدعمل انسان کو بھی قریب کریں، اُس کی اِصلاح کریں اور غمی خوشی میں جہاں جو بھی موقعہ میسر آئے اُس کو سمجھانے اور اللہ کے ساتھ ملانے میں کوئی کمی نہ چھوڑیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں کی بداعمالیوں اور زیادتیوں کے باوجود اُن کو گاہے گاہے سمجھاتے رہیں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ ﴾ ①

”پس درگزر کرو، خوبصورت طریقے سے درگزر کرنا۔“

---

① (سورۃ الحجر:85)

اور سورہ بنی اسرائیل میں حکم فرمایا کہ اگر آپ کسی حکم کے پیشِ نظر بے عمل لوگوں سے اِعراض بھی کریں تو:

﴿فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا﴾ ①

''پس اُن کو وہ بات کہو جس میں آسانی ہو۔''

یعنی بے عمل لوگوں سے درگزری بھی ایسی دانائی اور خوبصورتی سے کرنی چاہیے کہ جس سے وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے بدعملی کی دلدل میں ہی غرق نہ رہے بلکہ انسان سے اپنے دامن کو بچا کر بھی رکھے اور اُن تک خیر پہنچانے میں کامیاب بھی رہے اور جب بھی اُن کے بارے میں کوئی بات کریں تو وہ تحقیر، تذلیل اور طعن وتشنیع والی نہ ہو بلکہ آسانی اور محبت والی ہو.... اور یہ انداز اختیار کرنا ہر داعی اور سچے مسلمان کے لیے از حد ضروری ہے ورنہ اللہ کی زمین بدعمل لوگوں سے مزید بھر جائے گی۔

ہمارے ہاں تکلیف دہ صورتحال یہ ہے کہ ہم بے عمل یا بدعمل شخص کی طرف سے آنے والے غلط ردِعمل کو اپنی اَنانیت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اور اُن کے ساتھ دین کی بات کرنا بھی چھوڑ دیتے ہیں مثال کے طور پہ چند دِنوں تک بچوں کو اور جوانوں کو نماز کا کہتے رہیں گے لیکن جب چند دنوں کے بعد رزلٹ نہ ملا تو ہم بالکل نماز اور دین کی بات کہنا ہی چھوڑ دیتے ہیں جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایسے بچے اور نوجوان بُری طرح شیطان کے چُنگل میں پھنس جاتے ہیں دین تو ہمیں یہ کہتا ہے کہ نماز کی بات کرتے ہوئے آپ اپنی اختیار کے مطابق سختی بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

---

① (بنی اسرائیل:28)

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۝﴾ ①

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اِس پر خوب ڈٹے رہو۔''

یعنی اگر گھر والوں کی طرف سے اچھا ردِ عمل نہ بھی ملے تو پھر بھی اِن کو تلقین کرتے رہو.... لیکن صد افسوس کہ ہمارے معاشرے میں بہت سے نیکوکار اپنی نیکیوں پر ناز کرتے ہوئے بے عمل اور بدعمل لوگوں سے بالکل بے پرواہ ہوجاتے ہیں، اُن کو زمانے کے گھٹیا ترین لوگ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، یا بدعمل لوگوں کے پاس دعوت کا پیغام لے کر ہی نہیں جاتے بلکہ مسجد میں بیٹھے اُن کے ایمان تولتے رہتے ہیں، فلاں ایسا، فلاں ایسا.... فلاں شخص کو تو اللہ نے معاف ہی نہیں کرنا یا فلاں شخص جنت میں نہیں جا سکتا اور اِس کے علاوہ بڑے بڑے خطرناک جملے نیک لوگوں کے منہ سے نکلتے ہیں ہم تو یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس بربادی سے نیک لوگوں کو محفوظ فرمائے۔

صحیح احادیث کے مطابق بنی اسرائیل میں دو شخص تھے جن کا آپس میں کچھ معاملات میں بھائی چارہ بھی تھا اُن میں سے ایک بہت زیادہ نیکوکار تھا اور دوسرا پرلے درجے کا بدکار تھا..... نیک آدمی موقعہ ملنے پر بُرے شخص کو سمجھاتا رہتا تھا اور وہ آگے سے سختی اور بے ادبی کے ساتھ جواب دیتا رہتا تھا ایک دِن ایسے ہی نیک شخص نے دین کی بات کی تو اُس نے آگے سے کہہ دیا تم مجھے دین کی بات کہنی چھوڑ دو تم میرے دین کے ٹھیکے دار نہیں ہو اور اِس طرح کی کئی اور باتیں بھی کہہ دیں، گناہگار کی

① (سورہ طٰہٰ:132)

سخت باتیں سُن کر وہ نیک آدمی غصے میں آ گیا اور یہاں تک کہہ دیا اللہ تعالیٰ نے تو تجھے معاف ہی نہیں کرنا یا اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت ہی نہیں دینی.....

بالآخر یہ دونوں شخص اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے گناہگار شخص کو اپنی رحمت سے معاف کرتے ہوئے جنت عطا کر دی اور نیکوکار کو صرف اِس لیے جہنم میں پھینک دیا کہ تو میری بخشش اور جنت سے مایوس کرنے والا کون ہوتا ہے....؟ میں جسے چاہوں اپنی رحمت سے معاف کروں اور جس کی چاہوں پکڑ کر لوں۔ ①

سامعین کرام..... ! اللہ گواہ ہے آج کل بھی بڑے بڑے نمازی اور بڑے بڑے دین دار اپنے منہ سے بڑی بڑی باتیں نکالتے رہتے ہیں اور بالخصوص بے عمل اور بد عمل لوگوں کو قریب لانے کی بجائے اپنے کردار اور اپنے منہ کی باتوں سے اِس قدر دین سے دور کر دیتے ہیں کہ وہ بیچارے کبھی پلٹنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

خدارا..... فتوے لگانے سے باز آ جاؤ اور جو لوگ پہلے ہی دین سے دور ہیں اُن کے لیے مزید دین کی دُوری کا باعث نہ بنو، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے اُس فرمان کو ہمیشہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھو جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا اے علی! اگر تیری وجہ سے کوئی ایک شخص بھی راہِ راست پر آ گیا تو تیرے لیے عرب کے سب سے قیمتی سرمائے سُرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ ②

ہم تو اچھے بھلے لوگوں سے تعلق توڑ کر اُن کی کردار کُشی کرتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں یہاں تک حکم فرمایا ہے ایسے لوگ جو پرلے درجے کے منافق

---

① (صحیح ابن حبان:5712) ② (صحیح البخاری: 2942)

ہیں اُن سے اِعراض بھی کریں، اُن کو وعظ و نصیحت بھی کریں اور گاہے گاہے موقعہ ملنے پر اُن کے سامنے ایسی جامع اور بااثر گفتگو بھی کریں جو اُن کے دِلوں میں اُتر جائے۔

اللہ کا قرآن سُنئے کہ وہ ہمیں منافقوں جیسے خطرناک دشمنوں کو بھی قریب کرنے کے لیے کیسی تلقین کرتا ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾﴾ ①

"یہ وہ لوگ ہے جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے جو کچھ اِن کے دِلوں میں ہے پس آپ اِن سے اِعراض کریں اور اِن کو نصیحت کریں اور اُن کو ایسی بات کہیں جو اُن کے دِلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔"

قرآن پاک کی اِس عظیم آیت سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ بے عمل اور بدعمل شخص کو دین کے قریب لانے کے لیے ہماری شریعت ہماری کس قدر زیادہ راہنمائی کرتی ہے...... اگر آپ نیک ہیں تو چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہانہ بنا کر اور اُچھال کر بے عمل لوگوں کو مزید دین سے دُور نہ کریں اور نہ ہی اُن سے بے تعلق رہنے کے بہانے ڈھونڈیں بلکہ اُن سے بڑی اچھی پالیسی اختیار کرتے ہوئے کنارہ کش بھی رہیں اور اُن کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ نیکیوں کے فوائد اور گناہوں کے بُرے اثرات کے متعلق آگاہ کرتے رہیں۔

اللہ کی قسم..... اِس وقت بے عمل لوگوں کی بنسبت نیک لوگوں کی تربیت کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اگر اُن میں نیکی کے ساتھ ساتھ خیر خواہی کا جذبہ اخیر حد

① (سورة النساء:63)

تک موجود ہو اور وہ معافی اور اخلاق والے بن جائیں تو اللہ کی قسم، اللہ کی زمین پر ہر طرف اللہ کا دین ہی نظر آئے..... آوارہ اور بدعمل لوگوں سے کیسے پیش آیا جائے چند اہم واقعات پر غور فرما کر اپنی اِصلاح فرمائیں:

اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھے زِنا کی اجازت دیں:

حضرت ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اِسی دوران ایک نوجوان آیا اور اُس نے آ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اِئْذَنْ لِیْ بِالزِّنَا مجھے لازمی طور پر زِنا کرنے کی اجازت دے دیں، میں اسلام میں رہ کر بھی زِنا کرنا چاہتا ہوں اور آپ مجھے اِس بدکاری کی اجازت دے دیں، ابھی یہ جملہ اِس نوجوان کے منہ سے نکلا تھا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم اُس پر لپک پڑے اور اُس کو ڈانٹنا شروع کر دیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کو روکا اور فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ اور اِس کو کچھ نہ کہو، اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس نوجوان کو کہا کہ میرے قریب آؤ..... غور فرمائیں کہ زِنا کی اجازت مانگنے والے کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرما رہے ہیں کہ میرے قریب آؤ...... چنانچہ وہ نوجوان آپ کے بہت زیادہ قریب ہو گیا، جب وہ آپ کے قریب ہو گیا تو آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عقلی طور پر اُس کی ذہن سازی کرنے کے لیے اور اُس کے دِل و دماغ میں زِنا کی نفرت پیدا کرنے کے لیے پانچ سوال کیے اور آپ نے فرمایا:

① ((أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ)) کیا تو اِس زنا کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے....؟ اگر کوئی شخص تیری والدہ کے ساتھ بدکاری کرے تو کیا اُس عمل کو برداشت

کرے گا، اِس پر خوش ہوگا..... ؟ نوجوان نے کہا: لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ اللہ کی قسم بالکل نہیں مجھے اللہ آپ پر قربان کردے میں اِس کو ہرگز پسند نہیں کروں گا..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے پیارے نوجوان وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ پھر لوگ بھی اِس زنا اور بدکاری کو اپنی ماؤں کے لئے پسند نہیں کرتے، جس طرح تجھے یہ بات ناپسند ہے کہ تیری والدہ سے کوئی بدکاری کرے اسی طرح لوگوں کو بھی یہ بات حد درجہ ناپسند ہے۔

② ((أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ)) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اِس بدکاری کو اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے، کیا تجھے یہ بات گوارہ ہے کہ کوئی غیر شخص تیری بیٹی کے ساتھ زنا کرے..... ؟ نوجوان نے پہلے کی طرح قسم اُٹھاتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اللہ کے رسول مجھے اللہ آپ پر قربان کردے اللہ کی قسم میں اِس کو اپنی بیٹی کے لیے کسی صورت بھی برداشت نہیں کرسکتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر جس عورت سے بھی تو زنا کرے گا وہ کسی نہ کسی کی بیٹی تو ضرور ہوگی تو لوگ بھی یہ بات پسند نہیں کرتے کہ اُن کی بیٹیوں کے ساتھ کوئی بدکاری کرے۔

③ ((أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ)) رسول اللہ ﷺ نے تیسرا سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا تو اِس زنا کو..... جسے تو کرنا چاہتا ہے اِسے اپنی بہن کے لیے پسند کرے گا، یعنی تجھے یہ بات برداشت ہے کہ کوئی تیری ہمشیرہ کے ساتھ بدکاری کرے، نوجوان نے پہلے کی طرح جواب دیتے ہوئے کہا نہیں، مجھے اللہ آپ پر قربان کردے اللہ کی قسم مجھے یہ کسی صورت بھی گوارہ نہیں، رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا پھر لوگ بھی کسی صورت یہ گوارہ نہیں کرتے کہ کوئی اُن کی بہنوں کے ساتھ زِنا کرے۔

④ ((أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ)) کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہاری پھوپھو کے ساتھ زِنا کرے اُس نے پھر قسم اُٹھا کر کہا مجھے اللہ آپ پر قربان کر دے اِس بات کو میں بالکل بھی پسند نہیں کرتا تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر کوئی شخص بھی اپنی پھوپھو کے لیے اِس کو پسند نہیں کرتا۔

⑤ ((أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ)) کیا تو زِنا کو اپنی خالہ کے لیے پسند کرتا ہے، اُس نے کہا لَا وَاللّٰه جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ نہیں اللہ کی قسم مجھے اللہ آپ پر قربان کر دے، میں اِس کو کسی صورت بھی اپنی خالہ جان کے لیے پسند نہیں کرتا، تو آپ نے فرمایا لوگ بھی ایسے ہی ہیں وہ اپنی خالاؤں کے لیے اِس کو پسند نہیں کرتے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب پانچ پاکیزہ رشتوں کا ذِکر کرتے ہوئے اُس کو احساس دلایا، اور اُس کی رائے لی تو کافی حد تک اُس کا ذہن تبدیل ہوا اور وہ اِس چیز کو مان گیا کہ جب میں یہ بُرا فعل اپنے رشتے دار خواتین کے لیے پسند نہیں کرتا تو میں جس کے ساتھ بدکاری کروں گا وہ بھی کسی کی رشتے دار خاتون، عزت دار ہوگی۔

اِس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نوجوان کو اور اپنے قریب کیا اُس پر اپنا ہاتھ رکھا اور ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ)) ①

① (مسند أحمد:21708، سلسله صحيحه:370)

"اے اللہ اس کے گناہ کو معاف کر دے اور اس کے دِل کو پاک کر دے اور اِس کی شرمگاہ کی حفاظت کر۔"

یہاں چار باتیں قابلِ توجہ ہیں ایک تو صحابہ کو سختی کرنے سے منع کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے بدکاری کے اِرادے سے آنے والے نوجوان کو پہلے سے زیادہ اپنے قریب کیا اور پھر اُس کو عقلی دلائل سے مثالیں دے دے کر قائل کیا اور آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں.... تو اللہ تعالیٰ نے اُس نوجوان کو ایسی طہارت اور پاکیزگی عطا کر دی کہ وہ ساری زندگی کسی محرم عورت کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا..... اللہ اکبر

اب سوال یہ ہے کہ کیا آج ہمارا کردار بھی یہی ہے.....؟ کیا ہم بھی کسی بدکاری کا ارادہ رکھنے والے شخص کو اِسی طرح اپنے قریب کرتے ہیں....؟ اپنے مریدوں کی ڈانٹ سے بچاتے ہیں....؟ اور اِسی طرح ہم عقلی اور نقلی دلائل دے کر بدکاری کے ارادہ رکھنے والے کو قائل کرتے ہیں.....؟ اور پھر کیا ہم اسی طرح ایک بُرے شخص کے لیے دُعا کرتے ہیں.....؟ میرے اور آپ کے لیے یہ سب چیزیں سوالیہ نشان ہیں؟؟؟ اور افسوس ہے کہ نیک لوگوں کے جذباتی کردار نے بُرے لوگوں کو بہت زیادہ بُرا بنا دیا ہے جبکہ قرآن پاک تو منافقوں کو بھی قریب لانے کے لیے حکم کرتا ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ ۝ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾﴾ ①

① (سورة النساء:63)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے جو کچھ اِن کے دِلوں میں ہے پس آپ اِن سے اِعراض کریں اور اِن کو نصیحت کریں اور اُن کو ایسی بات کہیں جو اُن کے دِلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔''

اُس کی توبہ سے تو پُوری بستی کی بخشش ہو جاتی:

ہمارے ہاں اگر کوئی شخص گُناہ کرلے اور وہ گُناہ کے بعد ہزار مرتبہ اللہ کے سامنے شرمندہ ہو چکا ہو، اُس نے درجنوں دفعہ رو رو کر اللہ سے معافی مانگ لی ہو لیکن ہم اس کے باوجود ایسے نیکوکار شخص کو نشانہ بنانے سے اور اُس پر بار بار بے جا تنقید کرنے سے بھی بعض نہیں آتے۔

آیئے....! آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذِکر کرتا ہوں جس سے نا چاہتے ہوئے ایک گُناہ ہوا لیکن اُس نے کیسی تاریخ ساز توبہ کی اور رسول اللہ ﷺ نے اُس کے بارے میں کیسے تاریخ ساز جملے بولے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آ کر کہا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیں آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ چلے جاؤ، اللہ سے معافی مانگو اور اُس کی جناب میں توبہ کرو، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ یہ جملہ سُن کر چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر آ گئے اور آ کر کہا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر اُس کی

طرف سچا رجوع کرو، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر کے بعد پھر تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا اور فرمایا:

((ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ، وَتُبْ إِلَيْهِ))

''چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اُس کی طرف رجوع کرو۔''

ماعز رضی اللہ عنہ چلے گئے پھر چوتھی مرتبہ تشریف لے آئے..... حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے چوتھی بار آنے سے آپ اندازہ لگائیں کہ اُن کے دِل میں اللہ تعالیٰ کا کِس قدر زیادہ خوف تھا اور اُن کو کِس قدر زیادہ اپنی آخرت کی فکر تھی.... اللہ اکبر

کہا اللہ کے رسول مجھے پاک کر دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ((فِيمَ أُطَهِّرُكَ)) کِس چیز سے میں تجھے پاک کروں وہ کہنے لگے ''زِنا'' سے، مجھ سے بدکاری ہوگئی ہے اور میں زِنا کر بیٹھا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فوراً اُن کی پکڑ نہیں کی بلکہ آپ نے دو سوال کیے، کیا اِس شخص کو دِماغی مسئلہ تو نہیں.....؟ یا اِس شخص نے کہیں کوئی نشہ آور کوئی چیز تو نہیں استعمال کر لی......؟ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بالکل صحت مند ہے اور ہم نے اِس کے منہ کے قریب ہو کر سُونگھا ہے اِس نے شراب بھی نہیں پی..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا تو نے زِنا کر لیا ہے.....؟ اُنہوں نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد کہ تو نے عورت کو چھوا ہو یا اُس کے ساتھ بوس و کنار کیا ہو....؟ اُنہوں نے کہا نہیں میں نے زِنا کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے اُنہوں نے کہا جی ہاں..... اِس لمبی تحقیق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کو رجم کرنے کا حکم دے دیا، چنانچہ صحابہ کرام اُن کو پتھر مار مار کر رجم کر رہے تھے کہ وہ

آگے سے دوڑ پڑے اور اپنی جان بچانے کی کوشش کی، مگر چونکہ صحابہ کو حد نافذ کرنے کا حکم تھا اُنہوں نے اُن کا پیچھا کیا اور اُن کے پیچھے دوڑتے رہے اور اُن کو پتھر مارتے رہے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے، صحابہ واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کو آکر بتلایا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اے اللہ کے رسول جب ہم نے اُن پر پتھر برسائے تو وہ آگے سے بھاگ پڑے تھے مگر ہم نے اُن کا مکمل پیچھا کرتے ہوئے اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ موت سے ہم کنار نہیں ہوئے، آپ ﷺ نے ایک تاریخ ساز جملہ بولا اور فرمایا جب وہ آگے سے بھاگ نکلے تھے:

((هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ، لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ فَيَتُوبَ اللّٰهِ عَلَيْهِ))

''تو تم نے اُسے چھوڑا کیوں نہیں شائد وہ توبہ کر لیتے اور اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ کو قبول فرما لیتے۔''

یہاں پر دو باتیں سمجھ لیں، ایک بات تو یہ ہے کہ اُنہوں نے زِنا کا خود اعتراف کیا تھا اور جب وہ خود ہی انکار کر گئے اور آگے سے بھاگ نکلے تو اُن کو چھوڑ دینا چاہیے تھا کیونکہ زِنا میں اعتراف کی صورت اُس طرح کی سخت نہیں ہوتی جس طرح کی سختی چار گواہوں کی صورت میں ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ خود قانون نافذ کرنے والے ہیں آپ کسی سے بھی کسی وقت کوئی تخفیف کر سکتے ہیں۔

بہر صورت آپ نے فرمایا اُسے چھوڑ دیتے، جب وہ بھاگ نکلے تھے تو تم اُن کا پیچھا نہ کرتے، اِس جملے میں بھی گناہگار کے ساتھ ایک خیر خواہی ایک محبت کا پہلو پایا جاتا ہے..... جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کر دیا گیا اور وہ تاریخ ساز مثالی توبہ کے بعد اللہ کی جنتوں میں چلے گئے تو صحابہ کے دو گروہ بن گئے، بعض نے کہا ماعز اپنے

گناہ کی وجہ سے پکڑا گیا ہے، اُس پر اُس کے گناہ کی شامت آئی ہے اور صحابہ کے ایک گروہ نے کہا:

((مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ))

''کوئی توبہ ماعز رضی اللہ عنہ کی توبہ سے افضل نہیں۔''

کیونکہ اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوجی پکڑ کر نہیں لائے نہ ہی پولیس نے اُسے پیش کیا ہے بلکہ اُس کا خوفِ خدا اور تقویٰ دیکھو کہ اُس نے بذاتِ خود اپنے آپ کو حد کے لیے پیش کیا اور دُنیا میں تقویٰ کی مثال قائم کر دی۔

اِسی طرح صحابہ کرام آپس میں تبصرے کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور سلام کرتے ہوئے اُن کے پاس بیٹھ گئے اور حکم دیا کہ ماعز بن مالک کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرو، سب صحابہ کہنے لگے اے اللہ ماعز رضی اللہ عنہ کو معاف کر دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا تاریخ ساز جملہ بولا کہ سب صحابہ خوشی کے مارے حیران ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ)) [1]

---

[1] (الصحیح للمسلم:1695، یہاں ایک بات یاد رہے کہ جب تلک ہمارے ملک میں اسلامی حدود کا نفاذ نہیں ہوتا، اُس وقت تک زِنا اور چوری ڈکیتی کی وارداتیں ختم نہیں ہو سکتی اگر آپ پاکستان کو مدینے جیسی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو پھر مدینے والے کے قانون کو اور مدینے والے کی حدود کو اپنے ملک میں نافذ کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حدود اللہ کے نفاذ کی برکتیں اِس قدر زیادہ تھیں کہ دس سالہ دور میں زِنا اور چوری ڈکیتی کی کوئی پانچ وارداتیں بھی نہیں دکھلا سکتا)

''ماعز رضی اللہ عنہ نے ایسی شاندار توبہ کی ہے اگر وہ ایک پوری ''گناہگار'' اُمت میں تقسیم کردی جائے تو وہ اُن پر بھی چھا جائے۔'' اللہ اکبر

اِس واقعہ سے ہر نیکوکار شخص کو کم از کم تین باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے۔

① اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو اُس کو پھنسانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ اچھے طریقے سے اُس کی تحقیق کرنی چاہیے۔

② گناہگار شخص پر بھی ترس کھانا چاہیے اور وہ بھی آپ کے رحم وکرم کا حق دار ہے۔

③ گناہ گار، گناہ کا اعتراف کرلے، یا اُس پر حد نافذ ہو جائے تو پھر اُس کے لیے بخشش ہی بخشش ہے بلکہ اُس کی توبہ قابلِ رشک توبہ ہے۔

لیکن ہمارے ہاں ساتویں نسل تک بھی لوگ آباؤ اجداد کے طعنے مارنے سے باز نہیں آتے ہیں ایسے لوگوں کو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے، ایسے نیک لوگ ہی بدنصیب ہیں کہ جن کو نیکیاں ہونے کے باوجود بھی اللہ کی رحمت سے دھتکار دیا جائے گا۔

اگر نماز روزہ نیکی ہے تو گناہگار کو اللہ کے قریب لانا اور اُس کو اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرنا بھی اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے قرآن پاک تو ہمیں اہلِ نفاق کے بارے میں بھی یہی کہتا ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾﴾ ①

① (سورة النساء:63)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے جو کچھ اِن کے دِلوں میں ہے پس آپ اِن سے اِعراض کریں اور اِن کو نصیحت کریں اور اُن کو ایسی بات کہیں جو اُن کے دِلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔''

شیطان کے مددگار نہ بنو:

اگر کسی بدکار سے کوئی گناہ ہو جائے تو بڑے بڑے نیکوکار اُسے بددُعائیں دینا شروع ہو جاتے ہیں جس کے منہ میں جو آئے وہ کہتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بڑے سے بڑے بدکار کو بھی دعا دی ہے اور اُس کو گالیاں دینے سے اور اُس کے خلاف منفی تبصرے کرنے سے منع کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے نشہ کیا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اُس کو سزا دلوادی، سزا کے بعد جب وہ جا رہا تھا تو ایک آدمی نے کہا پتہ نہیں اِس کو کیا تکلیف ہے اِس نے نشہ کیا تھا اللہ تعالیٰ اِس کو ذلیل کرے، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ سُنا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَكُونُوا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ))

''اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ جو کسی بدعمل کو بدعائیں دیتا ہے ایسا شخص اللہ والا نہیں، بلکہ وہ شیطان کا سپورٹر ہے، کیونکہ شیطان بھی یہی چاہتا ہے کہ مسلمان ذلیل ہو، مسلمان رسوا ہو، اب جو شخص مسلمان کو ایسی بددعائیں دیتا ہے وہ شخص حقیقت میں شیطان کی مدد کرتا ہے اور شیطان کا مددگار بھی گناہگار اور عمل کے لحاظ سے بدتر ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اِس گناہگار کو بددعائیں نہ دو بلکہ کہو:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ①

"اے اللہ اس کو معاف کردے، اے اللہ اِس پر رحم کردے۔"

سوال یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اور ہماری مسجد میں کتنے نیکوکار ایسے ہیں جو بدعمل انسان کے لیے بخشش اور رحمت کی دعا کرتے ہیں.....؟

بلکہ ہم تو بددعائیں دیتے ہیں اور کئی تو کہتے ہیں "دُر فٹے منہ" "تیرے تے لعنت ہوے".... کیا رسول اللہ ﷺ نے ہماری یہی تربیت کی ہے پھر ہم وہی بات کہتے ہیں کہ اگر بعض بگڑے ہوئے نیکوکار لوگ خیر خواہ اور صحیح دعوتی بن جائیں تو پورے علاقے میں چند دنوں میں انقلاب آسکتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہماری زبانیں قابو میں نہیں رہیں۔

گناہگار پر لعنت نہ کرو:

اسی طرح کا ایک اور واقعہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ تھا اور اُس کو "حمار" لقب سے پکارا جاتا تھا اور وہ ایک خوش طبع انسان تھا اور کبھی کبھی اُس خوش طبعی سے رسول اللہ ﷺ بھی مسکرا پڑتے تھے، بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسا دیتا تھا اُس نے ایک دفعہ شراب پی لی تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کو کوڑے لگوائے، یاد رہے شریعت میں شرابی کی سزا کی کوئی خاص "حد" مقرر نہیں ہے واقعہ کی نوعیت دیکھ کر قاضی سزا میں کمی بیشی کرسکتا ہے چالیس کوڑے، اسّی کوڑے یا اِس سے

① (صحيح البخارى:6881، سنن أبى داؤد:4478،فتح البارى :68/17)

زیادہ سخت سزا بھی دی جا سکتی ہے۔

جب اُس پر حد لگ گئی تو ایک آدمی نے کہا اے اللہ اِس پر لعنت کر دے، جب آپ ﷺ نے یہ جملہ سُنا تو ارشاد فرمایا:

لَا تَلْعَنُوهُ، فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) ①

''اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم میرے علم کی حد تک یہ شخص اللہ اور اُس کے رسول سے پیار کرتا ہے۔''

کاش آج کے نمازیوں کو اور دین داروں کو یہ جملہ سمجھ آ جائے کہ کوئی مسلمان کس قدر بھی بدکار کیوں نہ ہو، وہ آخر اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے والہانہ سچی محبت تو رکھتا ہے گویا کہ اُس سے گناہ سرزد ہوا ہے یا اُس نے بدکاری کر لی ہے، تو اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اُس کو بددعائیں دی جائیں اور اِس کی عزت کے اِس طرح در پے ہوا جائے کہ وہ بے چارہ کبھی بھی مسجد اور نماز کی طرف پلٹ کر نہ آئے۔

آج میری بات کان کھول کر سُن لیں..... کئی لوگوں کو دین سے مزید دور کرنے میں سب سے زیادہ مکروہ کردار بعض دین داروں کا بھی ہے، جو اعتدال میں رہتے ہیں اور نہ ہی اُن میں کوئی خیر خواہی ہوتی ہے بلکہ وہ گناہگار لوگوں پر سرکش گھوڑوں کی طرح چڑھ دوڑتے ہیں جبکہ قرآن ہمیں پرلے درجے کے بدعمل کو بھی باوقار اور بااخلاق انداز سے قریب کرنے اور واضح نصیحت کرنے کا حکم دیتا ہے۔

﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝﴾ ②

---

① (صحيح البخاري:6880) ② (سورة النساء:63)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے جو کچھ اِن کے دِلوں میں ہے پس آپ اِن سے اِعراض کریں اور اِن کو نصیحت کریں اور اُن کو ایسی بات کہیں جو اُن کے دِلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔''

اگر یہ کنویں میں گر جاتا تو:

ہماری نظروں میں چونکہ دُنیا کی اہمیت اور دُنیا کی حیثیت زیادہ ہے اِس لیے جب ہم کسی شخص کو کسی کنویں یا کھائی میں گرا ہوا دیکھتے ہیں تو اُس کو فوراً نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم میں سے ہر شخص پُورے اخلاق کے ساتھ اِس کامیابی پر اپنی ساری توانائی خرچ کر دیتا ہے یہ شخص کسی طرح باہر نکل آئے، لیکن جب کوئی انسان گناہوں کے اندھیر کنویں یا کھائی میں گرا پڑا ہو تو ہم ساری زندگی اُس کو نکالنے کی کوشش نہیں کرتے، بلکہ اُس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے اور یہی ہماری سب سے بڑی غفلت ہے اور نیک لوگوں کی اِس سے بڑی غفلت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

بُرے آدمی کی بُرائی کی پرزور انداز اور الفاظ میں مخالفت کرو، مگر اُس کی ذات کو بُرائی سے بچانے کے لیے اُس سے بڑھ کر کوشش کرو، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ایسے گناہگار شخص کے پاس سے گزرے کہ جس کو گناہ کی وجہ سے لوگ گالیاں دے رہے تھے اور بُرا بھلا کہہ رہے تھے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے وہاں رُک کر کہاں:

أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَجَدْتُمُوْهُ فِي قَلِيبٍ، أَلَمْ تَكُوْنُوا مُسْتَخْرِجِيْهِ؟

''کیا خیال ہے تمہارا.... ؟ اگر تم اِس کو کنویں میں گرا ہوا پاؤ تو کیا تم اِس کو نکالو گے نہیں....؟

اُنہوں نے کہا کیوں نہیں، تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نہایت نصیحت آمیز جملہ کہتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ:

فَلَا تَسُبُّوْا أَخَاكُمْ، وَاحْمَدُوا اللّٰهَ الَّذِيْ عَافَاكُمْ ①

"تم اپنے بھائی کو گالیاں نہ دو اور اُس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں اِس گناہ سے بچایا ہے۔"

وہ لوگ کہنے لگے اے ابودرداء کیا آپ اِس گناہگار سے نفرت نہیں کرتے....؟ حضرت نے فرمایا مجھے صرف اِس کی بُرائی سے نفرت ہے اگر وہ اِسے چھوڑ دے تو وہ میرے سگے بھائیوں جیسا ہے۔ اللہ اکبر

ذی وقار سامعین کرام....! اللہ کا شکر ادا کریں جس نے آپ کو گناہوں سے بچا کر مسجد میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی اور اِس کے ساتھ ساتھ گناہگار لوگ جو مسجدوں میں نہیں آتے اور کبیرہ گناہوں میں لگے رہتے ہیں اُن کی ہدایت کے لیے دُعا کریں اور اُن کو اللہ کے اور مسجد کے قریب لانے کے لیے سرتوڑ کوشش جاری رکھیں، گناہگاروں پر ہر وقت کی تنقید اور ان کی تذلیل اور تحقیر آپ کی نیکیوں کے لیے بربادی کا سامان بھی کرسکتی ہے۔

ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ ہمارے اَسلاف اور ہمارے شیوخ حضرات بدعمل، بے عمل، بدزبان اور گناہگاروں کو دین کے قریب کرنے کے لیے جہاں دعائیں کیا کرتے تھے وہاں اپنی اَنا کو ذِبح کر کے بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ اُن سے پیش آیا کرتے تھے۔

---

① (كتاب الزهد لأبى داود:232، مصنف عبدالرزاق:20267، حلية الاولياء: 225/1)

بدعمل کے گھر بھی خرچہ بھیجتے رہے:

فاتحِ قادیانیت، شیخ الاسلام مولانا ثنا اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا کردار پڑھ کر دیکھ لیں جس شخص نے اُن کے سر پر دھاری دار آلے سے وار کرتے ہوئے اُن کو لہولہان کیا تھا وہ شخص پرلے درجے کا بدعمل اور ظالم تھا مگر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے حد درجہ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو کام کیے۔

① شیخ الاسلام رحمہ اللہ اُس کے جیل جانے کے بعد اُس کے گھر میں خرچہ بھجوایا کرتے تھے کیونکہ اُس کے بچوں کے لیے کما کر لانے والا کوئی نہیں تھا اور فرماتے تھے، قصور تو اُس ظالم کا ہے اِس کی بیوی اور اِس کے بچے بھوکے کیوں رہیں؟؟؟

② شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اتنا بڑا ظلم کرنے والے اور لہولہان کرنے والے شخص کو بھی معاف کر دیا۔

آپ کے حُسنِ سلوک اور معافی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شخص ساری زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ کے قریب آ گیا اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا سچا مرید بن گیا۔

کیا آج ہمارے ہاں ایسا کردار پایا جاتا ہے.....؟ ہم تو اپنے آگے سے بولنے والے شخص سے بھی ایسے سخت انتقام لیتے ہیں کہ ساری زندگی اُس کو بُلاتے ہیں نہ اُس کے متعلق دِل صاف کرتے ہیں اور نہ ہی ہم اِس بات کی خبر گیری کرتے ہیں کہ وہ شخص کس قدر زیادہ تکلیف دہ حالات سے گزر رہا ہے۔

کاش کہ آج کے دین داروں کا کردار دین کے مطابق ہو جائے اور وہ اپنے دِل میں گناہگاروں کو اللہ کے قریب کرنے کا جذبہ پیدا کر لیں۔

طالب عِلم کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں:

ویسے تو ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینِ عظام اور سلف صالحین کی زندگیوں کے درجنوں واقعات پیش کر سکتے ہیں کہ جن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ ہمارے اسلاف بدعمل اور گناہگار لوگوں کو اللہ کے قریب کرنے کے لیے بہت زیادہ محنت، کوشش اور دعائیں کیا کرتے تھے لیکن ہم چند سال پہلے کی باتیں آپ کو اِس لیے سُنانا چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں صرف یہ بات نہ رہے کہ ہمارے پُرانے اسلاف تو بہت نیکوکار تھے ہم اُن کے رتبہ کو کیسے پہنچ سکتے ہیں....؟ ماضی قریب کی بات ہے کہ آپ کے آباؤ جداد بھی حد درجہ نیک ہونے کے باوجود بھی گُناہگاروں، اور بے ادب لوگوں سے صرف اِس لیے حُسنِ سلوک اور محبت کیا کرتے تھے تاکہ وہ دین کے قریب آ جائیں۔

گوجرانوالہ کے معروف عالم دین اور شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ جامعہ اسلامیہ میں ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے آتا تھا، ایک دفعہ وہ نماز پڑھ کر بیٹھا تھا کہ اُس کے پاس سے ایک طالب علم تیزی سے گزرا اور گزرتے ہوئے اچانک اُس کا پاؤں اُس نمازی کے ساتھ ٹکرا گیا، پاؤں ٹکرانے کی دیر تھی کہ وہ نمازی غصے سے لال پیلا ہو گیا اور جو کچھ اُس کے منہ میں آیا اُس نے طلبہ کو کہنا شروع کر دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ آپ نے یہاں طالب علم نہیں غنڈے پالے ہوئے ہیں..... شیخ الحدیث رحمہ اللہ اُس کی اُونچی آواز اور باتیں سُن کر کمرے سے باہر نکلے اور اُس کے پاس آئے اور فرمانے لگے اے بھائی طالب علم

سے ناچاہتے ہوئے جلدی میں یہ غلطی ہوئی ہے میں اُس کی طرف سے آپ سے معافی مانگتا ہوں آپ مجھے معاف کر دیں...... اللہ اکبر

لیکن وہ شخص غصے سے بولتا ہوا مسجد سے چلا گیا اور پھر اِسی غصے کی وجہ سے دو تین دن تک مسجد میں نہ آیا، شیخ الحدیث رحمہ اللہ اُس کے گھر چلے گئے اور جا کر دروازے پہ دستک دی اور فرمانے لگے بھائی آپ چند روز سے مسجد میں نہیں آ رہے اِس کی کیا وجہ ہے آپ بیمار تو نہیں..... ؟؟؟ اور اگر آپ کے دِل میں وہ طالبِ علم والی بات کا غصہ ہے تو میں آپ سے پھر اُس کی طرف سے معافی مانگتا ہوں آپ اللہ کے لیے معاف کر دیں...... شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے منہ سے ابھی یہ بول نکلے ہی تھے تو وہ مارے شرم سے پسینہ کے شرابور ہو گیا اور دوبارہ جامعہ میں آنے کا وعدہ کر لیا اور پھر ہمیشہ جامعہ میں نماز پڑھتا رہا۔

سامعین کرام....! آج بھی اِسی کردار کو دُہرانے دکی ضرورت ہے وگرنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسجد والوں کی بداخلاقیوں نے کئی لوگوں کو اللہ کے دین سے دور کر دیا ہے اور قرآن بھی ہمیں بے عمل، بدعمل اور منافق لوگوں کو بھی قریب کرنے کا حکم دیتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔

﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ○ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا (٦٣)﴾ ①

① (سورۃ النساء ٤)

''یہ وہ لوگ ہے جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے جو کچھ اِن کے دِلوں میں ہے پس آپ اِن سے اِعراض کریں اور اِن کو نصیحت کریں اور اُن کو ایسی بات کہیں جو اُن کے دِلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔''

سلام نہ چھوڑنے کا بالآخر نتیجہ کیا نکلا...؟:

حافظ عبدالمنان محدث نورپوری رحمہ اللہ بہت بڑے عالمِ دین اور شیخ الحدیث گزرے، مجھے شیخ محترم سے قرآن کا ترجمہ اور صحیح البخاری پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، میں نے اپنی زندگی مین اُن جیسا متقی اور باعمل عالم دین آج تک نہیں دیکھا۔

ابھی چند سال قبل اُن کی وفات ہوئی ہے آپ رحمہ اللہ کے پڑوس میں ایک شخص بدعقیدہ تھا اور اِس کے ساتھ ساتھ وہ بے ادب بھی تھا حافظ صاحب رحمہ اللہ کا مذاق اُڑانا اور آپ کے ساتھ بے ادبی کے ساتھ پیش آنا وہ فخر کا کام سمجھتا تھا لیکن حافظ صاحب رحمہ اللہ نے اُس کی بے ادبی اور گستاخی کو کبھی بھی اپنی اَنا کا مسئلہ نہیں بنایا بلکہ آپ رحمہ اللہ جب بھی اُس کے پاس سے گزرتے تو مسلسل اُسے سلام کرتے رہے اور گاہے گاہے گھر میں پکی ہوئی کوئی اہم چیز بھی اُس کے گھر بھیجتے رہے، جب وہ بیمار ہوا تو اُس کی تیمارداری پر بھی مثالی کردار ادا کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا وہ شخص عقیدہ توحید وسُنت قبول کرگیا اور حافظ صاحب رحمہ اللہ کا مرید بن گیا۔

سامعین کرام.....! اِس وقت اِسی کردار کی ضرورت ہے کہ بدعمل، بے عمل اور تکلیف دینے والے شخص کو اپنے اخلاق اور کردار کے ساتھ اپنے اور اللہ کے دین

کے قریب کیا جائے، کسی بھی بے عمل کی زیادتی کو اپنی اَنا کا مسئلہ بنا کر اُس کو کھلا چھوڑ دینے کا مطلب اُس کو شیطان کے حوالے کر دینا ہے اور کسی شخص کو شیطان اور شیطانی طاقتوں کے حوالے کر دینا اور دین دشمنوں کے لیے اُس تک پہنچنے کی ساری راہیں صاف کر دینا، اِس سے بڑی غفلت کیا ہو سکتی ہے..... ؟اور قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۝٦٣﴾ ①

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے جو کچھ اِن کے دِلوں میں ہے پس آپ اِن سے اِعراض کریں اور اِن کو نصیحت کریں اور اُن کو ایسی بات کہیں جو اُن کے دِلوں میں بہت اثر کرنے والی ہو۔''

ایسے نیکوکار اور حاجی نمازی کہ جن کے دِل بدعمل لوگوں کی خیر خواہی سے خالی ہیں اُن کو بھی اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے کہیں یہ اُن کی غفلت اُن کے لیے روزِ حشر شرمندگی کا باعث نہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مجھے اور آپ کو نیک اعمال کے ساتھ ساتھ توبہ اور بداعمالیوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو نکالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندي

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

① (سورة النساء:63)

بدعت کے خطرناک نتائج

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے

دُرود وسلام سیّدنا و سیدالاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین امام الثقلین امام الشیخین امام الحسن والحسین امامنافی الدنیا وامامنافی الجنۃ۔ کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

ہمارے پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بڑے بڑے خطرناک اور مہلک گناہوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان تمام گناہوں میں سے سب سے زیادہ مسلمان کو برباد کردینے والا گناہ ''بدعت'' ہے۔

سوال یہ ہے کہ ''بدعت'' کیا ہے اور بدعت حد درجہ خطرناک چیز کیوں ہے.....؟ سادہ لفظوں میں بدعت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایسے کام کو اجر وثواب کی

نیت سے دین سمجھ کر کرے جو عہدِ رسالت میں تھا نہ ہی اس کا وجود عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا......وہ اپنی طرف سے بعد والے زمانے میں اس کو دین میں شامل کر رہا ہے اور اس کی شرعی حیثیت بیان کر رہا ہے۔

یہ ''بدعت'' کبیرہ اور خطرناک گناہ ہونے کے کئی ایک اسباب ہیں، تمہیدی طور پر ہم آپ کے سامنے تین بنیادی سبب بیان کرتے ہیں۔

① شریعت سازی کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ کسی بھی چیز کو دین میں داخل یا شامل کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حلال وحرام کے تمام ضابطے اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں۔ آپ تمام مسلمان بھائی سورۂ تحریم کی پہلی آیت کو اچھی طرح باترجمہ پڑھنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے اس خاص اختیار کو آپ اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوپر شہد کو حرام کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں معصومِ کائنات، کل نبیوں کے امام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈائریکٹ خطاب کرتے ہوئے کہا: یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک......

قرآن پاک کی اس آیت کی روشنی میں آپ خود ہی غور فرمائیں کہ کیا کسی عام امّتی کے لیے اس بات کی اجازت باقی رہ جاتی ہے کہ وہ بغیر دلیل کے کسی چیز کو مستحب یا مکروہ قرار دے۔

② اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ ہماری شریعت کامل، مکمل اور اکمل ہے۔ جس طرح کہ قرآن مجید کی ایام حج میں نازل ہونے والی آیت سے بالکل واضح ہے: الیوم اکملت لکم دینکم ......ہم نے تمہارے

لیے تمہاری زندگی کے پورے دستور کو مکمل کر دیا...... اور تمہارے رہن سہن کے تمام احکامات مسائل اور فضائل کو مکمل کرتے ہوئے ہم نے تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ جب دین مکمل ہے تو پھر دین میں نئے کام داخل کرنے کی ضرورت کیا ہے اور پھر دین اس حد تک مکمل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا: اے میرے صحابہ! جو قول، جو عمل، جو فعل اور جو خیر کا کام تمھیں اللہ تعالیٰ کی جنّت کے قریب کر سکتا ہے وہ سب کچھ میں نے تمہارے لیے بیان کر دیا اور تمھیں اس کے کرنے کا حکم دے دیا۔

اسی طرح جو قول، جو فعل، جو عمل اور جو برائی کا کام جہنّم کے قریب کر سکتا ہے وہ بھی میں نے کھول کر بیان کر دیا اور تمہیں اس سے بچنے کا حکم دے دیا۔ میں نے تمہیں ایک ایسی روشن شریعت پر چھوڑا ہے کہ جس میں کمی و کوتاہی کا سرے سے تصور ہی نہیں...... میری اس شریعت میں وہی شخص کمی بیشی کرے گا جو تباہ و برباد ہو جائے گا

ان واضح احادیث کے باوجود کیا کسی پیر، فقیر یا مولوی صاحب کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ آئے سال دین میں نئی سے نئی بدعات کو شامل کرے......؟

③ ''بدعت'' اس لیے بھی سنگین خطرناک گناہ ہے کہ بدعتی آدمی دین میں اپنی طرف سے نئی بات شامل کر کے اور اسے دین بنا کر دبے پاؤں یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ دین نامکمل ہے۔ دین میں اس نیکی کی کمی باقی رہ گئی تھی جس کو میں اس میں داخل کر کے کمی کو پورا کر رہا ہوں...... اور یہ حرکت اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی سب سے بڑی گستاخی ہے۔ آپ پوری امانتداری کے ساتھ آل رسول، اہل بیت اور ائمہ کرام

کے اقوال پوری دیانتداری سے مطالعہ فرمالیں یہ بات آپ کے سامنے روزِ روشن کی طرح واضح ہوجائے گی کہ سب نے یہی کہا ہے کہ نعوذ باللہ ...... العیاذ باللہ بدعتی شخص رسول اللہ ﷺ کو دین کے معاملے میں امانت دار نہیں سمجھتا۔ اگر وہ امام الانبیاء ﷺ کو دین کے معاملے میں خائن نہ سمجھتا ہوتا تو وہ کسی صورت بھی دین میں اضافہ نہ کرتا...... بدعتی شخص اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے بڑا نافرمان، باغی اور گستاخ ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

((اَلْبِدْعَةُ اَحَبُّ إِلٰى إِبْلِيْسَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ وَالْمَعْصِيَةُ يُتَابُ مِنْهَا، وَالْبِدْعَةُ لَا يُتَابُ مِنْهَا)) ①

''بدعت ابلیس کو گناہ سے بھی زیادہ محبوب ہے گناہ سے توبہ کر لی جاتی ہے مگر بدعت سے توبہ نہیں ہوتی۔''

اور ہمارے ہاں بدعت کے معاملے میں عجیب وغریب حماقتیں پائی جاتی ہیں جب اہل حق ، اہل حدیث اور اہل سنّت بدعات کا رد کرتے ہیں تو بدعتی علما حضرات...... عام لوگ نہیں...... بلکہ منبر ومحراب کے وارث علما وخطبا ایسی ایسی بے ڈھنگی اور مبنی بر جہالت گفتگو کرتے ہیں کہ دین کا ایک سنجیدہ طالب علم ان بے وُقوفیوں کا تصور بھی نہیں کرسکتا......

---

① (التحفة العراقية:12، یادرہے اِس طرح کے درجنوں اقوال سلف صالحین سے منقول ہیں جن میں اُنہوں نے بدعت کو اور اہلِ بدعت کو شیطان کا دوست اور دین کا دشمن قرار دیا ہے)

مثال کے طور پر جب کہا جائے کہ دین میں بدعات شامل نہ کرو، یہ جتنے کام تم اجر وثواب کی نیت سے دین سمجھ کر کر رہے ہو ان کا ثبوت عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ سے نہیں ملتا تو فوراً اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر یہ کام رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں قرآن شریف پر اعراب بھی نہیں لگے تھے یہ بھی تو ''بدعت'' ہے......؟

حالانکہ قرآنی اعراب کسی صورت بھی بدعت نہیں، کیونکہ قرآن کے جس لفظ پر جو اعراب بھی لگا ہے اس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے پڑھا ہے اور جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ہے تو اس کو لکھ دیا جائے تو یہ ''بدعت'' نہیں کیونکہ اعراب پڑھنے والا کام تو رسول اللہ ﷺ نے خود کیا ہے، یہ ''بدعت'' کیسے ہوا......؟ اور پھر اسی طرح قرآنی اعراب پر اجماعِ امّت بھی ہے اور اس وقت کبار صحابہ بھی موجود تھے......لہٰذا قرآنی اعراب قطعی طور پر ''بدعت'' نہیں۔

جب بدعت کا رد کیا جاتا ہے تو کئی بدعتی لوگ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہمارے یہ کام بدعت ہیں تو تمہاری مسجدوں کے مینار بدعت نہیں......؟ مسجدِ نبوی کے کون سے مینار تھے......؟

جب کہ یہ بات بھی سو فیصد غلط ہے۔ مسجد کے مینار بدعت نہیں ہیں کیونکہ وہ تو صرف مسجد کی علامت کو ظاہر کرتے ہیں اور عام گھروں سے مساجد کو نمایاں کرنے کے لیے تعمیر میں علامتی طور پر مینار کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مسجد کے مینار کا تذکرہ باقاعدہ طور پر احادیث میں موجود ہے۔ آپ علاماتِ قیامت میں جہاں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ پڑھیں گے وہاں آپ کو یہ بات نمایاں نظر آئے گی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی جامع مسجد کے

مینار پر ہوگا......اب بتائیں کہ مینار بدعت کیسے......؟ اس کا ذکر تو حدیث شریف میں ہے۔ اور اسی طرح بدعتی حضرات اپنی بدعت کی ترویج اور ان کو فروغ دینے کے لیے عام لوگوں میں ایسے ایسے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں کہ جن کی سرے سے کوئی حیثیت نہیں ہوتی، عوام کو یہ بھی دھوکہ دیا جاتا ہے کہ اگر قبر پر اذان بدعت ہے، کفن پر لکھنا بدعت ہے، اذان سے قبل صلاۃ بدعت ہے، تیجا، ساتا، دسواں اور چالیسواں بدعت ہے تو پھر تمھاری مسجد کا سپیکر بدعت نہیں......؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کب تھا......؟ یہ موٹر سائیکل، کار، ریل گاڑی اور جہاز بھی تو بدعت ہی ہیں یہ کب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے......؟

اللہ کے بندو......! تمہاری عقل پر کون سا پردہ پڑ چکا ہے کہ تم معمولی حقائق کو بھی نہیں سمجھ پاتے...... یہ ساری چیزیں بدعت نہیں ہیں یہ تو بطورِ سہولت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جدید نعمتیں ہیں، ہم ان کو دین سمجھ کر اور ثواب سمجھ کر استعمال نہیں کرتے بلکہ اللہ کی نعمت سمجھ کر بطورِ سہولت استعمال کرتے ہیں۔ اور اگر آپ کا اس جواب پر اطمینان نہیں ہوا تو سورۂ نحل کی آیت نمبر 8 کی تفسیر کا گہرائی سے مطالعہ فرمالیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے کہ سواریاں سوار ہونے کے لیے ہیں اور زینت کے لیے ہیں اور قیامت تک اللہ تعالیٰ ایسی سواریوں کو پیدا کرتا رہے گا جن کا تمہیں آج علم نہیں ہے......لہٰذا یہ سواریاں بدعت نہیں......

جب آپ اہلِ بدعت کو بدعت کے رد پر ان کے تمام اعتراضات کا جواب دے دیں گے تو پھر وہ اپنی بدعات کو بچانے کے لیے آخری وار کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہمیں منع دکھاؤ......؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہو۔ اگر ہم بارہ ربیع الاوّل کو نیکی سمجھ کر جشن مناتے ہیں تو اس کا رسول اللہ ﷺ نے منع کب کیا ہے......؟

آپ اندازہ فرمالیں کہ دینداری کے دعویدار دین کے اصولوں سے کتنے بے خبر ہیں۔ جوکام رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہوا نہیں...... صحابہ نے کیا نہیں، ہم اس خاص کام کی ممانعت کہاں سے دکھلائیں...... دین میں اس کے وجود کا نہ ہونا ہی اس کی ممانعت کی دلیل ہے۔ یہ تو سوال بالکل ایسے ہی ہے کہ ابھی بچہ دنیا میں پیدا ہوا نہیں لیکن آپ کو کوئی کہے کہ اس کی موت دکھاؤ...... جس نے ابھی جنم نہیں لیا ہم اس کی وفات کیسے دکھا سکتے ہیں......؟

اور یاد رہے...... اللہ کی عزت کی قسم! اگر اہل بدعت اس طرح کی واہیات باتوں سے باز نہ آئے تو سارے دین کا حلیہ بگڑ جائے گا۔ اگر آج کوئی عیسائی اہل بدعت کو یہ بات کہہ دے کہ ہم پچیس دسمبر کو کرسمس ڈے مناتے ہیں اس کی ممانعت دکھاؤ...... تو مجھے بتائیں اہل بدعت کہاں سے منع دکھائیں گے......؟ یا کوئی اہل تشیع میں سے یہ بات کہہ دے کہ ہم شہادتین کے بعد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: اشہد انّ امیر المومنین وامام المتقین علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل ...... اگر یہ کہنا جائز نہیں تو...... اس کی ممانعت دکھاؤ...... ہمیں بتائیں کہ اہل بدعت یہ ممانعت قرآن کے کس پارے اور حدیث کی کس کتاب سے دکھائیں گے......؟

یاد رکھو......! عبادات میں اصل چیز ثبوت ہے نہ کہ ممانعت۔ ہمارے پیارے پیرومرشد، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عید الاضحیٰ اور نمازِ عید الفطر کی اذان نہیں کہی...... ہم بھی نہیں کہیں گے لیکن اگر آج کوئی دونوں عیدوں کی اذان شروع کر دے اور کہے کہ اذان کے کلمات تو اتنے اچھے ہیں ان کے پڑھنے میں حرج کیا ہے، ہمیں منع دکھاؤ...... کہ نمازِ عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ کے لیے اذان دینی جائز نہیں ہے۔ ہمیں بتائیں کہ منع حدیث کی کس کتاب میں ہے......؟

اللہ کا واسطہ...... اس طرح کے فضول سوال کر کے دین کا ستیاناس نہ کریں
آپ بدعت کے فروغ کے لیے ایسے ایسے خطرناک سوال نہ گھڑیں کہ جس سے رسول
اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا روشن چہرہ بُری طرح مسخ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے
دین کو مکمل کر دیا ہے اور اس دین میں بدعت کے لیے کسی قسم کی کوئی جگہ نہیں ہے۔
آیئے......! بدعت کے رد پر قرآن کریم کی چار آیات کو آپ کے سامنے
پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو اگر دیانتداری سے تعصب کی عینک اتار کر سمجھ لیا جائے تو
کوئی بھی کلمہ گو شخص ساری زندگی بدعت کے قریب سے بھی نہیں گزر سکتا، چہ جائیکہ
بدعات کو فروغ دیتا رہے اور بدعت کی دلدل میں ہی مر جائے۔

دین تو مکمل ہے:

اللہ تعالیٰ کا دین کامل، مکمل اور اکمل ہے، اِس میں ایک قطرے کا اضافہ کیا
جا سکتا ہے اور نہ ہی ایک قطرے کی کمی کی جا سکتی ہے ایسے سمجھ لیں کہ دین کا پیالہ بھرا
ہوا ہے اِس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے اپنے کئی ایک اِرشادات میں یہاں تک فرمایا ہے کہ
اے میرے صحابہ جو چیز تمہیں اللہ تعالیٰ کی جنت کے قریب کر سکتی ہے وہ میں نے
تمہیں بتا دی ہے، اُس کے بتانے میں مَیں نے اپنی ذمہ داری پوری ادا کی ہے اور
اِسی طرح جو چیز تمہیں جہنم کی طرف لے کر جا سکتی ہے اُس چیز سے بھی میں نے تمہیں
آگاہ کر دیا ہے اور بچنے کا حکم دے دیا ہے۔ ①

سوال یہ ہے کہ جب یہ سارے معاملے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی

---

① (سلسلہ احادیث صحیحہ :2866، لَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى النَّارِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ)

میں کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں اور اُمت کو ہر خیر اور شر سے آگاہ کر دیا ہے تو پھر آئے دن دین میں اضافہ کیوں کیا جاتا ہے....؟ اور پھر ظلم در ظلم یہ ہے کہ بدعتی کام نہ کرنے والے کو مُنکر اور گستاخ تک کہا جاتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے دین کی جامعیت اور اکملیت کا ذِکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ ①

''آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

جب اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین مکمل ہے۔ اس میں ولادت سے لے کر وفات تک اور ایوانِ صدر سے لے کر بیت الخلا تک کے تمام احکامات پوری تفصیل سے موجود ہیں۔ ایسا جامع اور مبارک دین وہ کسی بدعت کا بالکل محتاج نہیں۔

خدارا......! بدعتِ حسنہ کے ذریعے شریعت سازی کا چور دروازہ نہ کھولیں۔

بدعتی شخص اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھتا ہے:

ایمان، محبت، اور ادب کا سب سے پہلا تقاضا یہی ہے کہ اُنہیں تعلیمات پر اکتفا کیا جائے جو تعلیمات ہم کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلا دی ہیں جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کے بتلائے ہوئے دین میں اضافہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرے ایسے شخص کے لیے گناہ ہی گناہ اور ہلاکت ہی ہلاکت ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ ①

اے ایمان والو! (کسی بات کے جواب میں) خدا اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سنتا جانتا ہے۔"

اس آیت کے ساتھ ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اُس واقعہ کو بھی سامنے رکھیں کہ جب اُن کے سامنے ایک شخص نے چھینک مارتے ہوئے کہا: الحمدللہ والصلاۃ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، بظاہر دیکھنے اور سُننے میں یہ جملہ کس قدر عظیم الشان ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود شریف بھی ہے۔ مگر جب ابن عمر نے یہ سُنا تو آپ فرمانے لگے کہ یہ الفاظ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں سکھلائے، ہمیں تو الحمدللہ سکھلایا گیا ہے۔ ②

کاش! ابن عمر کی بات مسلمانوں کو سمجھ آجائے، جس نے دین میں بدعت جاری کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کے دین کو اپنے لیے کافی نہیں سمجھا......وہ رب ورسول کا بے ادب ہے۔ ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

بدعتی کے اعمال باطل ہیں:

کسی بھی عمل کی قبولیت کی سب سے بُنیادی شرط یہ ہے کہ وہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہو، قرآن شریف کی واضح آیت کے مطابق ہر وہ عمل باطل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتلائی ہوئی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

① (سورة الحجرات:1) ② (جامع الترمذی:2738، مستدرك حاكم:265/4)

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ ①

''مومنو! خدا کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔''

اجر وثواب صرف اور صرف ان اعمال پر ملتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کیے جائیں جن اعمال پر اللہ اور اس کے رسول کی مہر نہیں ان پر اجر و ثواب بھی نہیں ہے...... چونکہ بدعتی آدمی اپنی طرف سے نیکی بنا کر دین میں داخل کر کے اس کو اپنا رہا ہے اس لیے اس کا یہ عمل باطل ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اُس جملے کو سامنے رکھیں کہ جب اُنہوں نے بظاہر ذِکر کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

أَنْ يَّعُدُّوْا سَيِّاٰتِهِمْ ②

''کہ وہ اپنے گناہوں کو شمار کریں۔''

خودساختہ طریقے سے مل کر اُونچی آواز میں کیا جانے والا ذِکر باطل اور گناہ ہے۔

بدعتی سب سے بڑا گمراہ ہے:

شیطان انسان کو جو سب سے بڑا دھوکہ دیتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ بدعت کو بنا سنوار کر بدعتی کے سامنے پیش کرتا ہے اور بدعتی اپنی بدعت پر چلتے ہوئے خود کو بہت بڑا صالح اور نیک انسان سمجھتا ہے اور بدعتی مولوی خود کو تقوی کا پہاڑ اور دین کا امام باور کرواتا ہے جبکہ یہ بات کان کھول کر اچھی طرح سُن لیں اور سمجھ لیں کہ کائنات کا

---

① (سورہ محمد:33) ② (المعجم الکبیر، سنن دارمی، سلسلة الآثار الصحیحة:1/55حدیث:41)

سب سے بڑا بدترین گمراہ بدعتی شخص ہے اِس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ①

''اوراس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جواللہ کی ہدایت کوچھوڑ کراپنی خواہش کے پیچھے چلے۔ بیشک خداظالم لوگوں کوہدایت نہیں دیتا۔''

بدعتی شخص جس بدعت پر چل رہا ہے وہ اس کے نفس کی اختراع ہے۔ وہ اپنے نفس کی خواہش پر چلتے ہوئے دین میں اضافہ کرر ہا ہےاور یہی اس کی سب سے بڑی گمراہی ہے کہ اس نیکی میں اصل قرآن وحدیث کونہیں بنایا۔

سامعین کرام......!

اللہ کوگواہ بنا کر پوری ایمانداری سے بتائیں کیاان بابرکت آیات کوسن لینے کے بعد بھی بدعت کے لیے کوئی گنجائش باقی رہتی ہے......؟ لیکن نہایت افسوس در افسوس کہ ہمارے معاشرے میں ہرسُو بدعات کا بول بالا ہے اور سنّت کا نام لینے والوں کوبےادب سمجھا جاتا ہے۔

بدعات اوراحادیث:

قرآن پاک کی ان آیات کے بعداب میں آپ کے سامنے چندایک صحیح احادیث پیش کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں تاکہ آپ کے سامنے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجائے کہ بدعتی آدمی کائنات کا بدترین شخص ہے اور بدعت گناہوں میں سے بہت زیادہ خطرناک کبیرہ گناہ ہے، شرک کے بعدشیطان کی سب سے بڑی کوشش

---

① (سورۃ القصص:50)

یہی ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص شراب زنا کی طرف نہیں آتا تو اُس کو بدعت کے خطرناک جال میں پھنسا دیا جائے کیونکہ شیطان لعین خوب جانتا ہے کہ بدعتی شخص کسی صورت بھی اللہ کی رحمت اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا حق دار نہیں ٹھہر سکتا۔

بدعات سے بچو:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو جن گناہوں سے بچنے کا سختی کے ساتھ حکم دیا ہے اُن گناہوں میں سے ایک گناہ بدعت بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کے صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دفعہ نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ایسا شاندار اور بااثر وعظ فرمایا کہ سب صحابہ رو پڑے اور اُن کے دِل ڈر گئے اور بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کا آخری درس نہ ہو، آپ ﷺ نے اِس درس میں اُمت کو متفق اور متحد رکھنے کے لیے زبردست سُنہرے اصول بیان کیے، کچھ باتوں کے کرنے کا حکم دیا اور ایک خطرناک کام سے سختی کے ساتھ روکتے ہوئے فرمایا:

وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ ①

''(دین) میں نئے کاموں سے بچو۔''

بدعات سے بچنے کا حکم اور دین میں نئی ایجادات نہ کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے خود اِرشاد فرمایا ہے، اب جو بدعتی رسول اللہ ﷺ کے سختی کے ساتھ روکنے کے باوجود بھی نہ رُکے وہ کس قدر بدبخت اور بدنصیب ہے....؟

---

① (سنن أبی داؤد:4607، ترمذی:2676، ابن ماجه:42)

بدعت مردُود ہے:

دین سمجھ کر ثواب کی نیت سے کیا جانے والا کوئی بھی عمل بظاہر کس قدر بھی خوش نما نظر کیوں نہ آئے....وہ باطل اور مردود ہے، یعنی سرے سے وہ ردی کی ٹوکری میں ہے اُس عمل کو کرنے میں آپ نے جتنا مال خرچ کیا، یا جتنا وقت لگایا وہ سارے کا سارا رائیگاں جائے گا، اس لیے کوئی بدعتی یہ مت سمجھے کہ میں خیر کے راستے پر ہوں اور میرا کوئی عمل قبول ہوجائے گا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ ...وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) ①

''جس نے ہمارے اس دین میں نئی چیز شامل کی جو اُس میں نہیں ہے وہ ''چیز'' مردود ہے اور مسلم کی روایت میں ہے جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہماری راہنمائی نہیں وہ عمل باطل ہے۔''

سامعین کرام.....! ہر بدعتی شخص کو جیتے جی..... تعصب کی عینک اُتار کر اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے کیونکہ کوئی فرقہ یا کوئی مولوی بھی قبر میں اُس کے کام نہیں آئے گا۔

بدعت گمراہی ہے:

یہ بات خوب جان لیں کہ یہ بدعت نیکی نہیں، بلکہ بدترین گمراہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معروف صحابی حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

① (صحیح البخاری:2697 ،الصحیح للمسلم:1718)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَفِي رِوَايَةِ جَابِرٍ وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ①

''بلاشبہ (دین) میں نئی چیز بدعت ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے (دین) کے کاموں میں سے سب سے بدترین کام نیا ایجاد کیا ہوا کام ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

ذی وقار مسلمان بھائیو..... ایک بدترین کام اور گمراہی سے آلودہ کام نیکی کیسے ہوسکتا ہے.....؟

بدعتی پر لعنت ہے:

چونکہ ایک بدعتی معاشرے میں کئی لوگوں کی گمراہی کا باعث بنتا ہے اور ایک بدعتی کی وجہ سے دین میں درجنوں بگاڑ پیدا ہوتے ہیں اس لیے بعض روایات ایسی بھی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے بدعتی پر اور بدعتی کے مددگار پر اور اُس کی پُشت پناہی کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے:

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا ②

''اور لعنت کرے اللہ تعالیٰ جس نے بدعتی کو پناہ دی۔''

اس حدیث میں ''محدث'' سے مراد ہر وہ فسادی شخص بھی ہے جو دین میں اور اہلِ اسلام میں فساد پیدا کرے اور ''محدث'' سے مراد ایسا شخص بھی ہے جو دین میں اضافہ کرکے اور نت نئے اعمال کو دین میں شامل کرکے اصل دین میں بگاڑ پیدا کرے۔

---

① (الصحيح للمسلم:867، سنن أبي داؤد:4607)

② (الصحيح للمسلم: 1978)

اور اسی طرح مدینہ طیبہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْآوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ)) ①

"جس شخص نے اس میں کوئی بدعت کی یا بدعتی، ظالم کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی نفلی عبادت قبول ہوگی نہ ہی فرضی۔"

مدینہ چونکہ سُنت کا گہوارہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا مسکن مبارک ہے جو بدنصیب آپ کے پاکیزہ شہر میں بھی بدعات کو فروغ دیتا ہے یا اہلِ بدعت کی پُشت پناہی کرتا ہے ایسا شخص حقیقت میں اسلام دُشمن ہے جس کی وجہ سے اُس کا کوئی عمل بھی اللہ کے ہاں قابلِ قبول نہیں ہے۔

بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی:

آپ نے زندگی میں اِس بات کا مشاہدہ کیا ہوگا کہ بڑے بڑے چور اور بڑے بڑے ڈکیت، شرابی کئی بار توبہ کر کے راہِ راست پر آجاتے ہیں لیکن ایسا آپ نے بہت کم دیکھا ہوگا کہ کوئی بدعتی شخص بدعت چھوڑ کر خالص سُنت کی طرف آیا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ گناہگار آدمی جب بھی کوئی رب، رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اُسے اُسی وقت یا کچھ دیر بعد ضرور محسوس کر لیتا ہے کہ میں نے گناہ کیا ہے اور گناہ پہ گناہ کیے جانا میرے لیے نقصان کا باعث ہے اس لیے وہ زندگی کے کسی نہ کسی

---

① (الصحیح للمسلم:1371)

موڑ پہ آ کر توبہ کر لیتا ہے لیکن بدعتی شخص چونکہ بدعت کو نیکی سمجھ کر کرتا ہے تو اِس لیے اُسے ساری زندگی توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی اور اِسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک روایت میں آیا ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ احْتَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ ①

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعت والے سے توبہ کو پردے میں رکھا ہے۔''

اللہ کی پناہ.... کسی بھی شخص کے لیے اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور بدبختی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ خطرناک گناہ کو نیکی سمجھ کر کر رہا ہو تو اُس کو ساری زندگی توبہ کی توفیق بھی حاصل نہ ہو۔

بدعت کا نتیجہ جہنّم ہے:

دین کا اصل دشمن بدعتی ہے، جو اللہ کے نازل کردہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ دین سے لوگوں کو دور کرتا ہے، ایسے شخص کے لیے بعض روایات میں جہنم کی وعید بھی موجود ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ②

''اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔''

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بدعت گمراہی ہی گمراہی ہے اور اِس گمراہی کا نتیجہ اللہ کی رحمت اور جنت سے دوری اور جہنم کی حق داری ہے۔

---

① (المعجم الاوسط للطبرانی:4214 ؛ سلسلہ احادیث صحیحہ:1620)

② (سنن النسائی، احکام الجنائز امام البانی:43)

لیکن حد درجہ تکلیف، دہ بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں ہر طرف بدعات کو فروغ دیا جاتا ہے اور حکومتیں بھی آئے دن بدعات کو فروغ دیتی ہیں اور جو کوئی شخص بدعات کا ردّ کرے اور بدعات کے روک تھام کے لیے کوششیں کرے اُس کو منکر، گُستاخ اور ناجانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔

اللہ کے بندو.....! ہر حق کی بات کو فرقہ واریت کی نظر نہ کر دیا کریں، اور سادہ لوگوں کو وہابی سُنی کے چکروں میں نہ ڈالا کریں بلکہ حق کو قبول کرنے کی جرات پیدا کریں، بعض مسائل ہمارے دین میں اتنے اہم ہیں کہ اُن کی بنیاد پر ہر شخص کی جنت اور جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا اور اُنہی مسائل میں ایک مسئلہ سنت اور بدعت کا ہے جو شخص سنت کا پیروکار ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت کا حق دار ہوگا اور جس شخص نے دین میں بدعات کو فروغ دیا ہوگا ایسا شخص اللہ کی رحمت اور جنت سے دور کر دیا جائے گا اور اُس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

جس طرح کہ آپ نے قدر تفصیل سے بدعتی کے انجام کو سماعت کر لیا ہے اللہ کے لیے ہر بدعت کو اللہ کے لیے چھوڑ دیں ورنہ نتیجہ سوچ سے زیادہ بدتر نکلنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو بدعت کی لعنت سے محفوظ فرمائیں اور بالخصوص بدعات کے خطرناک انجام سے ہم سب کو بچا کر رکھیں۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندي

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

اللہ کی عدالت میں
پیشی کیسے ہوگی؟

اللہ کی عدالت میں پیشی کیسے ہوگی؟

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ○﴾ ①

''بہت قریب آ گیا ہے لوگوں کے لئے اُن کا حساب اور وہ بڑی غفلت میں منہ پھیرنے والے ہیں، ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نئی نصیحت آتی ہے وہ اُسے سن تو لیتے ہیں اور وہ کھیل رہے ہوتے ہیں اس میں کہ اُن کے دل غافل ہوتے ہیں اور وہ سرگوشیاں کرتے ہیں۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے

درود وسلام سیّدنا و سیدالاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام المعصومین امام الحرمین والقبلتین امام الثقلین امام الشیخین

① (سورۃ الانبیاء:1،2)

امام الحسن والحسین امامنا فی الدنیاواما منافی الجنۃ۔کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

موجودہ دور بلاشبہ فتنوں کا دور ہے آپ مجھے بتائیں کون سا ایسا خطرناک فتنہ ہے کہ جس میں ہم مسلمان مبتلانہیں ہیں....؟ جہاں دین کے نام پر دکانداری ہے وہاں ظلم وستم، حرام اور فحاشی کا بازار بھی گرم ہے۔یقین مان لیں اس وقت شیطان اپنے منصوبوں میں تقریباً 95 فیصد کامیاب ہو چکا ہے بلکہ ہر جگہ اُس نے انسانوں میں سے بھی اپنے چیلے تیار کرر کھے ہیں جو دن رات اللہ کی حدوں کو پھلانگتے ہوئے ہمہ وقت اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغاوت پر اکساتے رہتے ہیں۔

ان حالات میں اصل کرنے والا کام یہ ہے کہ ہم اپنی آخرت کی فکر کریں اور اپنے حساب و کتاب کے لئے خود کو تیار رکھیں، قرآن مجید کی سورہ حشر کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور ہر ایمان والا اس بات پر خوب غور وفکر کرلے کہ اُس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ اللہ اکبر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن، اور اپنی عدالت کی پیشی کو ''کل'' کہا ہے۔یعنی دنیا آج ہے اور آخرت کل ہے۔جیسے آج کے دن کے بعد کل ہفتہ آنے ہی والا ہے۔اسی طرح دنیا کے بعد کل قیامت کا منظر بپا ہو کر رہے گا۔

عقلمندی اسی کا نام ہے کہ صرف یہ نہ سوچو کہ یہاں کے لئے کیا جوڑا ہے....؟ بلکہ اس فکر میں مگن رہو کہ کل قیامت کے دن کے لئے کیا کِیا ہے....؟ یاد رکھو! اصل فکر یہ حساب کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو گناہوں کی دلدل اور دنیا کے دکھوں سے بچا لیتے ہیں، جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عدالت کی پیشی اور اُس کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینے کی فکر پیدا ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ بلاشبہ معصوم ہی نہیں بلکہ معصوموں اور پاکبازوں کے بھی امام ہیں لیکن آپ ﷺ کو اللہ کی عدالت کی پیشی اور اُس کے روبرو کھڑے ہو کر حساب دینے کی فکر اس قدر لاحق رہتی تھی کہ آپ ﷺ اپنی نمازوں میں دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِی حِسَابًا یَسِیْرًا ''اے اللہ! میرا بہت آسان حساب کرنا''، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں یہ دُعا رسول اللہ ﷺ اُمت کو سکھلا رہے ہیں آپ ﷺ کا حساب و کتاب کیا ہوگا....؟ آپ ﷺ تو معمولی سی غلطی کے تصور سے بھی پاک تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا حساب و کتاب شروع ہو گیا وہ تو برباد ہو گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: اے اللہ کے رسول ﷺ پھر اس دعا کا کیا مطلب ہے کہ اے میرے اللہ! میرا حساب آسان کر دینا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد صرف یہی ہے کہ بندے پر اُس کے اعمال کو پیش کیا جائے اور اُس کی جان چھوٹ جائے، گہرائی اور باریکی میں اُتر کر اُس کا مؤاخذہ، اُس کی گرفت اور اُس کا حساب نہ ہو۔

احبابِ گرامیٔ قدر! حساب کا وقت دور نہیں بلکہ قریب ہے، صرف قریب بھی نہیں بلکہ بہت قریب ہے۔ سترہویں پارے کے شروع میں رب العالمین کا ارشادِ پاک ہے:

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۝ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۝﴾ ①

''بہت قریب آ گیا ہے لوگوں کے لئے اُن کا حساب اور وہ بڑی غفلت میں منہ پھیرنے والے ہیں، ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نئی نصیحت آتی ہے وہ اُسے سن تو لیتے ہیں اور وہ کھیل رہے ہوتے ہیں اس میں کہ اُن کے دل غافل ہوتے ہیں اور وہ سرگوشیاں کرتے ہیں۔''

اقترب کا صحیح معنی یہ ہے کہ حساب کا وقت بہت قریب آ چکا ہے۔ جب بہت قریب آ چکا ہے تو پھر عقلمندی یہی ہے کہ ہم اُس عدالت کی پیشی اور حساب کی سختی کو یاد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ایسے لوگوں کو ہی قرآن پاک نے عقلمند قرار دیا ہے۔ آپ سورہ رعد کا مطالعہ فرمالیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ ②

''اور جو لوگ صلہ رحمی کرتے ہیں، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اُسے ملایا جائے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی کا خوف رکھتے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کی علامات بیان کرتے ہوئے واضح لفظوں میں اُس شخص کو بھی عقلمند قرار دیا ہے جو حساب کی سختی سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے۔

---

① (سورۃ الانبیاء:1،2) ② (سورہ الرعد: 21)

احبابِ گرامی قدر! جب عدالتِ الٰہی میں حساب کے لئے ہماری پیشی ہوگی تو اُس وقت حالات کیا ہوں گے اور حساب کا انداز کیا ہوگا؟ اس پوری کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے تیس پاروں میں جگہ جگہ کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ لیکن آج ہم بڑے اختصار سے عدالتِ الٰہی میں پیشی کا انداز اور پیشی کے وقت کے حالات آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں.... شائد کہ کوئی اللہ تعالیٰ سے ٹوٹا ہوا شخص آج اللہ تعالیٰ کے قریب آجائے اور اُس کے دل میں عدالتِ الٰہی کی پیشی کا احساس پیدا ہو جائے۔

اللہ کا آنا اور جہنم کا لایا جانا:

قیامت والے دن اللہ کی عدالت میں جب پیشی ہوگی تو اس وقت حالت یہ ہوگی کہ ساری زمین اللہ کے نور کے ساتھ روشن ہو جائے گی۔ اور سورہ فجر میں واضح الفاظ کے ساتھ یہ حقیقت بھی کھول دی گئی ہے کہ

﴿وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾﴾ ①

''اور تیرا رب آئے گا اور فرشتے صف در صف ہوں گے۔ اور اُسی دن جہنم کو لایا جائے گا اُس دن انسان یاد کرے گا لیکن اُس کو یاد کرنے کا کیا فائدہ۔''

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بھی آئیں گے، کیسے آئیں گے، انداز اور کیفیت کیا ہوگی ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، بس

---

① (سورہ فجر 22-23)

''نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو اچانک وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہوں گے۔''

اور اسی بات کو رسول اللہ ﷺ نے بھی کئی مرتبہ بیان فرمایا ہے۔ ایک صحیح حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ①

''جب اللہ تعالیٰ قیامت والے دن پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا۔''

اور یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ جیسے ہمارے یہاں ساؤنڈ سسٹم کے ذریعے یہ سہولت ہوتی ہے کہ جس طرح آواز بآسانی پہلی صف تک پہنچ رہی ہوتی ہے اُسی طرح آخری صف تک بھی سنائی دیتی ہے۔ قیامت کے روز بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ایسا نظام پیش کریں گے کہ جس طرح آواز پہلی صف میں آرہی ہوگی اسی طرح قیامت کے روز سب سے پچھلی صف میں بھی آواز پہنچ رہی ہوگی۔

② ہر بندے کو باپ کے نام سے پکارا جائے گا:

ہمارے ہاں عام لوگوں میں ایک بات مشہور ہے کہ قیامت کے روز ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا، یہ درست نہیں ہے، بلکہ یہ بات قرآن وسنت کے دلائل کے خلاف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح البخاری میں باقاعدہ ترجمۃ الباب باندھ کر ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس موقف کو واضح کیا ہے کہ قیامت کے روز

---

① (الصحیح للمسلم :1735، جامع الترمذی:3154)

ہر شخص کو باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ اور اسی طرح سنن ابی داوٗد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقطع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ﴾

بلاشبہ تم قیامت کے روز اپنے ناموں سے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ پس تم اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

اسی طرح امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں لوگوں کو قیامت کے دن اُن کے آباء کے ناموں سے پکارا جائے گا امہات کے ناموں سے نہیں پکارا جائے گا۔ یہی بات درست اور کتاب وسنت کی نصوص کے موافق ہے۔

③ پیشی اکیلے اکیلے بھی ہوگی:

قرآن وحدیث کے کئی دلائل سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ کی عدالت میں پیشی کے وقت ایک حالت یہ بھی ہوگی کہ بندہ اللہ کی بارگاہ میں اللہ کے سامنے اکیلا پیش ہوگا۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ﴾ ②

---

① سنن ابوداوٗد 4948: یاد رہے اس حدیث میں انقطاع کی وجہ سے ضعف ہے لیکن بعض اہل علم نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح جس روایت میں یہ آتا ہے کہ ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا وہ روایت سخت ضعیف ہے۔

② (سورة الانعام:94)

''اور بلاشبہ یقیناً تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے ہو جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور اپنی پیٹھوں کے پیچھے چھوڑ آئے ہو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا۔''

اور سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝٩٥ ﴾ ①

''اور ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن اُس کے پاس اکیلا آنے والا ہے۔''

اور اسی طرح سورہ مریم کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک بے دین کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا کہ

﴿ وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝٨٠ ﴾ ②

اور ہم اس کے وارث ہوں گے اُن چیزوں میں جو یہ کہہ رہا ہے۔ اور یہ اکیلا ہمارے پاس آئے گا۔

اور سورہ زلزال میں اس حقیقت کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۝ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴾ ③

قیامت کے دن لوگ الگ الگ ہو کر واپس لوٹیں گے تا کہ اُنہیں اُن کے اعمال دکھائے جائیں۔

اور صحیح البخاری میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان بھی ہے کہ:

((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا

① (سورہ مریم:95) ② (سورہ مریم:80) ③ (سورہ زلزال:6)

قُدَّامَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) ①

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک کے ساتھ اس حال میں قیام کرے گا کہ اُس کے درمیان اور بندے کے درمیان کوئی ترجمانی کرنے والا نہیں ہوگا۔ پھر وہ اپنے آگے دیکھے گا تو اسے آگے کچھ نظر نہیں آئے گا، وہ سامنے دیکھے گا تو اس کو سامنے آگ ہوگی۔ تم میں سے جس کے پاس طاقت ہو کہ وہ کھجور کے ٹکڑے کے عوض اپنے آپ کو آگ سے بچا لے تو وہ ایسا ضرور کرے۔''

معلوم ہوا کہ تمام لوگ خالی ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں حساب کے لئے اکیلے پیش ہوں گے۔

④ پیشی کے وقت سخت نگرانی ہوگی:

اللہ تعالیٰ کی عدالت میں سب کی حاضری ہے، آباء کے نام سے پکارا جائے گا، اکیلے اکیلے پیشی بھی ہوگی اور اللہ کی عدالت میں پیش کرنے کے لئے نگرانی کا نظام بھی حد درجہ سخت ہوگا۔ سورہ ق میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَّشَهِيدٌ﴾ ②

''اور ہر شخص آئے گا اُس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا ہے۔''

---

① (صحیح البخاری: 6539)

② (سورہ ق:21)

سائق کا معنی ہے ہانکنے والا اور شہید کا معنی ہے شہادت دینے والا، مفسرین کے مطابق بدعمل شخص کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ ایک اُس کے ساتھ ہانکنے والا ہوگا اور ساتھ اُس کی گواہی دینے والا بھی ہوگا۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک ہر شخص کے ساتھ یہی حالت ہوگی۔

⑤ اعمال نامے کی سب فائلیں کھول دی جائیں گی:

پیشی کے وقت انسان کا اعمال نامہ کھول کر اُس کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور وہ خود اس کو دیکھے گا پڑھے گا اور جیسے اعمال ہوں گے ویسی اُس کی کیفیت ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ ①

’’اور ہر انسان کو ہم نے اُسے اُس کا نصیب اُس کی گردن میں لازم کردیا ہے اور قیامت کے دن ہم اُس کے لئے ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔ اپنی کتاب پڑھ، آج تو خود اپنے آپ پر بطورِ محاسب بہت کافی ہے۔‘‘

سامعین کرام! اس سے پہلے کہ قیامت والے دن ہمیں ہمارے اعمال نامے اور ہماری فائلوں کا فائنل پروف پیش کردیا جائے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اعمال نامے اور اپنی فائلوں پر نظر ثانی کریں، اُن کی پروف ریڈنگ کریں نامہ اعمال میں جو گناہ ہیں اُن کو نیکیوں میں بدلنے کی کوشش کریں یا کم از کم اُن کو

---

① (سورہ الاسراء:14,13)

مٹانے میں کامیاب ہوجائیں بصورتِ دیگر قیامت کے روز پیشی کے وقت جب فائلیں اوپن ہوں گی، نامہ اعمال کی رونمائی ہوگی تو پھر انسان کو سخت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

⑤ چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی سامنے ہوگا:

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اقوال، اعمال اور افعال کو لکھنے کے لئے دو فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے، وہ بڑے دیانتدار اور حد درجہ بیدار فرشتے ہیں، اُن سے بندے کے اعمال لکھنے میں ادنیٰ سی لغزش بھی نہیں ہوتی اور پھر اوپر اللہ کی نگرانی بھی ہے۔ قیامت کے روز انسان کے قول وعمل کا ذرّہ ذرّہ اُس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ①

''اور کتاب رکھی جائے گی پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اُس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اُس میں ہوگا اور کہیں گے ہائے ہماری بربادی اس کتاب کو کیا ہے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑتی ہے اور نہ بڑی مگر اُس نے اسے شمار کر رکھا ہے اور انہوں نے جو کچھ کیا اُسے سامنے پائیں گے اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا۔''

---

① (سورہ الکہف: 49)

سلف صالحین کی سیرت کو پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اِس طرح کی آیات کو تلاوت کرتے یا وہ اِس طرح کی آیات کو سماعت کرتے، تو اُن کی کیفیت بدل جاتی تھی حتی کہ بعض تو خوف اور خشیت کی وجہ سے بیہوش تک ہو جاتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ایک بہت بڑے ولی کے متعلق میں نے پڑھا ہے کہ جب اُنہوں نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت سماعت کی

﴿وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ ①

''لوگوں کے لیے اللہ کی بارگاہ میں وہ کچھ ظاہر ہو جائے گا جس کا اُن کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔''

تو وہ غش کھا کر صف میں گر گئے اور اُن کو کافی دیر کے بعد ہوش آیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ وہ ہمیں بھی قرآن کا صحیح فہم عطا کریں۔

گواہی کا سسٹم بہت سخت ہوگا:

اللہ تعالیٰ کی عدالت میں گواہی کا سسٹم بہت مضبوط اور سخت ہوگا۔ اور بندے کے اعمال کی گواہی کم و بیش چار پانچ طرح سے ہوگی۔

① زمین کی گواہی

انسان جس جگہ جو عمل کرتا رہا ہوگا وہ جگہ قیامت کے روز عمل کے مطابق اپنی گواہی پیش کرے گی۔ جیسا کہ تیسویں پارہ میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝﴾ ②

---

① (سورۃ الزمر:47)

② (سورہ زلزال 4،5)

''اُس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی اس لیے کہ تیرے رب نے اُسے وحی کی ہوگی۔''

② رسول اللہ ﷺ کی گواہی:

قیامت کے روز اللہ کے رسول ﷺ بھی اس بات کی گواہی پیش کریں گے کہ ہم نے دین اور حق کے تمام پہلو اُمت کے سامنے بیان کر دیئے تھے۔ اب ان مجرموں کے لئے بہانہ بازی کی کوئی گنجائش نہیں۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا﴾ ①

''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔''

③ فرشتوں کی گواہی:

قرآن پاک میں اور صحیح البخاری میں اس بات کا ذکر بھی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی کے وقت مجرم اور ملزم کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی کیونکہ وہاں فرشتوں کی گواہی بھی موجود ہوگی۔

﴿وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ﴾ ②

''اور گواہ کہیں گے یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا، سن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

---

① سورہ نساء 41: اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل کی آیت نمبر 84 میں بیان کیا ہے۔

② (سورہ ھود: 18)

یہاں ''اشہاد'' سے مراد فرشتے ہیں، جیسا کہ مفسرین نے اس بات کا بڑی صراحت سے ذکر کیا ہے۔

④ اعضائے جسمانی کی گواہی:

قیامت کے روز پیشی کے وقت ایک اہم ترین گواہی انسان کے اپنے وجود کی ہوگی۔ انسان کی زبان، اُس کے ہاتھ، اور اُس کے پاؤں بول بول کر گواہی دیں گے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ①

''جس دن اُن کے خلاف اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور اُن کی ٹانگیں گواہی دیں گی جو بھی وہ عمل کرتے تھے۔''

اور سورہ یٰسین میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ ②

''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو وہ کمایا کرتے تھے۔''

سامعین کرام! اُس وقت انسان کی کیا حالت ہوگی جب اُس کے اعضا ہی اُس کے خلاف ہو جائیں.....؟

---

① (سورہ نور: 24)

② (سورہ یٰسین: 65)

یاد رہے! عدالتِ الٰہی کی پیشی ٹل نہیں سکتی:

مال، صحت یا جوانی کا نشہ کہیں آپ کے دماغ میں یہ سوچ پیدا نہ کر دے کہ پتہ نہیں اللہ کی عدالت میں پیشی ہوگی یا نہیں ہوگی؟ مجھے رب کبریا کی کبریائی کی قسم ہے جس طرح میرے بیان کرنے میں کوئی شک نہیں، آپ کے سننے میں کوئی شک نہیں، میں بھی مسجد کے منبر پر کھڑا ہوں، اور آپ بھی میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، جس طرح یہ ساری باتیں سچ ہیں، اللہ کی عزت کی قسم اللہ کی عدالت کی پیشی بھی اسی طرح سو فیصد حقیقت، سچ اور برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام میں اپنے رب ہونے کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ①

"پس تیرے رب ہونے کی قسم البتہ ہم ضرور ضرور ان تمام سے سوال کریں گے۔"

اور یہی بات سورہ تکاثر میں بھی بیان ہوئی ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ایک واقعہ بھی کتب تفاسیر میں منقول ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ ②

"پھر یقیناً تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلے اور ایک انصاری کے گھر آئے، اس نے

---

① (سورہ الحجر:92) ② (سورہ تکاثر:8)

مہمان نوازی میں کھجوریں اور بکری کا گوشت پیش کیا۔ آپ نے گوشت اور کھجوریں کھائیں اوراوپر سے شیریں پانی پیا۔ جب خوب سیر ہو چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! لَتُسْأَلُنَّ عَنْ ھٰذَا النَّعِیْمِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) ①

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم سے قیامت کے دن اس نعمت کے بارے میں (بھی) سوال ہوگا۔''

آخری واقعہ اور میرا اسلام!

آخر میں آپ کو ایک اہم واقعہ سنانا چاہتا ہوں کہ کسی کو کمزور سمجھ کر اُس پر ظلم نہ کرنا بہت جلد عدالتِ الٰہی میں پیشی ہونے والی ہے پھر وہاں پائی پائی کا حساب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جب حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے اُن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم نے وہاں رہتے ہوئے کوئی منفرد بات سنی ہو.....؟ یا تمہارے سامنے کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہو.....؟ وہ مجھے سناؤ، ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، ہم ایک مرتبہ آپس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے قریب سے ایک ضعیف عورت گزری، اُس نے اپنے سر پر پانی کا مٹکا اٹھایا ہوا تھا اُسی علاقے کا ایک نوجوان بوڑھی عورت کے قریب سے گزرا اور اُس نے اُس عورت کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر اتنی زور سے اُس عورت کو دھکا دیا کہ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر جا گری اور اُس کا مٹکا بھی ٹوٹ گیا۔ وہ بڑی مشکل سے اُٹھی اور نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی:

---

① (الصحیح للمسلم:2038)

((سَوْفَ تَعْلَمُ يَا غُدَرُ إِذَا وَضَعَ اللّٰهُ الْكُرْسِيَّ وَجَمَعَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، وَتَكَلَّمَتِ الْأَيْدِيْ وَالْأَرْجُلُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ، فَسَوْفَ تَعْلَمُ كَيْفَ أَمْرِيْ وَأَمْرُكَ عِنْدَهُ غَدًا)) ①

''اے دھوکے باز بہت جلد تو جان لے گا جب اللہ تعالیٰ (اپنی عدالت میں پیشی کے لئے) کرسی رکھے گا پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا اور جس دن ہاتھ اور ٹانگیں بھی اپنے اعمال کے ساتھ باتیں کریں گی .....پس تو عنقریب جان لے گا کہ کل اللہ کے پاس تیرا اور میرا معاملہ کیا ہوگا۔''

جب نوجوان صحابی نے یہاں تک واقعہ بیان کیا، اور بڑھیا کے الفاظ سنائے تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ کہا صَدَقَتْ صَدَقَتْ، اُس عورت نے سچ کہا، اُس عورت نے سچ کہا اور پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ کبھی ترقی نہیں کر سکتے، وہ لوگ کبھی پاک نہیں ہو سکتے جن کے ہاں کمزور کو طاقتور سے انصاف نہ ملے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ جب ہماری اُس کی بارگاہ میں پیشی ہو وہ ہمیں اپنی کمال رحمت سے بغیر حساب کے ہم سب کو اپنی جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمین

---

① (ابن ماجہ: 1040، اُس کی سند بھی حسن ہے)

جرائم پیشہ لوگوں کا انجام

تمہیدی گزارشات:

صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کی ایک معروف حدیث ہے کہ آپ علیہ السلام نے شہادت والی انگلی اور اُس کے ساتھ والی انگلی کو ملا کر کھڑا کیا اور صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: کہ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ میں اور قیامت ان دو کی طرح ہیں یعنی جس طرح یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں اسی طرح میں بھی قیامت کے اس قدر قریب ہوں، میرے بعد نبوت ہے نہ رسالت، صرف اور صرف قیامت ہوگی۔ اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ سامعین کو کوئی بات سمجھانے کے لیے اور اُن پر کسی چیز کی حقیقت واضح کرنے کے لئے جسم کے کسی اعضاء سے اشارہ کرنا درست ہے اور دوسری یہ بات واضح ہوئی کہ قیامت بہت قریب ہے، بلکہ آپ یوں سمجھ لیں کہ جس شخص کو موت آگئی گویا کہ اُس کی قیامت قائم ہوگئی۔

اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر دلائل دینے کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ قیامت کا دن بہت زیادہ ہولناک اور دہشت ناک دن ہوگا۔ قیامت کی سختی اور قیامت کی تلخی کے بارے میں بچے بچے کو علم ہے کہ اُس دن نفسانفسی کے عالم میں ہر شخص حیران و پریشان ہوگا۔

آج ہم نے صرف اس موضوع پر غور کرنا ہے کہ ہماری روزِ قیامت کے لئے کیا تیاری ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کے لئے اپنے ساتھ کون سے اعمال لے کر جارہے ہیں۔ اگر تو صرف نیک اعمال ہیں تو اس سے بڑھ کر کسی بھی مسلمان کے لئے کوئی اور خوشی نہیں ہو سکتی اور اگر ہم اپنے ساتھ جرائم لے کر جارہے ہیں تو پھر کسی بھی انسان کے لئے اس سے بڑھ کر بربادی کا سامان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

قرآنِ پاک میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ مجرم اور مسلم قیامت کے روز ایک جگہ پر نہیں ہوں گے بلکہ وہ جدا جدا ہوں گے، سچے مسلم اللہ کی رحمتوں میں ہوں گے اور جرائم پیشہ لوگ اپنے جرموں کو اٹھائے ہوئے ذلیل وخوار ہو رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ قلم میں بڑے ہی فصیح وبلیغ انداز میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ تم کیا سمجھتے ہو اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ ① کہ ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے ایسے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جرائم پیشہ لوگوں کے متعلق دوٹوک الفاظ میں روزِ قیامت اعلان کر دیا جائے گا۔

﴿وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۙ﴿۶۰﴾﴾ ②

”اے مجرمو! آج کے دن الگ ہوجاؤ، اے آدم کے بیٹو! کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کی تھی؟ کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہ وہ تمہارا واضح دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرو یہ سیدھا رستہ ہے۔“

جُرم کیا ہے.....؟

ذلیل تو وہ ہے جو قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں مجرم بنا کر اٹھایا گیا۔ یہ بات اچھی طرح جان لو کہ جو جرائم پیشہ لوگ بغیر توبہ کئے اور لوگوں کے حقوق ادا کئے بغیر مرجاتے ہیں اُن کے لئے قیامت کا دن نہایت ذلت کا دن ہوگا۔ موضوع کو آگے بڑھانے سے پہلے میں آپ کے سامنے لفظِ ”جُرم“ کی حقیقت کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر ”جُرم“ ہے کیا.....؟

---

① (سورۃ القلم :35) ② (سورۃ یٰسین 59-60)

جرم کا بنیادی معنی ہے کسی چیز کو کاٹ دینا، یا کسی چیز کو ہٹا کر اُسے ننگا کر دینا۔ جیسے دیوار سے رنگ اُتار کر اُسے ننگا کر دیا جائے، یا ہڈی سے گوشت نوچ کر اُسے ننگا کر دیا جائے یا آپ یوں کہہ لیں کہ جب درخت سے پھل کو اُتار کر درخت کو پھل سے خالی کر دیا جاتا ہے تو اس وقت لفظ جرم استعمال ہوتا ہے۔ اور مجرم شخص بھی یہی کرتا ہے کہ دوسرے سے اُس کے حق کو کاٹتا ہے، دوسرے سے اُس کے حق کو ہٹا کر اُسے ننگا کر دیتا ہے اور اُس کا حق اپنے گھر لے جاتا ہے۔

جتنے جرائم پیشہ لوگ ہیں وہ یہی کچھ کرتے ہیں کہ عوام کی محنت کا نچوڑ لوٹ کھسوٹ کر اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں۔ لوگوں کے سکون اور چین کو غارت کر دیتے ہیں اور انہی جرائم پیشہ لوگوں کی وجہ سے معاشرہ جہنم جانے سے پہلے جہنم بن جاتا ہے۔ یہ جرائم پیشہ لوگ جو کسی بھی صورت میں کسی طرح بھی دوسروں کا حق چھین کر لے جاتے ہیں اُن کا انجام جہاں دنیا میں بدتر ہوتا ہے وہاں وہ قیامت کے روز بھی نہایت ذلت آمیز حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ آج میں آپ کے سامنے جرائم پیشہ لوگوں کے جہاں جرموں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں وہاں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس حقیقت کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جرائم پیشہ لوگ روزِ قیامت کن تکلیف دہ حالتوں میں اٹھائے جائیں گے۔ سب سے پہلے سورۃ طٰہٰ کی آیات پر غور فرمالیں۔

﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾﴾ ①

---

① (سورہ طٰہٰ 102,103:)

''جس دن صُور میں پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس دن اس حالت میں جمع کریں گے کہ اُن کی آنکھیں نیلی پیلی ہوں گی، آپس میں وہ چپکے سے باتیں کریں گے کہ تم تو صرف دس دن ہی ٹھہرے ہو۔''

آپ غور فرمائیں.....! کہ اُن لوگوں کے چہرے بدصورت لگتے ہیں جن کی آنکھوں پر نیل پڑے ہوئے ہوں، نیلی پیلی آنکھوں والا شخص انتہائی بدشکل اور منحوس نظر آتا ہے، تو پھر جب یہی حالت قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں ہوگی تو اُس وقت انسان پر کیا گزرے گی.....؟ آیئے! چند جرائم پیشہ لوگوں کی حالتوں اور کیفیتوں پر غور کریں۔

① چہروں کے بل، گونگے بہرے مجرم:

اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھنے والے، اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل نہ کرنے والے، کتابِ الٰہی آجانے کے باوجود اپنی گمراہیوں پر ڈٹے رہنے والے جب کل قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو وہ گونگے اور بہرے ہوں گے۔ الہ العالمین فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا﴾ ①

''اور جسے اللہ ہدایت دے پس وہی ہدایت والا ہے، اور جسے اللہ گمراہ کرے تو آپ اُن کے لئے اس کے سوا ہرگز کوئی مدد کرنے والا نہیں پائیں گے اور قیامت کے دن ہم انہیں ان کے چہروں کے بل

---

① (سورہ الاسرا:97)

اندھے اور گونگے اور بہرے اٹھائیں، ان کا ٹھکانا جہنم ہے، جب کبھی
بجھنے لگی گی ان پر (آگ) ہم ان پر بھڑکانا زیادہ کردیں گے۔"

ان کے بہرے اور گونگے ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ دنیا میں ہدایت کی باتوں پر کان نہیں دھرتے تھے، اور اپنی زبان سے حق بات نہیں کیا کرتے تھے، آج اسی جرم کی وجہ سے ان ظالموں کو بہرہ اور گونگا کر کے اٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ذلت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

② آنکھوں سے اندھے مجرم:

قیامت کے روز کئی مجرم ایسے ہوں گے کہ جن کو آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آئے گا، وہ اندھے ہوں گے، اُن کی آنکھوں کا نور ختم ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصیحت کو اپنانے کی بجائے اُس سے کنی کترایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے تھے، نماز قرآن اور ذکرِ الٰہی سے دور رہتے تھے، اسی جرم کی پاداش میں اُن کو قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھایا جائے گا۔ جیسا کہ الہ العالمین نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾﴾ ①

"اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لئے تنگ
گزران ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے،

---

① (سورہ طٰہٰ 124،125،126)

کہے گا اے میرے رب تونے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟
حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا، وہ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس
ہماری آیات آئیں تو تو انھیں بھول گیا اور اسی طرح آج تو بھلایا
جائے گا۔''

آج جو لوگ قرآن پاک تلاوت نہیں کرتے، ناظرہ قرآن پاک نہیں پڑھتے، قرآن پاک حفظ نہیں کرتے اور اس کے مقابلہ میں وہ حیاء سوز گانے، فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں اُن لوگوں کو اپنے انجام کے بارے میں آج ہی غور کر لینا چاہیے۔ بے نماز اور ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے والا اس قدر بدنصیب ہوگا کہ قیامت کے روز اُس کی آنکھوں کا نور بجھا دیا جائے گا اور اُس کو اندھا کر کے قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔

③ مخبوط الحواس مجرم، یعنی جن کی مت ماری گئی ہوگی:

سود بہت بڑی لعنت ہے اور سود خور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ لڑتا ہے۔ سود خود قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں جب پیش ہوگا تو اُس کی عقل ٹھکانے نہیں ہوگی، نہ ہوش وحواس صحیح کام کر رہے ہوں گے بلکہ وہ مخبوط الحواس ہوگا، اُس کی مت ماری ہوگی، جس طرح بھنگی اور چرسی لوگ دنیا میں ٹکریں مارتے پھرتے ہیں، یہی کیفیت قیامت کے روز سود خور کی ہوگی۔ اور یہ قرآنی آیات کے الفاظ کا ترجمہ ہے، الہ العالمین نے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ
يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ
الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ ①

’’وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ ایسے شخص کی طرح ہی (قیامت کے دن) اٹھائے جائیں گے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو، یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے کہا کہ تجارت تو سود کی طرح ہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کرتے ہوئے سود کو حرام کیا تھا۔ جس شخص کے پاس اُس کے رب کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ باز آ گیا تو اُس کے لئے وہی ہے جو گزر گیا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کی سپرد ہے اور جو پھر لوٹا وہی لوگ آگ والے ہیں اور وہ ہمیشہ اُس میں رہنے والے ہوں گے۔‘‘

سامعین کرام! ہم نے اس بات پر بہت غور کیا کہ سود خور قیامت والے دن مخبوط الحواس کیوں ہوگا؟ اُس کی مت کیوں ماری جائے گی؟ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اُس نے دنیا میں غریب لوگوں کی مت مار کر رکھی تھی۔ وہ دنیا میں غریبوں کا خون چوستا تھا۔ اُس بدبخت نے کئی گھرانوں کو دکھی کر رکھا تھا۔ اور اس کی وجہ سے خاندانوں کے خاندان بوجھ تلے دبے تھے، آج اُس ظالم سود خور کو اللہ کی بارگاہ میں مخبوط الحواس بنا کر لایا جائے گا۔

اے لوگو! اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، نمک پانی پیاز پر گزارا کر لو لیکن کسی صورت سودی معاملات کے قریب تک نہ جانا، سود کی ملازمت کرنا اور نہ ہی کسی کو سود پر نقدی یا کوئی سامان دینا۔ ورنہ قیامت کے دن کی ذلت سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

---

① (سورة البقره :272)

④ وہ مجرم جنکی پشتوں اور پیشانیوں کو آگ سے داغا جائے گا:

مالدار ہونا عیب نہیں بے شک مسلمان ارب پتی کیوں نہ ہو، عیب یہ ہے کہ مسلمان مال پر سانپ بن کر بیٹھ جائے اپنے مال سے زکوٰۃ تک ادا نہ کرے یا حلال و حرام کی تمیز ختم کر کے خزانے جمع کرتا رہے، قیامت کے روز ایسے مجرم کی پیشانی اور پشت کو جہنم کی آگ سے داغا جائے گا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ ①

''جس دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے خزانہ بنایا تھا، سو چکھو جو تم خزانہ بنایا کرتے تھے۔''

اور اس کی تائید ایک صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص سونے چاندی کا مالک تھا اور اُس نے اُس سے حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن آگ کی سلاخیں یا آگ کے تختے بنا کر اور انہیں خوب گرم کر کے ایسے شخص کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈے ہوں گے تو انہیں دوبارہ گرم کر لیا جائے گا۔ ②

---

① (سورہ توبہ:35)

② (الصحیح للمسلم :992)

⑤ وہ مجرم جنکے ہاتھ گردن کے ساتھ جکڑے ہوں گے:

کچھ مجرم قیامت کے روز ایسے ہوں گے کہ اُن کے ہاتھوں کو اُن کی گردنوں کے ساتھ باندھا ہوگا، یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں اپنے اختیار، اقتدار اور عہدے ناجائز استعمال کیا کرتے تھے، اختیار اور اقتدار کے نشے میں مگن ظلم وستم کرتے تھے اور غریبوں کے حق حقوق ادا کرنے میں غفلت کا شکار تھے۔

آج تو ہمارے معاشرے میں لوگ عہدوں کے حصول کے لئے تن من دھن کی بازی بھی لگا دیتے ہیں، جبکہ اقتدار کا ملنا اور عہدے کا حاصل ہونا ایک بہت بڑا بوجھ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی امانت کا سپرد کیا جانا ہے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ يَلِيْ اَمْرَ عَشَرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلَّا اَتَى اللّٰهَ مَغْلُوْلًا، يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدُهٗ اِلٰى عُنُقِهٖ فَكَّهٗ بِرُّهٗ اَوْ اَوْبَقَهٗ اِثْمُهٗ اَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَاَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ وَآخِرُهَا خِزْيٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ①

”جس آدمی کو دس یا دس سے اوپر افراد کا ذمہ دار بنایا گیا وہ قیامت کے روز اللہ کے پاس اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اُس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوں گے، یا تو اس کو اس کی نیکی چھڑا لے گی یا اس کا گناہ اس کو ہلاک کردے گا۔ عہدے کی ابتدا ملامت ہے اور اس کا درمیانی دور ندامت ہے اور اس کا آخری نتیجہ قیامت کے دن رسوائی ہے۔“

---

① (احمد :22300، طبرانی:7724،مجمع الزوائد:207/5،سلسلہ صحیحہ:349)

اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ذمہ دار اور قابل شخص بھی عہدہ قبول نہ کرے بلکہ اگر کسی کی امانت و دیانت کو دیکھ کر کوئی ذمہ داری اُس کو سونپ دی جائے اور وہ اُس کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو ایسے شخص کا مقام و مرتبہ بھی بہت زیادہ بلند ہے اور ویسے اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ عہدے دار کو ملامت ہوتی ہے اور کبھی شرمندگی کا سامنا ہوتا ہے، کچھ معاملے اور فیصلے نہ چاہتے بھی ایسے ہو جاتے ہیں ،جن کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا اور قیامت کے روز کئی عہدیداران ایسے بھی ہوں گے کہ اُن کا عہدہ بھی اُن کے لئے رسوائی بن جائے گا۔

آج تو لوگ بڑے شوق سے سیاست، حکومت اور اقتدار کے مزے لوٹتے ہیں، حقیقت تو قیامت کے روز معلوم ہوگی کہ کون کہاں کھڑا ہے؟

⑥ جس مجرم کی پیٹھ پر عہد شکنی کا جھنڈا ہوگا:

اسلام ایفائے عہد کا حکم دیتا ہے جہاں زبان دے دی جائے وہاں دی ہوئی زبان پر پہرہ دینا فرض ہے چاہے زبان کاٹ دی جائے ،ایک سچا اور مومن مسلمان بلا وجہ عہد ناموں کی مخالفت نہیں کرتا ہے۔

جہاں ہمارے دین میں معاہدوں کی پاسداری کا حکم ہے، وہاں ہمارا دین عہد شکنی کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا ہے۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے مذہبی لوگ بھی معاہدات وغیرہ کی پرواہ نہیں کرتے بظاہر صلح ناموں پر دستخط کیے جاتے ہیں لیکن اندر کھاتے منافقت کرتے ہوئے ایک دوسرے کو نقصان دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کے بندوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ جبکہ جو شخص ملکی سطح پر کیا ہوا معاہدہ یا قبائلی معاہدہ یا تجارتی معاہدہ منافقت کے ساتھ توڑ کر فریق ثانی کو نقصان پہنچائے ، ایسا غدار شخص

قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اُس کی پیٹھ پر غداری کا جھنڈا ہوگا اور باقاعدہ اعلان کر کے بتایا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے اور یہ اس غداری کا جھنڈا ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ①

''ہر بدعہدی کرنے والے شخص کے لئے، قیامت کے دن اُس کی پیٹھ کے پاس ایک جھنڈا نصب ہوگا۔''

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عہد شکنی کی حرمت کے تحت جن روایات کو جمع کیا ہے اُن میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا تو بدعہدی کرنے والے ہر شخص کی پشت پر ایک جھنڈا نصب کرے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کی بدعہدی کا جھنڈا ہے۔

⑦ جس مجرم کا چہرہ زخمی اور چھلنی ہوگا:

اسلام اپنے مانگنے والوں کو بھکاری نہیں بناتا بلکہ اہل اسلام کو محنت، کوشش، تجارت اور ملازمت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ بلا سخت مجبوری کسی سے سوال کرنے کو اچھا فعل قرار نہیں دیتا بلکہ جو لوگ محنت مزدوری اور کام کاج سے جی چراتے ہوئے سوال کرنے کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں، اسلام ایسے لوگوں کو سخت وعید سناتے ہوئے اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ایسا شخص جہاں دنیا میں مارا مارا پھرے گا وہاں قیامت کے روز بھی اس کا چہرہ گوشت اور نور سے خالی ہوگا۔

---

① (الصحیح للمسلم 1738)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ)) ①

''آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اُس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''

سامعین کرام! ہمارے معاشرے میں دو طرح کے بھکاری ہیں، ایک تو ہمیں گلی محلے اور بازاروں میں نظر آتے ہیں، جو صحت منداور تندرست ہونے کے باوجود در در پر مانگتے پھرتے ہیں، ایسے لوگوں کا انجام بھی یہی ہوگا۔ اور کچھ مانگنے والے رشتہ داری میں ہوتے ہیں جو آئے دن کسی نہ کسی رشتہ دار کو کوئی نہ کوئی کہانی سنا کر سوال کرتے رہتے ہیں۔ اگر اُن کو بھیک ملتی رہے تو تعریفیں کرتے ہیں اور اگر اُن کو بھیک نہ ملے تو رشتہ داروں کی عزت کے درپے ہو جاتے ہیں، ایسے ہڈ حرام رشتے دار بھکاری بھی قیامت کے روز اسی مکروہ حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ اور اس وقت ہمارے معاشرے کی حالت اس قدر پتلی ہے کہ اگر کسی سائل کو اس کے سوال کے مطابق نہ ملے تو وہ اپنے دل میں بغض بٹھا لیتا ہے اور ساری زندگی اپنا دل تک بھی صاف نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر اُس میں اتنی حمیت اور غیرت تھی تو وہ سوال ہی نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں مطلق طور پر ہر قسم کے مالی سوال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہماری ضرورتیں اپنے غیب کے خزانے سے پوری کرے۔ آمین

---

① (الصحیح للمسلم 1040)

یہاں یہ بات بھی یادرہے کہ باامر مجبوری کسی آفت مصیبت یا مشکل میں اپنے مسلمان بھائی یا رشتہ دار سے بقدرِ ضرورت سوال کر لینے میں یا مانگ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

⑧ کندھوں پر بوجھ اور خیانت اٹھانے والا مجرم:

امانت میں خیانت بہت بڑا گناہ ہے جو شخص بغیر ادائیگی امانت اور توبہ کے مر گیا قیامت کے روز وہ اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ خیانت کیا ہوا مال اُس کے کندھوں پر ہوگا اور وہ اُس کے بوجھ تلے ذلیل وخوار نظر آئے گا۔ جو لوگ خزانچی ہیں یا منشی ہیں یا کسی بھی محکمے میں وہ کیشئر ہیں، اُن کو مندرجہ ذیل حدیث پوری توجہ سے سن لینی چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو مال وصول کرنے کے لئے ذمہ دار مقرر کیا اور ساتھ یہ بات فرمائی کہ اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ:

((اِتَّقِ اللّٰهَ لَا تَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ تَحْمِلُهُ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ لَهَا ثُغَاءٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ؟ قَالَ: إِيْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ)) ①

"اللہ سے ڈرتے رہنا قیامت کے دن ایسی حالت میں نہ آنا کہ تم اونٹ کو اُٹھائے ہوئے آؤ جو بلبلا رہا ہو یا گائے اُٹھائے ہوئے آؤ جو ڈکار رہی ہو، یا بکری اٹھائے ہوئے آؤ جو ممیا رہی ہو، صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا مالی معاملات میں خرد برد کرنے کا یہ انجام ہوگا.....؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔"

---

① (مجمع الزوائد:3/89)

آج مالی معاملات میں بددیانتی کرنے والے لوگوں کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ قیامت کے روز کوئی چھڑانے والا نہیں ہوگا نہ نسبت کام آئے گی نہ کوئی سفارشی نظر آئے گا بلکہ آپ حیران ہوں گے میں نے بخاری شریف میں ایک واقعہ پڑھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک صحابی اور آپ کا خدمت گزار تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ساز وسامان کو اٹھایا کرتا تھا جب وہ معرکے میں شہید ہوا تو لوگوں نے اُس کی بہادری پر بہت تعریفیں کیں، لیکن نبی علیہ السلام نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے اُس پر آگ کی چادر ڈال دی ہے، پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کیوں ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اُس نے مالِ غنیمت تقسیم ہونے سے قبل ایک چادر کو چرالیا تھا، اللہ تعالیٰ نے وہی چادر آگ کی بنا کر اُس پر ڈال دی ہے۔ ①

﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ②

''اور جو خیانت کرے گا قیامت کے دن لے کر آئے گا جو اُس نے خیانت کی۔ پھر ہر شخص کو پورا (بدلہ) دیا جائے گا جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

⑨ وہ مجرم جس کے جسم کا ایک حصہ فالج زدہ ہوگا:

اسلام نے ہر مسلمان مرد کو بیک وقت چار عورتیں اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ یہ اجازت اللہ کی طرف سے ہے۔ جو عورت اللہ کی دی ہوئی اس اجازت پر اپنی غیرت کا مظاہرہ کرے اور وہ خاوند کے لیے ایک کے بعد باقی

---

① (صحیح البخاری 3074) ② (سورہ آل عمران:161)

شادیاں کرنے کو جرم بنا دے تو ایسی عورت کسی صورت بھی اللہ کی رحمت کی حقدار نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جس موضوع پر میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ متعدد شادیاں کر کے سب کے درمیان عدل و انصاف کرنا فرض ہے۔ بصورتِ دیگر قیامت کے روز ذلت کی انتہا ہوگی اور بیویوں کے درمیان انصاف نہ کرنے والا شخص اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اُس کا ایک پہلو فالج زدہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَ أَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ)) ①

''جس کی دو بیویاں ہوں تو اُن میں سے کسی ایک کی طرف مائل ہو گیا تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اُس کے جسم کا ایک دھڑ (سائیڈ) فالج زدہ ہوگا۔''

دنیا میں انسان اپنی جوانی کے زور پر ہوتا ہے، وہ کسی صنفِ نازک کو ناحق ستانا اور اُس کے حقوق کی تلفی کرنا اپنے بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھتا ہے لیکن قیامت کے روز معاملہ اس کے برعکس ہوگا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی دو بیویاں تھیں اور آپ اُن کے درمیان حد درجہ انصاف کیا کرتے تھے۔

((فَكَانَ تَحْتَ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ اِمْرَأَتَانِ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ إِحْدَاهُمَا لَا يَشْرَبُ وَلَا يَتَوَضَّأُ فِي بَيْتِ الْأُخْرٰى)) ②

---

① (سنن أبي داؤد: 2133)

② (الزهاد مائة صفحه: 81)

جب اُن دونوں میں سے کسی ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے گھر سے پانی تک پیتے تھے اور نہ ہی وضو کرتے تھے تا کہ انصاف میں کوئی فرق نہ آجائے۔

اللہ کا کرنا اُن کی دونوں بیویاں طاعون کی بیماری کی وجہ سے ایک دن ہی وفات پاگئیں، آپ رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں کے لئے قبریں کھودیں۔

((ثُمَّ أَسْهَمَ بَيْنَهُمَا أَيَّتُهُمَا تُوضَعُ فِي الْقَبْرِ أَوَّلًا)) ①

پھر اُن کے درمیان قرعہ ڈالا کہ کس کو پہلے قبر میں رکھا جائے، اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خدا خوف لوگ اپنی بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں کس قدر زیادہ حساس تھے۔

یہاں ایک اور خطرناک پہلو کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں، پوری توجہ کے ساتھ اس پر بھی غور فرمالیں، اگر کسی شخص کے پاس دو بیویاں ہیں یا چار بیویاں ہیں جو کہ اس کے لئے حلال ہیں، اُس کے نکاح میں ہیں، اگر وہ اُن میں سے کسی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسرے کے حق کو تلف کر دے، یا اُس کے جذبات کو مجروح کر دے، یا اُس کی خوشی کو سلب کر دے تو اس کا انجام یہ ہے کہ وہ قیامت کے روز فالج زدہ اٹھایا جائے گا۔ لیکن جو بدنصیب غیر عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھتے ہیں، اُن کے ناز نخرے اٹھاتے ہوئے اُن کی خواہشیں پوری کرتے ہیں اور گھر بیٹھی ہوئی بیوی کے ساتھ ایک میٹھے بول کے بھی روادار نہیں، اُس کے بنیادی حقوق کو بھی ادا نہیں کرتے، ایسے بدبختوں کا قیامت کے دن کیا حشر ہوگا.....؟ اس بات کا آپ خود ہی فیصلہ کرلیں۔

---

① (الزهاد مائة صفحه81)

⑩ وہ مجرم جسکو زمین کا طوق پہنا کر دھنسایا جائے گا:

طاقت کے بل بوتے پر کسی کی جائیداد پر قابض ہونا کامیابی نہیں بلکہ پرلے درجے کی بربادی اور ذلت ہے، جس شخص نے دنیا میں کسی کے مکان، پلاٹ یا ایک بالشت جگہ پر بھی ناحق قبضہ کیا ہوگا، قیامت کے روز اُس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا اور اُس بدبخت کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے:

((مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ)) ①

''جس نے زمین کے معاملہ میں کچھ بھی ظلم کیا اُسے (روزِ قیامت) سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔''

صحیح البخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ ابوسلمہ کا زمین کے معاملہ میں بعض لوگوں کے ساتھ جھگڑا ہوا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابوسلمہ زمین کے معاملے میں جس قدر بچ سکتے ہو بچ جاؤ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت سخت وعید سناتے ہوئے کہا تھا کہ:

((مَنْ ظَلَمَ قَيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ)) ②

---

① (صحیح البخاری: 2452)

② (صحیح البخاری:2453)

''جس نے ایک بالشت برابر بھی زمین کے معاملے میں ظلم کیا اُسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔''

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ اس سے بھی زیادہ سخت وعید والے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَى سَبْعِ اَرْضِيْنَ)) ①

''جس نے ناحق زمین میں سے کچھ بھی حصہ لیا تو اُسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''

ہمارے ملک میں دکانوں مکانوں پر ناحق قبضوں کا سلسلہ بڑے عرصہ سے اپنے عروج پر ہے، لوگ اپنے تعلقات اور عہدوں کی بنیاد پر بہت ظلم ڈھاتے ہیں لیکن یاد رہے قیامت کا دن ایسے ظالموں کے لئے بہت ہی ذلت آمیز دن ہوگا۔ خدارا اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں کو بھی جائیداد سے محروم نہ کیا کریں۔ اُن کے حقوق پر ڈاکے نہ ڈالا کریں ورنہ روزِ قیامت رسوائی کی انتہا ہوگی۔

⑪ گندھک کا لباس پہننے والا مجرم:

زندگی گزارتے ہوئے مسلمان پر کئی طرح کی آفتیں مصیبتیں آتی رہتی ہیں، بلاامتیاز ہر شخص کو امتحانوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے، نقصان جانی ہو یا مالی کسی صورت میں بھی اسلام ماتم، زنجیر زنی، نوحہ، سینہ کوبی اور بے صبری کی اجازت نہیں دیتا۔ جو عورت یا مرد ایسا کرتے ہوئے مر گیا قیامت کے روز اُسے گندھک کا اور

① (صحیح البخاری:2454)

خارش کا لباس پہنایا جائے گا۔ صحیح مسلم میں ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے کہ:

((اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ)) ①

''نوحہ کرنے والے جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس (کے بدن) پر تارکول کا لباس اور خارش کی قمیص ہوگی۔''

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں ماتم نوحے سے بڑھ کر ہے جو لوگ شہیدوں کا ماتم کرتے ہیں اُن کو اس حدیث کے مطابق اپنا انجام سوچ لینا چاہیے اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ روافض کی اہم کتابوں میں بھی ماتم، نوحہ اور بے صبری کی شدید مذمت موجود ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد آلِ علی رضی اللہ عنہ میں سے کسی شہزادے یا شہزادی نے بھی ماتم کیا نہ نوحہ کیا اور نہ ہی کسی قسم کی بے صبری کا مظاہرہ کیا۔ آلِ علی رضی اللہ عنہ اور اولادِ علی رضی اللہ عنہ کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ صرف زبانی جمع خرچ اور دعووں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

⑫ وہ مجرم جو آگ کی لگام پہنے ہوگا:

علم اللہ کا بہت بڑا فضل ہے، جس پر یہ عظیم فضل ہو جائے اُسے کسی صورت بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس فضل کو اللہ کے بندوں سے چھپا کر رکھے، آپ سے جس موضوع پر جو سوال کیا جائے آپ دلیل کی روشنی میں جو حق سمجھتے ہیں وہ بلاخوف وخطر

---

① (الصحيح للمسلم: 2160)

بیان کر دیں۔اسی میں دونوں جہانوں کی سعادت اور عزت ہے۔اس بات میں بظاہر کوئی شبہ نہیں کہ کبھی کبھار حق کی بات بتانے اور کرنے سے آزمائشیں بھی آجاتی ہیں ،جیسا کہ آج کل کئی کبار علماء کرام کو صرف حق گوئی کی وجہ سے سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا ہے۔لیکن یہ سب آزمائشیں عارضی ہیں اور درجات کی بلندی کا باعث ہیں۔اس کے مقابلہ میں جو عالم حق چھپاتا ہے صرف اپنی ذات یا اپنے مسلک کو بچانے کے لئے ایسے شخص کے لئے قیامت کے روز بہت بڑی ذلت ہوگی کہ اُس کے گلے میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی اور اُس کو کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللهُ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ①

”جس سے علم کے بارے میں پوچھا گیا پس اُس نے چھپا لیا اُس کو قیامت کے دن اُسے آگ سے لگام ڈالی جائے گی۔“

وہ عالم ،خطیب اور دین کا علم رکھنے والا اس قدر بدنصیب ہوگا کہ جس کے گلے میں آگ کی لگام ہوگی اور معاف کرنا اس وقت ایسے منبر ومحراب کے وارث ہر دوسری تیسری مسجد میں موجود ہیں۔الا ماشاء اللہ

⑬ وہ مجرم جو اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہوگا:

اسلام میں خودکشی حرام ہے،خودکشی کرنے والا اللہ کی رحمت سے دھتکار دیا جاتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔اور بخاری

① سنن ابی داؤد حدیث 3658: ترمذی 2649 کے الفاظ کچھ یوں ہیں: من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ

کی ایک روایت میں آتا ہے کہ رسولِ رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خودکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس بندے پر اپنی جنت کو حرام کر دیا، اس نے اپنی جان کا فیصلہ کرنے میں جلدی کی۔ بہرصورت جو شخص جس چیز کے ساتھ خودکشی کرے گا، قیامت کے روز وہی آلہ اُس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اپنے آپ کو قتل کر رہا ہوگا۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ①

''اور جس شخص نے اپنے کو کسی چیز سے قتل کیا قیامت کے دن اُس کو اُسی چیز سے عذاب دیا جائے گا۔''

خودکشی بہت کبیرہ گناہ اور خطرناک جرم ہے، قیامت کے روز خودکشی کرنے والے کے لئے ذلت کی انتہا ہوگی، وہ خود کو ہلاک کر رہا ہوگا، مسلم شریف کی ایک دوسری روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی ہیں کہ جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے ذبح کر ڈالا اُسے قیامت کے دن اُسی چیز سے ذبح کیا جائے گا۔ ② بلکہ جہنم میں میں بھی اُس کا حال بہت برا ہوگا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا وَّمَنْ شَرَبَ سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

---

① (الصحيح للمسلم حديث302)

② ومن ذبح نفسه بشيء ذبح به يوم القيامة۔ الصحيح للمسلم حديث304:

خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَّمَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ وَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَرَدّٰی فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا)) ①

جس شخص نے اپنے آپ کولوہے کے آلے سے قتل کیا وہ ہتھیار اُس کے ہاتھ میں ہوگا ، وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کی آگ میں رہے گا ، اُسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔جس نے زہر پی کر خود کو ختم کیا وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کی آگ میں اسے گھونٹ گھونٹ پیتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار لیا وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کی آگ میں پہاڑ سے گرتا رہے گا۔

⑭ وہ مجرم جو کیڑوں کی شکل میں آئیں گے:

آپ نے پوری تفصیل سے اُن گناہگاروں اور مجرموں کا تذکرہ سن لیا ہے جن کو قیامت کے روز نہایت ذلت آمیز حالت میں اُٹھایا جائے گا، بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا، اُن بدنصیبوں میں سے سب سے زیادہ بدنصیب وہ شخص ہوگا جو اپنی کسی بھی صلاحیت پر اتراتے ہوئے تکبر کرتا تھا، دنیا میں حق کو ٹھکراتا تھا اور لوگوں کو حقیر جانتا تھا، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمْثَالَ الذَّرِّ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُوْنَ اِلٰی سِجْنٍ فِیْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰی بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ)) ②

---

① (الصحيح للمسلم حديث:300)

② جامع الترمذی 2492:صحيح الجامع 8040:

''قیامت کے دن متکبروں کو چیونٹیوں کی طرح انسانوں کی شکل میں جمع کیا جائے گا، ہر طرف سے ذلت اُن کو ڈھانپ لے گی اور اُن کو جہنم کے بولس نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا۔ شعلے مارتی ہوئی آگ اُن پر آچڑھے گی اور اُن کو اہل نار کے خون اور پیپ سے پلایا جائے گا۔''

سامعین کرام....! جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اونچے خاندانوں میں پیدا کیا ہے، جن کے اردگرد مال و دولت کے انبار ہیں اُن کو چاہیے کہ وہ کشادہ دلی سے حق کو قبول کریں، قرآن وسنت کی تعلیمات کو اپنا کر فخر محسوس کریں اور دوسروں کی تذلیل اور تحقیر کرنے کی بجائے اُن کی ضروریات کا لحاظ رکھیں اور اُن کے جذبات کا خیال رکھیں، ورنہ روزِ قیامت کبر وغرور اور گھمنڈ کیڑوں کی طرح خاک میں ملا دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو مندرجہ بالا 14 گناہوں اور جرموں سے محفوظ فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی عدالت میں روزِ قیامت عزت اور سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمین

موت سے قبر تک

موت سے قبر تک

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾ ①

''پھر انسان کو موت دی اور قبر تک پہنچا دیا۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، دُرود وسلام سیدنا سیدالاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا واما منافی الاخرۃ واما منافی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

موت برحق ہے اور اِس کے برحق ہونے پر کسی قسم کے دلائل کی بھی ضرورت نہیں ہے، یہ دُنیا کی واحد حقیقت ہے جو بغیر دلائل کے ہر شخص جانتا اور مانتا

---

① (سورہ عبس:21)

ہے کہ مجھ سے پہلے بھی مر چکے ہیں اور مجھے بھی ایک نہ ایک دن موت کا پیالہ پی کر ہی رہنا ہے، بس دُعا یہ کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلامتی والی موت عطا فرمائے۔

بعض مسلمان بھائی موت سے پہلے آنے والی تکلیف اور بیماری سے پریشان ہو جاتے ہیں اور وہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ نہ جانے اگلے مراحل کس قدر زیادہ تکلیف دے ہوں گے حالانکہ ایسے بھائیوں کو یہ حقیقت اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ موت سے قبل آنے والی تکلیف اور مرض بھی مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کو بیماری پہنچتی ہے تو فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ یہ بندہ صحت کے دِنوں میں جو نیک اعمال کرتا تھا وہ سارے اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دو..... رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اگر وہ مومن بیماری سے شفا پا جائے تو غَسَّلَهُ وَطَهَّرَهُ تو اللہ تعالیٰ اُس کو گُناہوں کی اُلودگی سے مکمل پاک صاف کر دیتے ہیں، اُس کو معافی کا غسل اور طہارت کی چادر پہنا دی جاتی ہے وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَلَهُ وَرَحِمَهُ (1) اور اگر اللہ تعالیٰ اُس کو اُسی بیماری میں فوت کر دے تو اُس کو معاف کر دیتے ہیں اور اُس پر رحم فرما دیتے ہیں۔

اِس لیے موت سے قبل آنے والی بیماری بھی مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت بن کر آتی ہے اور یہاں ایک اور حدیث بھی غور سے سماعت فرمالیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ مرنے والا ''مُسْتَرِيحٌ'' راحت پانے والا ہوتا ہے یا ''مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ'' یا دوسرے اُس سے راحت پانے والے ہوتے ہیں،

---

(1) (مسند احمد:13526)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوچھنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ ان دونوں الفاظ کا مطلب کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ)) ①

''مومن بندہ دُنیا کی تھکاوٹ اور تکلیف سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف جا کر آرام پاتا ہے اور فاجر آدمی سے لوگ، شہر، درخت اور چوپائے آرام پاتے ہیں۔''

ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اِس انداز سے اپنی زندگی کے دِن پورے کرے، جب اُس پر موت آئے تو ہر آنکھ میں آنسو ہوں، ہر زبان پہ دُعا ہو اور وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت کی طرف خوشی خوشی جا رہا ہو۔

بہر صورت موت سے قبر تک ضروری ضروری مسائل اور لمحات کا بڑے اختصار اور دلائل سے ذِکر کرنا چاہتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ مجید میں کیا خوب فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿٢١﴾﴾ ②

''پھر انسان کو موت دی اور قبر تک پہنچا دیا۔''

بالآخر ہر ایک کو موت آنی ہے اور ہم میں سے ہر ایک نے قبر تک کے لمحات سے گزرنا ہے اور یقین مان لیں آج کا مضمون صرف ایک حساس مضمون ہی نہیں بلکہ

---

① (صحیح البخاری :6512، الصحیح للمسلم:509)

② (سورة عبس:21)

حقیقت میں یہ ہم سب کے ساتھ پیش آنے والا ایک اہم ترین مرحلہ ہے جس سے ہم سب نے گزرنا ہے موت کے بعد کرنے والے اہم ترین کام کیا ہیں.....؟

آیئے! میں بڑے ہی اختصار کے ساتھ اُن تمام کا ذِکر کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس مرحلے میں اپنی رحمت کا سایہ نصیب فرمائے۔

1 موت کی خبر سُن کر کیا کہنا چاہیے:

جب بھی کسی مسلمان، عزیز یا پیارے کی موت کی اطلاع ملے تو اُس وقت اپنی زبان سے کلمہ ''استرجاع'' اناللہ وانا الیہ رجعون کہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صبر والوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے اُن کی سب سے پہلی پہچان یہی بیان فرمائی ہے جب اُن کو خلافِ مزاج، تکلیف دہ اور مصیبت والی خبر پہنچتی ہے تو وہ اپنی زبان سے ''استرجاع'' کا کلمہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں۔

﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾﴾ (1)

''اُن لوگوں کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں بلاشبہ ہم بھی اللہ کے لیے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

یعنی آج ہمارا بھائی ہم سے جدا ہو رہا ہے اور اللہ کی طرف جا رہا ہے تو ہماری جان بھی اللہ کے لیے ہیں اور اُسی کی ملکیت ہے عنقریب ہم بھی اپنے اللہ کی طرف جانے والے ہیں، ہم سب کو ربّ نے بنایا ہے اور ہم سب پر اُسی کی گرفت ہے اور عنقریب ہم سارے اُسی کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔

---

(1) (سورۃ البقرہ:156)

اور اسی طرح اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ:

((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا۔ إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ، وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا)) ①

''جس بندے کو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اُجرنی فی مصیبتی واُخلف لی خیرا منھا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی مصیبت میں ضرور اجر عطا کرتے ہیں اور بہتر عطا کرتے ہیں۔''

قرآن وحدیث کے اِس واضح حکم کو مانتے ہوئے جو شخص بھی موت کی خبر سُنتا ہے مندرجہ بالا دُعا پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو صبر بھی دیتے ہیں اور صبر کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی صورت میں نعم البدل بھی عطا کرتے ہیں۔

2 مرنے والے کی آنکھیں بند کی جائیں:

جو لوگ مرنے والے کے پاس موجود ہوں تو وہ موت کے یقین کے بعد میت کے اعضاء کو فوری طور پر برابر اور سیدھا کرتے ہوئے اُس کی آنکھوں کو بند کر دیں کیونکہ روح قبض ہوتے وقت اِنسان کے وجود میں نرمی ہوتی ہے، اگر آپ فوری طور پر جسمانی اعضاء کو برابر کر دیں گے تو میت کا وجود پوری طرح برابر ہو جائے گا اور اگر آپ نے اِس معاملے میں غفلت کی تو پھر تھوڑی دیر گزرنے کے بعد جسم کے اعضاء جیسے ٹیڑھے یا موڑے ہوئے ہوں گے تو اُسی طرح ہی رہیں گے

---

① (الصحیح للمسلم:918)

وجود ٹھنڈا ہوجانے کے بعد آنکھیں بند کرنا یا وجود کے اعضاء کو برابر کرنا ناممکن ہوتا ہے، اِس لیے لواحقین اور میت کے پاس کھڑے احباب کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے میت کی آنکھوں کو بند کریں اور اُس کے اعضاء کو سیدھا کریں، اِس مسئلہ میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنی اُمت کی راہنمائی کرتے ہوئے حکم فرمایا ہے کہ:

((إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَأَغْمِضُوا لَهُ الْبَصَرَ فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوحَ)) ①

''جب تم میت کے پاس حاضر ہوجاؤ تو تم اُس کی آنکھوں کو بند کردو کیونکہ آنکھ میت کا پیچھا کرتی ہے۔''

اور اِسی طرح جب حضرتِ ابوسلمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فوت ہوئے تھے تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اُن کے پاس تشریف لے گئے تو اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اُن کو بند کردیا اور فرمایا کہ جب روح کو قبض کیا جاتا ہے تو آنکھ اُس کا پیچھا کرتی ہے اور وہ کھلی رہ جاتی ہے اِس لیے اُس کو بند کردینا چاہیے۔ ②

موت سے قبر تک کے مراحل میں سے سب سے اہم مرحلہ یہی ہے کہ میت کے جسم کو سیدھا کردیا جائے اعضاء اور جوڑ بالکل برابر کردیئے جائیں اور اِسی طرح میت کے منہ کو بھی بند کرتے ہوئے اُس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو بھی برابر کردیا جائے اِس پر اُمت کا اجماع ہے اور احادیث شریف میں اِس کی طرف اشارہ موجود ہے اللہ تعالیٰ

---

① (سنن ا ماجه:455) ② (الصحيح للمسلم:920)

ہم سب کے لیے آسانیاں فرمائے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں موت سے قبر تک کے مرحلے کو بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾ ①

''پھر انسان کو موت دی اور قبر تک پہنچا دیا۔''

اگر کوئی شخص محبت سے میت کا بوسہ لیتا ہے تو یہ عمل بھی جائز ہے اور بخاری شریف کے مطابق جب رسولِ پاک ﷺ نے وفاتِ پاک پائی تھی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاک چہرے کو بوسہ دیا تھا۔ ②

3- پیارے کی موت پر کلمہ خیر کہا جائے:

دین اِسلام نے ہمیں بے یارو مددگار نہیں چھوڑا، بلکہ غمی اور خوشی دونوں مرحلوں میں ہماری مکمل رہنمائی کی ہے جب آپ موت کی خبر سنیں اور فوت ہونے والا آپ کی نگاہوں کے سامنے فوت ہو رہا ہو تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے اُس کی آنکھوں کو بند کریں، جوڑ جوڑ کو سیدھا کر دیں اور میت کو کسی چادر میں لپیٹ دیں جیسا کہ صحیح البخاری کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے پاک وجود کو، وفاتِ پاک کے بعد ''حَبْرِی'' دھاری دار چادر میں لپیٹ دیا گیا تھا۔

اِس کے بعد اپنی زبان سے بخشش، مغفرت اور خیر کا کلمہ ہی کہیں کیونکہ غمی کے اِس موڑ پہ آپ جو بھی اپنی زبان سے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے جواب میں یہی کہتے ہیں اے اللہ اپنے بندے کے منہ سے نکلے والے کلمات کو قبول فرمالے۔

---

① (سورة عبس:21) ② (الصحيح البخاری:4452)

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِذَ حَضَرْ تُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَاتَقُوْلُوْنَ)) ①

''جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو بھلائی کی بات ہی کہا کرو کیونکہ تم اپنی زبان سے جو بھی کہتے ہو فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں۔''

اور اسی طرح جب حضرتِ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے تو وفات کی خبر سُن کر گھر والوں نے چیخنا چلّانا شروع کر دیا اور اپنی زبان سے غیر ضروری باتیں کہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندو! اپنے بارے میں بھلائی کی دعا ہی کرو اور اِس غمی کے موقعہ پر بھی اللہ تعالیٰ سے خیر ہی مانگو کیونکہ اِس وقت تم اپنی زبان سے جو کچھ بھی کہ رہے ہو، فرشتے تمہارے پاس ہیں اور وہ تمہاری ہر پکار پر آمین آمین کہ رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی غم کے موقعہ پر حضرتِ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنی پاک زبان کو حرکت دیتے ہوئے مندرجہ ذیل پاک کلمات ہی کہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِىْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ)) ②

''اے اللہ! ابوسلمہ کو معاف کر دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اُس کے درجے کو بلند کر دے اور پیچھے باقی رہ جانے والوں میں اُن کا خلیفہ بن جا اور اے جہانوں کے پروردگار ہمیں اور اُسے معاف کر دے اور اُس کے لیے اُس کی قبر میں کشادگی اور روشنی کر دے۔''

---

① (الصحیح للمسلم:919) ② (الصحیح للمسلم:920)

ہمارے معاشرے میں بالخصوص ہماری خواتین میں اِس تربیت کا بہت زیادہ فقدان ہے اُن کے منہ میں جو آتا ہے وہ کہتی ہیں اور غم کی اِس گھڑی میں اپنی بددعاؤں پر فرشتوں سے آمین کہلواتی رہتی ہیں جس سے اُن کی بے قراری بھی بڑھتی ہے اور بے صبری کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری معزز خواتین کو خیر، صبر اور اچھی دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وہ ہم میں سے نہیں ہیں:

موت کی خبر سُن کر یا میت کے پاس بیٹھ کر چیخنا چلّانا واویلا کرنا، سینہ کوبی کرنا، کپڑے پھاڑنا رخسار اور سینے کو پیٹنا اور منہ سے نوحے کی آواز نکالنا اور بددعائیہ کلمات کہنا یہ ساری چیزیں بے صبری میں شامل ہیں اور ایسے مکروہ اعمال کرنے والے مرد اور ایسی حرکتیں کرنے والی بے دین عورت پر لعنت بھی کی گئی ہے اور ایسے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت سے خارج بھی کر دیا ہے اور دوٹوک الفاظ میں فرما دیا ہے کہ ایسے لوگوں کا میرے ساتھ اور میری اُمت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ استغفر اللہ

غور کریں ایسی بے صبری کرنے والی عورت اور بے صبری کرنے والے مرد کا تو دوہرا نقصان ہو گیا، ایک تو جانے والا جدا ہو گیا، اُس سے تعلق ٹوٹ گیا اور پھر اُس کی وفات پر نوحہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ سے بھی تعلق ٹوٹ گیا اور ایسے لوگ رسول اللہ ﷺ کے سخت وعید کا نشانہ بن گئے جس میں آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

اور یہاں یہ بات یادر ہے کہ کسی کی وفات پر آنسوؤں کا نکل آنا کسی طرح بھی منع نہیں ہے بلکہ فطرتی آنسو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور محبت کی علامت ہے اِن آنسوؤں پر تو امام الصابرین حضرتِ محمد ﷺ بھی کنڑول نہیں کر سکے تھے، بلکہ آپ اپنے پیاروں کی جدائی پر زاروقطار رو پڑتے تھے اور سائل کے پوچھنے پر فرمایا کرتے تھے کہ:

((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)) ①

''یہ تو رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دِل میں رکھ دیا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اُن پر رحم کرتا ہے جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔''

اور یہاں پر ضمنی طور پر یہ بات بھی یادر ہے کہ ماتم کرنا حرام ہے ہمارے دین اسلام میں کسی شہید کا ماتم نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر آخری صحابی تک اور آخری صحابی سے لے کر آخری تابعی تک تمام سلف صالحین اور آلِ رسول، اہلِ بیت رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ صبر ہی کیا اور خیر کی دعا کی۔ کسی نے کسی شہید کا نوحہ پڑھا نہ ہی ماتم کیا۔

4 سُنت کے مطابق غسل دیا جائے:

موت سے قبر تک کے مراحل میں ایک سب سے بڑا مرحلہ میت کو غسل دینے کا مرحلہ ہے، میت کو غسل دینے کی ذمہ داری نہایت دین دار اور باعمل لوگوں

---

① (صحيح البخاري:1284)

کے سپرد کرنی چاہیے اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ میت کے قریبی رشتے دار اپنے پیارے کو غسل دیں میت کو غسل دیتے ہوئے مکمل پردے کا اہتمام کریں اور میت کے ستر کو دورانِ غسل ڈھانپ کر رکھیں حتی کہ میت کی ران کو بھی ننگا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ستر کے اُن کے اعضا میں شامل ہے جن کو ہر حال میں ڈھانپنا لازم ہے۔

میت کو غسل دینے والا بیری کے پتوں والا پانی استعمال کرے اور بوقت ضرورت پانی کو گرم بھی کیا جاسکتا ہے، ابتدائی صفائی ستھرائی کے بعد سب سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور غسل کی ابتدا وضو کے اعضا سے کرے، سب سے پہلے دائیں ہاتھ کو دھوئے اور پھر اُس کے بعد بائیں ہاتھ کو، پھر کپڑا یا روئی وغیرہ تر کر کے میت کے دندان اور ناک کی اچھی طرح صفائی کر دے، منہ اور ناک میں پانی وغیرہ کا استعمال نہ کرے چونکہ اِس سے پانی میت کے وجود کے اندر چلا جائے گا اور یہ مناسب نہیں ہے، اِس کے بعد اچھی طرح چہرہ دھوئے پھر دائیں بازو اور بائیں بازو کو دھوئے اور اُس کے بعد اچھی طرح سر کے بالوں کو صاف کرے، عورت کے بالوں کی مینڈیاں کھول کر انہیں اچھی طرح دھونا چاہیے پھر تین مینڈیاں بنا کر سر کی پچھلی جانب رکھ دے اور پھر پورے وجود پر پانی بہا دے اور آخر میں پاؤں کو دھو دے۔ اِس دوران صابن کا استعمال بھی جائز ہے اور ضرورت کے پیشِ نظر غسل ایک دفعہ سے زائد بار بھی دیا جاسکتا ہے اور جب دوسری تیسری یا چوتھی بار آخری دفعہ غسل دینا ہو تو پانی میں کافور خوشبو کو ملا لینا چاہیے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی وفات پا گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سمیت دیگر غسل دینے والی

صحابیات کو حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا تھا:

((اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا: ①

''اسے تین یا پانچ مرتبہ یا اگر اِس سے زیادہ مرتبہ یا اِس سے زیادہ مرتبہ تم ضرورت محسوس کرو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ میں کافور خوشبو ڈال لینا۔''

اور اِسی روایت کے آخر میں ہے کہ دائیں جانب، وضو کے اعضا سے غسل شروع کرنا اور پھر سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے غسل سے فراغت کے بعد اُن کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور اُن کو اُن کے پیچھے ڈال دیا۔ اللہ اکبر

سامعین کرام! موت سے قبر تک کے درمیان میت کو غسل دینے والا مرحلہ ایک ایسا مرحلہ ہے جس سے ہم میں سے ہر ایک شخص نے گزرنا ہے آج کسی بھائی کو سُنت کے مطابق پوری توجہ اور جذبے سے غسل دو گے تو کل کو کوئی تمہاری میت کو بھی شریعت کے مطابق غسل دینے والا اللہ کی مدد سے آجائے گا۔ یہی وہ ہر انسان پر گزرنے والا مرحلہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾ ②

''پھر انسان کو موت دی اور قبر تک پہنچا دیا۔''

سنن نسائی میں ایک روایت ہے کہ جس کو میرے محبوب شیخ البانی رحمہ اللہ نے

① (صحیح البخاری:1263، الصحیح للمسلم:939)

② (سورہ عبس:21)

اگرچہ ضعیف کہا ہے لیکن اِس کے متعلق شیخ شعیب ارناؤط رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسن درجہ کی ہے کہ سیدہ اُم قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ جب میرا بیٹا فوت ہوا تھا تو مجھے بہت زیادہ غم لاحق ہوا تو میں نے بے قراری کی حالت میں بیٹے کو غسل دینے والے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

((لَا تَغْسِلِ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ))

''میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل دے کر کہیں مار نہ دینا۔''

حضرتِ سیدہ اُم قیس کے بھائی عکاشہ رضی اللہ عنہ نے یہی بات جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماں کی محبت بھری بات سُن کر مسکرا دیئے اور آپ نے فرمایا اللہ اُمِ قیس کی عمر دراز کرے وہ محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کے بارے میں کیا کہہ رہی ہے..... آپ کی اِس دعا کی وجہ سے سیدہ اُم قیس رضی اللہ عنہا نے سب سے عمر لمبی پائی تھی۔ ①

یہاں پر یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا تھا کہ اگر تو میری زندگی میں فوت ہوگئی تو میں تجھے غسل دوں گا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ جس مسئلہ کی وضاحت ہمیں بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہوجاتی تو آپ کو آپ کی اَزواجات کے علاوہ کوئی اور غسل نہ دیتا اور اِسی طرح حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

---

① (سنن النسائی:1883)

اُن کی زوجہ سیدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔ ①

ان تمام دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں شرعی طور پر اِس میں کوئی ممانعت اور کراہت نہیں ہے۔

5۔ شریعت کے مطابق کفن دیا جائے:

موت سے قبر تک کے مختصر سفر میں ایک اہم ترین مرحلہ کفن کا بھی ہے کفن کی چادریں سفید رنگ کی ہونی چاہییں اور کفن اچھا اور صاف ستھرا ہو البتہ کفن میں بہت زیادہ مہنگا کپڑا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

مجھے حضرتِ معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ یاد آ گئے یہ مدینہ شریف میں اسلام کے سب سے پہلے داعی تھے جب یہ اللہ کو پیارے ہوئے تو اِن کو دینے کے لیے کفن کے کپڑے بھی پورے نہیں تھے، سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور اگر صحابہ پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا چنانچہ اُن کے پاؤں کی جانب گھاس رکھی گئی تھی۔ اللہ اکبر

بہر صورت کفن میں تین چادریں استعمال کریں ایک قمیص نما اور دوسری اِزار بند کی جگہ اور تیسری بڑی چادر جس میں میت کو اچھی طرح لپیٹ دیا جائے، صحیح

① (اور اسی بات کو بہت بڑے دیو بندی عالم مولانا تقی عثمانی صاحب نے درسِ ترمذی: 3/253 اور بریلوی شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب نے نعمۃ الباری: 6/822 پر تحریر کیا ہے، رہا مسئلہ ضد کا تو اِس کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے)

البخاری میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کُفِّنَ فِیْ ثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ یَمَانِیَۃٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّۃٍ مِّنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْھَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ))①

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو تین سوتی یمنی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ قمیص تھی اور نہ ہی پگڑی۔''

جہاں تک عورت کے کفن کا تعلق ہے تو ہمارے ہاں زیادہ راجح اور صحیح یہی ہے کہ عورت کو بھی تین چادروں میں کفن دیا جائے مرد اور عورت کے کفن میں کوئی فرق نہیں ہے۔

البتہ چاروں امام اور اُن کے معتقدین اور ہمارے کبار مشائخ میں سے بعض کی رائے کے مطابق عورت کو پانچ چادروں میں کفن دیا جائے گا چونکہ عورت زندگی میں بھی مرد کی بنسبت زیادہ کپڑوں میں لپٹی ہوتی ہے تو موت کے بعد بھی اُس کو مرد سے زائد کپڑوں میں کفن دینا چاہیے اِس کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو وہ قابلِ عمل سمجھتے ہیں اور بعض موقوف روایات بھی موجود ہیں اور اُن پانچ کپڑوں کی تفصیل اور ترتیب درجہ ذیل ہے:

1- قمیص نما چادر

2- تہہ بند اور اِزار بند کے لیے چادر

3- اوڑھنی جس سے سر اور بال وغیرہ کو اچھی طرح ڈھانپا جائے گا۔

4- سینے سے ران تک کے لیے ایک چادر

5- لحاف یعنی بڑی چادر جس میں عورت کو لپیٹ دیا جائے گا

① (صحیح البخاری:1264)

قمیص نما چادر تہہ بند اور اِزار بند کی جگہ چادر اور اوڑھنی کے بعد چوتھی چادر چھاتی سے لے کر ران تک ڈالی جائے گی اور اُس کے بعد بڑی چادر میں عورت کو لپیٹ دیا جائے گا۔ ①

یہ ہے وہ موت سے قبر تک کا سفر کہ جس کے متعلق قرآن کہتا ہے:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾ ②

''پھر انسان کو موت دی اور قبر تک پہنچا دیا۔''

6۔ جنازہ اور نمازِ جنازہ کے مسائل:

مرنے والے کا حق ہے کہ اہلِ اسلام اور اُس کے لواحقین اُس کی نمازِ جناہ میں شریک ہوں، رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کے مطابق اگر کسی کی نمازِ جنازہ میں کم از کم چالیس اہلِ توحید شریک ہو جائیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی سفارش کو قبول فرما کر مرنے والوں کو معاف فرما دیتے ہیں ③ اور بخاری شریف میں حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اگر چار سچے مسلمان کسی شخص کے عقیدے اور عمل کے بارے میں گواہی دے دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو جنت عطا کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اگر کسی شخص کے بارے میں دو ذمہ دار صحیح العقیدہ مسلمان گواہی دے دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی گواہی پر بھی فوت ہونے والے کو جنت عطا فرما دیتے ہیں۔ ④

---

① شیخ ابن باز شیخ ابن عثیمین، اور شیخ محدث عبدالسنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف محسوس ہوتا ہے۔ الاختیارات الفقہیۃ: 164، التعلیق علی المنتقی: 3/595، احکام ومسائل: 2/356) ② (سورہ عبس: 21)

③ (الصحیح للمسلم: 948) ④ (صحیح البخاری: 1368)

جنازے کو لے جاتے ہوئے اُس کے دائیں بائیں اور آگے چلنا بھی جائز ہے البتہ جو لوگ سواری پر ہوں وہ جنازے کی چار پائی سے پیچھے رہیں اور اِسی طرح میت کو غیر محرم بھی کندھا دے سکتا ہے، بلکہ قبر میں بھی اُتار سکتا ہے ہمارے ملک میں عام رواج ہے کہ جب میت کو جنازگاہ یا قبرستان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اُس وقت کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ کی صدائیں جنازے کے اردگرد بلند کی جاتی ہیں دیکھنے میں تو اِس سے افضل اور اِس سے اعلیٰ کوئی بول نہیں ہے لیکن عرض یہ ہے کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اور سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے اور جس چیز کا ثبوت رسول اللہ ﷺ کی حدیث، سنت اور صحابہ کے عمل سے نہ ہو تو وہ بلاشبہ بدعت کے زمرہ میں آتی ہے ہمارے مسلمان بھائیوں کو اُسی طرح میت کو جنازگاہ اور قبرستان کی طرف لے کر جانا چاہیے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دور میں صحابہ کے دور میں فوت ہونے والوں کو قبرستان کی طرف لے جایا جاتا تھا۔ اور وہ مروجہ انداز سے کلمہ شہادت کی صدائیں بلند نہیں کرتے تھے۔ میت کو لے جاتے وقت کی کوئی خاص دعا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے آپ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے یا آہستہ سے کوئی بھی بخشش کی دعا یا صبر کی دعا پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جنازگاہ میں پہنچ کر اللہ کے لیے اپنے موبائل بند کر لیں اور اِس انداز سے اپنے مسلمان بھائی کا جنازہ پڑھیں جس طرح آپ کو پسند ہے کہ آپ کے مرنے کے بعد آپ کا جنازہ پڑھا جائے۔

امام نمازِ جنازہ میں عورت کے درمیان اور مرد کے سر کے پاس کھڑا ہوگا، نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہوں گی پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت، دوسری تکبیر

کے بعد درود شریف، تیسری تکبیر کے بعد دعائیں اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا اور یہ یاد رہے پانچ اور چھ تکبیریں بھی آپ کہہ سکتے ہیں اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ چوتھی اور پانچویں تکبیر کے بعد بھی دعائیں اور چھٹی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں:①

نمازِ جنازہ باآوازِ بلند اور آہستہ آواز، دونوں طرح پڑھانا جائز ہے۔

پیچھے کھڑے مقتدیوں کو آمین کی جگہ دعائیں پڑھنی چاہییں یا کم از کم اگر امام کی آواز پہنچ رہی ہو تو وہی دعا دوہرا دینی چاہیے۔ یہی عمل سُنت کے قریب معلوم ہوتا ہے لیکن صد افسوس کہ ہمارے معاشرے میں درجنوں ایسے جنازے ہوتے ہیں کہ بیٹا باپ کے جنازے میں اِس قدر بے بس ہے کہ اُس کو نمازِ جنازہ میں اپنے باپ کے لیے ایک دعا کرنے کی بھی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔

اللہ کے لیے جنازے کی دعاؤں کو یاد کریں یا کم از کم نمازِ جنازہ کی ایک ہی دعا یاد کرلیں اور اِسی طرح میت کو مسجد میں لانا جائز ہے اور مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھانا رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِرشاد فرمایا کہ اِن کی میت کو مسجد میں داخل کروتا کہ میں بھی نمازِ جنازہ پڑھ لوں۔ تو بعض صحابہ نے اماں عائشہ کی اِس بات پر انکار کیا تو اَماں جان نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَآءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَّاَخِيْهِ))②

① (صحیح البخاری: 1333، الصحیح للمسلم:957، مصنف عبدالرزاق: 6403)

② (الصحیح للمسلم:973)

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضا کے بیٹوں سہیل اور اُس کے بھائی کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔''

اب اگر کسی کو اَماں جان کی قسم پر بھی یقین نہ آئے تو اُس کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔

جنازے کے متعلق ایک یہ بھی مسئلہ یاد رہے کہ جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا ضروری نہیں رسول اللہ ﷺ سے دونوں طرح کے طریقے منقول ہیں پہلے آپ کھڑے ہوتے تھے اور بعد میں کھڑے نہیں ہوتے تھے اِس لیے جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا لازمی نہیں ہے البتہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ چلے وہ اُس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازے کو زمین پر رکھ نہ دیا جائے، اِس سلسلہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان ہی کافی ہے آپ بیان کرتے ہیں:

((رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِيْ فِيْ الْجَنَازَةِ)) ①

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہوئے اور آپ کو بیٹھے دیکھا تو ہم بھی بیٹھے رہتے تھے۔''

یعنی اِس مسئلہ میں شدت نہیں بلکہ رخصت ہے

7 جلد از جلد تدفین کی جائے:

موت سے قبر تک کے سفر کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہیے بلکہ موت کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو غسل اور کفن کا اہتمام کرتے ہوئے مرنے والے کو قبر کے حوالے کر دینا

---

① (الصحیح للمسلم:962)

چاہیے کئی لوگ بلا وجہ تاخیر کرتے رہتے ہیں جو کہ ہماری شریعت میں مستحسن عمل نہیں ہے۔ اِس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی دو احادیث کو پوری توجہ کے ساتھ سماعت فرمالیں اور اِن دونوں احادیث کو آج کے خطبے کا خلاصہ سمجھ کر یاد کرلیں۔

1- امام المحدثین حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا:

((اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ)) ①

''جنازے کو جلدی لے جاؤ اگر وہ نیک ہے تو تم اُسے بہت بہتر جگہ کی طرف لے جارہے ہو اگر وہ اِس کے علاوہ ہے تو پھر وہ ایک بُرائی ہے جس کو تم اپنے گردنوں سے اُتار رہے ہو۔''

((اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَاۃُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا، يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ)) ②

''جب جنازے کو رکھا جاتا ہے اور لوگ اُسے اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں اگر تو وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے آگے کرو اگر وہ بدعمل ہو تو اپنے گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے افسوس مجھے کہاں لے جارہے ہو، سوائے انسان کے ہر مخلوق اُس کی آواز سنتی ہے اور اگر انسان سُن لیں تو وہ غشی کھا کر گر جائیں۔''

---

① (صحیح البخاری:1315) ② (صحیح البخاری:1316)

اِن دونوں احادیث میں میرے اور آپ کے لیے بہت بڑا پیغام ہے اور جو شخص اِن احادیث کو سُن کر بھی اپنے آپ کو بدلنے کے لیے تیار نہیں تو پھر اُس کا معاملہ سوائے حسرت، محرومی اور ناکامی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ یہی وہ موت سے قبر تک کا مرحلہ ہے کہ جس کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾ ①

''پھر انسان کو موت دی اور قبر تک پہنچا دیا۔''

دو اُحد پہاڑ کے برابر اجر حاصل کریں:

موت سے قبر تک کے مسائل، حقائق اور مراحل میں سے آخری بات کرتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں، کوشش کیا کریں کہ اپنے مسلمان بھائی اور بالخصوص جس کا آپ کے ساتھ تعلق ہو اُس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھا کریں اور اُس کی تدفین میں بھی شریک ہوا کریں، ایسا عمل آپ کی زندگی میں جہاں بہت گہرا اجر چھوڑے گا وہاں آپ کے نامۂ اعمال کو بھی اجر و ثواب سے مالا مال کر دیا جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ:

((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ)) ②

---

① (سورة عبس:21) ② (صحيح البخاري:1325)

''جس شخص نے مسلمان کے جنازے کی ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے پیروی کی اور وہ نمازِ جنازہ اور دفن تک اُس کے ساتھ رہا تو وہ شخص دو قیراط اجر لے کر لوٹتا ہے، ہر قیراط اُحد پہاڑ جیسا ہے اور جو شخص نمازِ جنازہ پڑھ کر تدفین سے پہلے آ گیا وہ ایک قیراط لے کر لوٹتا ہے۔''

آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہو گا کہ لوگ اِس قدر زیادہ دنیا کے معاملات میں مصروف ہو چکے ہیں کہ تدفین میں شامل ہونے کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جبکہ ہم سب کو اپنے رویوں پر غور کرنا چاہیے۔

اب زبانیں بند کرلیں:

جب کوئی بھی انسان زندگی کے بعد موت تک اور موت کے بعد اپنی قبر تک پہنچ جائے تو وہ عملی اعتبار سے جس قدر گناہگار بھی کیوں نہ ہو اُس کا بُرا ذِکر چھوڑ دینا چاہیے اور غمی، خوشی یا کسی خاص موقع پر اُس کی کسی نامناسب عادت کو نشانہ بنا کر طعن زنی نہیں کرنی چاہیے جو شخص مرنے والے کی بُرائیاں کرتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہے اور مرنے والے کے لواحقین کو تکلیف دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ:

((لَا تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا)) ①

''مُردوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ جو اُنہوں نے آگے بھیجا ہے اُس کو اُنہوں نے پالیا ہے۔''

---

① (صحیح البخاری:1393)

اور ایک روایت میں ہے تمہاری زبان کے تیز تبصروں سے اُن کے لواحقین تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ ①

لیکن افسوس کہ ہم نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے دین دار لوگوں کو مرنے والوں پر طعن زنی کرتے ہوئے اور اُن کی کردار کشی کرتے ہوئے اور اُن کی پگڑی اچھالتے ہوئے دیکھا ہے اور یاد رکھو آج جو لوگ مرنے والے کو نہیں معاف کرتے وہ مت سمجھیں کہ جب وہ مریں گے کہ دنیا اُن کو معاف کرے گی، جس طرح وہ مرنے والوں پہ اُنگلیاں اُٹھاتے تھے اُن کے مرنے کے بعد بھی اُن کی خامیوں کو اُسی طرح اُچھالا جائے گا کیونکہ زندگی میں جو کچھ کرو گے وہی تمہارے ساتھ تمہارے مرنے کے بعد کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ ہم سب کو موت سے قبر تک کے تمام مراحل سننے اور سمجھنے کے بعد اِسی کے مطابق اپنے فوت ہونے والے کو دفنانے کی توفیق عطا فرمائے اور جب ہم اِس مرحلے سے گزر رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہمارا یہ معاملہ اپنے نیک لوگوں کے سپرد فرمادے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

---

① (جامع الترمذى:1982، الصحيحة:2397)

قبر سے حشر تک

قبر سے حشر تک

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ○ ﴾ ①

''اِسی مٹّی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اِسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے اور اِسی سے ہم تم کو دوبارہ نکالیں گے۔''

﴿ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٠٠ ﴾ ②

''اُن کے پیچھے ایک پردہ ہے، اُس دن تک جب وہ اُٹھائے جائیں گے۔''

﴿ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ ﴾ ③

''اور صُور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔''

﴿ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○ ﴾ ④

''پھر جب وہ چاہے گا اُس کو ''زندہ'' کر کے اُٹھائے گا۔''

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، دُرود وسلام سیدنا سیدالاولین

---

① (سورہ طٰہٰ: 55)
② (سورہ المومنون: 100)
③ (سورہ یٰسین: 51)
④ (سورہ سورۃ عبس: 22)

والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ واما منافی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

پچھلے خطبہ میں آپ نے موت سے قبر تک کے اکثر مسائل اور اَحوال کا تذکرہ سُنا ہے اور آج کے اِس خطبہ میں ہم آپ کے سامنے قبر سے حشر تک کے مسائل اور اَحوال کا تذکرہ کریں گے اور یہ بات آپ اچھی طرح سمجھ لیں، کہ قبر سے حشر تک کا موضوع صرف ایک عنوان نہیں ہے بلکہ یہ ایک مرحلہ اور موڑ ہے جس سے ہم سب نے گُزرنا ہے اور کوشش کرتے ہوئے اپنے وارثوں کو اِس بات کی تلقین، وصیت، بلکہ اِس بات کا حُکم کریں کہ وہ موت سے قبر تک اور دفناتے وقت اور دفنانے کے بعد سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے دین کے مطابق کریں۔

اِس وقت دین داروں کی اکثریت کا رسم و رواج نے بیڑا غرق کر دیا ہے دین دار ہونے کے باوجود رسم و رواج اور غیر شرعی معاملات میں بُری طرح گرفتار ہیں آج میں آپ کو تمہیدی طور پر چند ضروری مسائل بتلانا چاہتا ہوں جن کا دفناتے وقت لحاظ رکھنا اَز حد ضروری ہے۔

قبر دو طرح کی ہوتی ہے:

ایک قبر کا نام ''شق'' ہے یعنی ''گڑھا'' ہمارے ہاں عمومی طور پر یہی قبر تیار کی جاتی ہے اور دوسری قبر کا نام ''لحد'' ہے جس کو بغلی قبر بھی کہا جاتا ہے۔

لحد یعنی بغلی قبر بنانا افضل اور بہتر ہے اور اسی کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے زیادہ پسند کیا ہے اور حضرتِ سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے بیٹے حضرتِ عامر رَحِمَهُ اللهُ بیان کرتے ہیں کہ:

اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَكَ فِيْهِ: اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔ ①

''فرماتے ہیں کہ بلاشبہ سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے اپنی اُس بیماری میں کہا جس میں وہ فوت ہوئے تھے کہ میرے لیے لحد بنانا اور اُس پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جس طرح رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی قبر کے ساتھ کیا گیا۔''

اِس حدیث شریف سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ بغلی قبر بہتر ہے اگر اُس کو بنانا ممکن ہو۔

میت کو پاؤں کی طرف سے رکھو:

میت کو قبر کی کسی جہت سے بھی قبر میں اُتارنا جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ جب میت کی چار پائی کو قبرستان لایا جائے تو اگر ممکن ہو تو اُس کی چار پائی کو قبر کی دائیں جانب یا پاؤں کی جانب رکھ دیں اور میت کو پاؤں کی طرف سے قبر میں اُتارنے کی کوشش کریں یہی عمل رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سُنت کے زیادہ قریب ہے اِس

---

① (الصحيح للمسلم:966)

سلسلہ میں ابو اسحاق کو بیان کرتے ہیں کہ:

أَوْصَى الْحَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ الْقَبْرِ وَقَالَ: هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ ①

"حارث نے وصیت کی کہ اُن کی نمازِ جنازہ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں، چنانچہ اُن کی نمازِ جنازہ اُنہوں نے ہی پڑھائی پھر حارث کو قبر کے پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کیا اور کہا یہ عمل سُنت ہے۔"

تمام اہلِ علم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کا کوئی عمل کرنے کے بعد یہ کہنا کہ "یہ سُنت" ہے ایسا عمل مرفوع حدیث کی طرح ہوتا ہے۔

قبر میں میت کے نیچے چادر بچھانا:

زمین اگر کھُردری ہو یا اِس کے علاوہ ضرورت محسوس ہو تو قبر میں میت کے نیچے گھاس یا چادر بچھا دینے میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے اِس سلسلہ میں بخاری مسلم کی واضح روایات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ میت کے نیچے گھاس یا چادر بچھائی جا سکتی ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف کو حرم قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ یہاں سے درخت کاٹنا جائز نہیں ہیں البتہ اِذخر بوٹی کو کاٹا جا سکتا ہے کیونکہ اُس کو قبروں میں ڈالا جاتا تھا، اِس طرح حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جُعِلَ فِيْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَطِيْفَةٌ حَمْرَآءُ ②

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ موٹی چادر بچھائی گئی تھی۔"

---

① (سنن ابی داؤد:1132) ② (الصحیح للمسلم:967)

اور اِسی طرح جامع ترمذی شریف میں ایک صحیح روایت ہے جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

الَّذِي أَلْحَدَ قَبْرَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَبُو طَلْحَةَ وَالَّذِي أَلْقَى الْقَطِيفَةَ تَحْتَهُ شُقْرَانُ مَوْلَى لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ①

''رسول اللہ ﷺ کی بغلی قبر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تیار کی تھی اور آپ کے نیچے چادر آپ کے آزاد کردہ غلام شُقران نے بچھائی تھی۔''

اور ایک روایت میں حضرت شقران رضی اللہ عنہ قسم اُٹھا کر کہتے ہیں کہ:

وَاللّٰهِ طَرَحْتُ الْقَطِيفَةَ تَحْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقَبْرِ

''اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے نیچے آپ کی قبر میں چادر کو میں نے رکھا تھا۔''

ان تمام روایات سے اور محدثینِ کرام کے فہم سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ میت کے نیچے گھاس یا چادر بچھانے میں کوئی حرج نہیں البتہ نقش ونگار والے مصلے یا پھول بچھانا شریعت کی اجازت سے تجاوز کرنا ہے۔

ایک مولانا صاحب فرمانے لگے کہ اگر میت کے نیچے چادر بچھانا جائز ہے تو پھر میت کے اوپر قرآنی آیات والی چادر ڈالنا جائز ہے جبکہ اُن کی یہ بات کسی بھی طرح درست نہیں ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ مقدس آیات والی چادر میت پہ رکھنا قرآن وحدیث اور صحابہ سے ثابت نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ میت کے نیچے قبر میں چادر رکھنے کی حدیث ہے نہ کہ میت کے اُوپر۔ اُوپر نیچے کا فرق بالکل ایسے ہی ہے جیسے ٹوپی اور جراب کا فرق ہے۔ کوئی بے وقوف ہی ہوگا جو ٹوپی کو پاؤں میں ڈالے گا اور جرابوں کو سر پہ رکھے گا.....خدارا! اللہ کے دین میں قیاس آرائیاں چھوڑ دیں۔

---

① (جامع الترمذی:1047)

لکڑی کے پھٹے استعمال کریں:

ہمارے ہاں ''شق'' یعنی گڑھا نما قبر بنائی جاتی ہے اور میت پر مٹی ڈالنے سے پہلے اُس پر سیمنٹ کی شلفیں رکھی جاتی ہیں جبکہ بہتر اور سُنت کے قریب ترین عمل یہ ہے کہ قبر کو اندر سے بھی مکمل کچا رکھا جائے یا تو مٹی کی شلفیں استعمال کریں یا پھر لکڑی کے پھٹے رکھ دیا کریں اور یاد رہے لکڑی کے پھٹے زیادہ مضبوط بھی ہیں اور اِسی طرح سیمنٹ کی شلفوں سے جو پکی قبر کا شائبہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

میت کو قبر میں رکھتے وقت کی دُعا:

جتنے آدمی با آسانی میت کو قبر میں رکھ سکتے ہیں وہ رکھ دیں، قرآن وحدیث میں اَفراد کی تعداد کا ذِکر نہیں ہے البتہ کوشش کریں کہ میت کے قریبی لوگ ہی قبر میں رکھیں۔ ہمارے دین نے اور ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ہر موقعہ کی شان دار اور جامع دُعا بتلادی ہے، ہمیں اپنی طرف سے اِضافے کرنے کی قطعی طور پر کوئی اجازت نہیں میت کو قبر میں اُتارتے ہوئے درج ذیل دُعا پڑھنی چاہیے:

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں رکھتے تھے تو آپ فرماتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ①

''اللہ کے نام سے شروع کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی سُنت پر۔''

---

① (جامع الترمذی:3213، اور بعض روایات میں بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ کے الفاظ بھی موجود ہیں)

اِس دُعا کی روشنی میں ایک چھوٹی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تمام مسلمان اپنی زندگی رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں، ہر پیر، فقیر، امام اور عالم کا احترام کریں، ضرور کریں، اور حد درجہ کریں لیکن جس کی بات، جس کا فتویٰ، جس کا مسئلہ اور جس کی رائے رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے خلاف نکل آئے، سب کچھ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنے سینے سے لگا لیں یہی جذبہ اور یہی سُنت کی محبت آپ کو قبر میں نجات اور چراغ کا کام دے گی۔

اِس وقت دین داروں میں جو سب سے بڑا فتنہ جو مجھے محسوس ہو رہا ہے وہ یہی ہے ہمارے بعض دین دار اپنے پیروں اور اماموں کے مسئلے میں بہت زیادہ جذباتی ہوتے ہیں اگر اُن کی کوئی بات رسول اللہ ﷺ کی واضح سُنت کے خلاف بھی چلی جائے تو وہ اپنے پیر اور امام کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو قبول نہیں کرتے ہیں..... یہ ہم سب کے لیے لمحہ فکر یہ ہے!

میت کا رُخ قبلہ کی طرف کرنا:

بعض روایات اور سلف صالحین کے تعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو قبر میں رکھتے ہوئے اُس کے چہرے کا معمولی سا رُخ اگر ممکن ہو تو قبلہ کی طرف کر دینا چاہیے اِس سلسلہ میں سنن ابی داؤد میں ایک روایت ہے جس کو امام البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ بیت الحرام ہمارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے ① اور اِسی طرح امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

---

① (سنن ابی داؤد:2875)

''میت کو اِس کی قبر میں اِس کی دائیں جانب کیا جائے گا اور اس کا چہرہ قبلے کی طرف کیا جائے گا اور اِس کا سر اور پاؤں قبلہ کی دائیں اور بائیں جانب ہوں گے۔رسول اللہ ﷺ کے دور سے لیکر آج تک یہی عمل جاری ہے اور روئے زمین پر مقبرے اسی طرح ہیں۔'' ①

کبار مفتیانِ کرام شیخ ابن باز رحمہ اللہ، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اور شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں میرے محبوب شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ ابوداؤد کی روایت کے ضعف کے قائل تھے لیکن وہ فرماتے تھے کہ وَتَوْجِيْهُ الْمَيِّتِ اِلَى الْقِبْلَةِ مُسْتَحَبٌّ بِالْاِجْمَاعِ میت کو قبلہ رُخ کرنا مستحب ہے اور یہ بات مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے۔ ②

قبر کی گہرائی اور اُنچائی کتنی ہو؟

قبر میت کے وجود کے مطابق فراخ ہونی چاہیے اور مناسب حد تک گہری ہونی چاہیے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ اِحْفِرُوا وَأَعْمِقُوا وَأَحْسِنُوا: ③

''قبر کی کھدائی کرو، اور گڑھا گہرا کھودو اور قبر اچھی طرح بناؤ۔''

یعنی میت کے وجود کے مناسب قبر ہونی چاہیے نہ زیادہ کھلی نہ بالکل تنگ۔ البتہ قبر کی اُونچائی ایک بالشت کے برابر ہو یا اِس سے کچھ زیادہ۔ ہمارے ہاں عمومی طور پر زیادہ قبریں بہت زیادہ اُونچائی کے ساتھ بنائی جاتی ہیں اور لوگوں میں تصور ہے کہ قبر سے نکلنے والی ساری مٹی قبر میں ڈالنی ضروری ہے حالانکہ یہ بات قرآن و

---

① (المحلی:173/5، اور یاد رہے قبر کو قبلہ رُخ بنانے پر اہلِ اسلام کا اتفاق واتحاد اور اجماع ہے)

② (انوار الصحیفة:104) ③ (سنن النسائی:2011)

حدیث سے کہیں بھی ثابت نہیں ہے، اپنی اولادوں کو وصیت کریں کہ وہ آپ کی قبر ایک بالشت یا اِس سے کچھ تھوڑی سی اُونچی بنائیں اور زیادہ اُونچی بنانے سے گریز کریں۔

حضرت محمد بن قاسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی قبریں دکھائیں چنانچہ اُنہوں نے مجھے یہ مبارک قبریں دکھلائی تو میں نے دیکھا کہ وہ قبریں:

لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ مَبْطُوحَةٌ بِبَطْحَاءَ الْعُرْصَةِ الْحَمْرَاءِ ①

''وہ قبریں نہ اُونچی تھیں اور نہ زمین کے برابر اور قبروں کے اِرد گرد سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔''

اور اِسی طرح حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں آتا ہے کہ آپ کی قبر زمین سے کم وبیش ایک بالشت اونچی کی گئی اور اِس روایت کی سند بھی حسن ہے اور اسی طرح ایک مرسل روایت میں آتا ہے جو اس کی مؤید ہے کہ:

رَأَيْتُ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شِبْرًا أَوْنَحْوَ شِبْرٍ ②

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا وہ ایک بالشت یا اُسی کے قریب قریب تھی۔''

---

① (سنن ابی داؤد:3220، امام زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اِس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، مشکوۃ المصابیح: 1712 یاد رہے حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس ہے حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے پاس ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے پاس ہے، سنن ابی داؤد:3220)

② (ابن حبان: 2160، مراسیل ابی داود:421)

اور اِسی طرح زیادہ اُونچی قبروں کو گرانے کا حکم بھی صحیح روایات میں موجود ہے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے ابو ہیاج اسدی رحمہ اللہ کو اِرشاد فرمایا کہ:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ، وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ۔ ①

"کیا میں تجھے ایسے کام پر نہ بھیجوں، جس کام پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ تم ہر مورتی کو مٹا دو اور ہر اُونچی قبر کو برابر کر دو۔"

برابر کر دو کا مطلب دِیگر روایات کے مطابق یہی نکلتا ہے کہ کم و بیش ایک بالشت کے برابر کر دو اور یاد رہے قبر اونٹ کی کوہان نما ہونی چاہیے۔ حضرتِ سفیان تمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا ②

"میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر دیکھی جو کہ کوہان کی شکل کی تھی۔"

ہمارے ہاں تمام اہلِ اسلام کی قبریں اسی طرح بنائی جاتی ہیں عرب میں تو قبر بالکل ایک بالشت کے قریب ہوتی ہے جو کہ بالکل سُنت کے عین مطابق ہے البتہ ہمارے ہاں بعض قبریں تو بہت اُونچی ہوتی ہیں جو کہ کسی صورت بھی درست عمل نہیں ہے۔ اور یاد رہے قبر پر صرف اینٹیں یا شلفیں وغیرہ رکھ کر اُس کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے قبر پر مٹی ڈالنا ضروری ہے اور اسی طرح ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دفنانے کے لیے جانے والے افراد اگر تین مٹھیاں مٹی کی ڈال دیں تو وہ درست ہے امام البانی رحمہ اللہ نے اِس روایت کی سند کو کثرتِ طرق کی وجہ سے جید قرار دیا ہے۔ ①

---

① (الصحیح للمسلم: 969) ② (صحیح البخاری: 1390)

① (هداية الرواة:1661)

دفنانے کے بعد قبر پر دُعا:

میت کو دفنانے کے بعد خلوص دِل سے قبر والے کے لیے اللہ کے حضور دُعا کرنی چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو سوالوں کے جواب میں ثابت قدمی عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کے معروف صحابی حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا جب آپ میت کو دفنانے سے فارغ ہوتے تو اُس کی قبر پر کھڑے ہوجاتے اور صحابہ کو حکم دیتے:

اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَاسْأَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ ①

''اپنے بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اُس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ ابھی اُس سے سوال کیا جارہا ہے۔''

قبر پر خلوص دِل سے لمبی دُعا کرنی چاہیے یا کروانی چاہیے اِس کے لیے قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں ہے البتہ چونکہ دُعا بھی عبادت ہے اگر قبلہ کی طرف رُخ کرلیا جائے تو بہتر ہے جیسا کہ امام البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب احکام الجنائز میں نقل کیا ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے مطلق طور پر اِرشاد فرمایا ہے کہ میت کے لیے ثابت قدمی کی دُعا کرو اِس حدیث کے پیشِ نظر مندرجہ ذیل دُعا کی جاتی ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ)) ①

''اے اللہ اِس کو معاف کردے اور ثابت قول کے ساتھ اِس کو مضبوطی دے دے۔''

---

① (سنن ابی داؤد:3221)

مزید حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

((فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ، وَلَا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا، حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي)) ①

''جب مجھے موت آئے تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے والی ہو نہ ہی آگ ہو جب تم مجھے دفن کر کے مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈال لو، تو میری قبر کے اِردگرد اتنی دیر تک کھڑے رہنا جتنی دیر میں اُونٹ کو کاٹ کر اُس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے حتیٰ کہ میرا دل تم سے بہل جائے اور یہ میں دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔''

یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی کے ذاتی جذبات ہیں اور اِس روایت سے بھی زیادہ سے زیادہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دفنانے کے بعد جو دُعا ہے وہ پورے خلوص سے کی جائے، جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔

چند غیر شرعی امور اور بدعات:

بحیثیتِ مسلمان اور رسول اللہ ﷺ کے اُمتی ہونے کی وجہ سے ہم سب پر لازم ہے کہ ہم آپ کی تعلیمات اور ہدایت کو اپنے لیے کافی شافی سمجھیں، اپنی طرف سے کسی بھی عمل کا اِضافہ نہ کریں..... لیکن نہایت تکلیف دہ صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے ہاں اکثر عاشقوں نے رسول اللہ ﷺ کے کھلے اَحکامات کی بھی

---

① (الصحیح للمسلم:121)

مخالفت شروع کر دی ہے جو کہ کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہے آیئے میں آپ کے سامنے درجہ بدرجہ چند غیر ثابت، غیر شرعی اور بدعتی امور کا تذکرہ کروں۔

قبر پر پانی چھڑکنا:

قبر پر پانی چھڑکنے کے حوالے سے کوئی بھی صحیح روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے جو روایت حضرتِ رافع رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا تھا اُس روایت کو مطلق طور پر تمام محدثین نے ضعیف کہا ہے۔اور اِسی طرح جو روایت دلائلِ نبوت بیہقی سے نقل کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک قبر پر پانی چھڑکا گیا تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کے سر مبارک سے لے کر پاؤں مبارک تک پانی چھڑکا تھا یہ روایت ویسے ہی من گھڑت ہے۔البتہ سخت ضرورت کے پیشِ نظر قبر پر پانی چھڑکنا جائز ہے۔جب مٹی اُڑ رہی ہو یا قبر صحیح طرح سیدھی بیٹھ نہ رہی ہو۔

پھول یا ٹہنی رکھنا:

جب قبر تیار ہو جائے تو اُس پر پھول نچھاور کرنا یا اُس پر ہری ٹہنی گھاڑ دینا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔پھول وغیرہ ڈالنا تو صرف اپنے جذبات کو مطمئن کرنے کی بات ہے،دین سے یا قبر والے سے سِرے سے اِس کا کوئی تعلق نہیں ہے ایسی جعلی اور من گھڑت حرکتوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور عمومی طور پر قبروں پر زیادہ پھول وہی چڑھاتے ہیں جو زندگی میں مرنے والے کو پتوں کی چھاؤں تلے بٹھانے کے روادار بھی نہیں تھے اور البتہ ہری ٹہنی ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے

صرف اُس قبر پر گاڑی تھی جس کے متعلق آپ کو وحی کے ذریعے بتلا دیا تھا کہ اس قبر میں عذاب ہو رہا ہے، اب سوال یہ ہے کہ جو اب قبر پر ٹہنی گاڑھتے ہیں اُن کو وحی کے ذریعے کیا خبر ملتی ہے...... ؟ برائے مہربانی غور کریں اور اپنے جذبات کو دین بنانے کی کوشش نہ کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر اکتفا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

قبر کو پختہ بنانا اور مجاور بن کر بیٹھنا:

ہمارے ملک میں شاید ہی کوئی قبرستان ایسا ہو جس میں تمام قبریں سُنت کے مطابق کچی ہو اور سعودی عرب میں شائد ہی کوئی ایسا ایک قبرستان ہو جس میں کوئی ایک قبر بھی پختہ ہو، اللہ کے فضل سے سعودی عرب میں قبر والا شرک سرے سے ختم ہے اور اللہ تعالیٰ اِس شرک کو ہمارے ملک سے بھی ختم کر دیں، حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔ ①

''رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے سے منع کیا ہے اور اِس بات سے بھی منع کیا ہے کہ اُس پر عمارت بنائی جائے یا اُس پر بیٹھا جائے۔''

اور اِسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

((لَأَنْ يَّجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ، فَتَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهِ، خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ)) ②

① (الصحيح للمسلم: 970) ② (الصحيح للمسلم: 971)

''تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھ جائے کہ وہ اُس کے کپڑوں کو جلا کر اُس کی جلد تک پہنچ جائے، اُس کے حق میں اِس سے بہتر ہے وہ کسی قبر پر بیٹھے۔''

اِن دونوں روایت سے دو مسئلے واضح ہوئے کہ قبر کو پختہ بنانا حرام ہے اور قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا یہ بھی حرام ہے اور الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں حرام کاموں سے اپنے فضل و کرم کے ساتھ بچا کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بچا کر رکھے۔ آمین

اور اِسی طرح صحیح روایت میں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ قبروں پر لکھا جائے۔ ① ''جیسا کہ آج کل قبروں پر سرِ عام نام ونسب کی تختی آویزاں کی جاتی ہے۔'' یہ کھلے عام رسول اللہ ﷺ کی ممانعت سے بغاوت ہے اور یہاں ایک بات یاد رہے نشانی کے طور پر میت کے سر کی جانب کسی پتھر وغیرکو رکھنا جائز ہے اور اِس کی اجازت رسول اللہ ﷺ کے عمل اور آپ ﷺ کی حدیث شریف سے ملتی ہے، جیسا کہ آپ نے حضرتِ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر پتھر رکھا تھا۔ ②

بہر صورت میں نے نہایت ضروری دفنانے سے پہلے کے، دفناتے وقت اور دفنانے کے بعد کے مسائل اختصار سے بیان کر دیے ہیں قبر سے حشر تک کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کیا خوب اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝﴾ ③

---

① (جامع الترمذی: 1052) ② (سنن ابی داؤد:3206)
③ (سورہ طٰہٰ: 55)

''اِسی مٹّی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اِسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے اور اِسی سے ہم تم کو دوبارہ نکالیں گے۔''

﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾ ①

''اُن کے پیچھے ایک پردہ ہے، اُس دن تک جب وہ اُٹھائے جائیں گے۔''

﴿وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝﴾ ②

''اور صور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔''

﴿ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝﴾ ③

''پھر جب چاہے گا اُس کو ''زندہ'' کر کے اُٹھائے گا۔''

اِن چاروں آیات میں اللہ تعالیٰ نے قبر سے حشر تک کا تذکرہ کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ جب ہم میت کو دفنا کر واپس آجاتے ہیں تو کیا وہ ہماری پکاروں کو سُنتا ہے کیا مرنے والوں کی روحیں دُنیا میں واپس آتی ہیں آیئے قرآن وحدیث سے اس مسئلے کی وضاحت سماعت کرتے ہیں۔

قبر والے کا سُننا، جواب دینا اور ہمارے احوال جاننا:

ہمارے معاشرے میں یہ تصور بہت زیادہ معروف ہے کہ قبروں والے بالخصوص جو پیر، فقیر اور اللہ کے ولی ہوتے ہیں وہ سب ہمارے پکارے سنتے ہیں اور ہمیں جواب دیتے ہیں اور ہمیں نوازتے ہیں اور ہمارے تمام احوال کی اُنہیں خبر ہوتی ہے۔

① (سورہ المومنون: 100) ② (سورہ یسن:51) ③ (سورۃ عبس:22)

یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی واضح ترین نصوص کے سراسر خلاف ہے اور اس کی سب سے بڑی ایک دو دلیلیں اشارۃً قرآن پاک سے پیش کرتا ہوں جس سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ مرنے کے بعد مرنے والوں کو اپنے احوال کی خبر نہیں ہوتی چہ جائے کہ اُن کو دوسروں کے حالات کی خبر ہو اور وہ اُن کی پکاریں سُن کر اُن کی ضرورتوں کو پورا کرے قرآن مجید میں تیسرے سپارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عزیر علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موت دے کر سو سال کے بعد اُن کو زندہ کیا تو زندہ کرنے کے بعد اُن سے سوال کیا کہ آپ مجھے بتلائیں کہ آپ کتنی مدت تک موت سے ہمکنار رہے ہیں حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا:

﴿لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾ ①

''میں ایک دن یا دِن کا کچھ حصہ ''موت'' میں رہا ہوں۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ ولی نبی اور عظیم ہستی حضرت عزیر علیہ السلام کو فرمایا کہ نہیں، آپ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ موت سے ہمکنار نہیں رہے بلکہ آپ سو سال تک موت کی حالت میں رہے ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ جب موت کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام جیسے عظیم المرتبت نبی کو بھی اپنے احوال کی خبر نہیں تو آج وفات پانے والے پیر فقیر اور ہمارے نیک بزرگ لوگوں کے احوال کی خبر کیسے رکھتے ہیں اور اُن کی ضرورتوں کو کس طرح پورا کرتے ہیں...... ؟ اِس پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے یہ صرف اور صرف روٹی چلانے کے لیے عقیدہ گھڑا گیا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی سچائی نہیں ہے۔

---

① (سورۃ البقرہ:259)

اور اِس سے بھی ایک قدم آگے قرآن پاک تو یہاں تک وضاحت کرتا ہے کہ سونے والوں کو بھی دوسروں کے حال واَحوال کی خبر نہیں ہوتی قرآنِ مجید کی سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا تذکرہ کیا ہے یہ غار والے قرآن پاک کے بیان کردہ رجسٹرڈ ولی ہیں، جن کی ولایت میں شک وشبہ کرنے والا بدترین اِنسان ہے اُن کے بارے میں قرآن بیان کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو غار میں کئی سال کے لیے سُلا دیا اور سُلانے کے بعد جب دوبارہ اُن کو اٹھایا تو اُنہوں نے اُٹھنے کے بعد ایک دوسرے سے پوچھا کہ ہم کتنی دیر غار میں سوئے رہے ہیں:

﴿قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ﴾ ①

''انہوں نے کہا ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ''نیند'' میں رہے ہیں بعض نے کہا تمہارا ربّ ہی تمہاری ٹھہرنے کی مدت کو خوب جانتا ہے۔''

اب سوال یہ ہے کہ اصحابِ کہف جیسے قرآن اولیا نیند کی حالت میں کچھ نہیں جانتے تو آج کل ہمارے پیارے بزرگ قبروں میں جا کر ہر چیز کو کیسے جانتے ہیں اور لوگوں کی ضرورتیں کس طرح پوری کرتے ہیں.....اِس پر کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ عقیدہ قرآن مجید کے سَراسر خلاف ہے۔

البتہ جتنی بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے وہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جب چاہے اپنی قدرت کے ساتھ سُنا دیتا ہے حتیٰ کہ جب میت کو دفنا کر ہم واپس آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے قدموں کی آہٹ بھی قبر والے کو سُنا دیتے

---

① (سورہ کہف:19)

ہیں ..... لیکن قرآن وحدیث کی روشنی میں صحابہ سے لیکر آج تک تمام اہلِ توحید وسنت کا یہی عقیدہ ہے کہ قبروں میں جا کر کوئی نبی کوئی رسول، کوئی ولی اور کوئی بزرگ بھی دُنیا والوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں کرتے حتی کہ معصوموں کے امام اور پاک بازوں کے سردار حضرت محمد ﷺ اپنی قبرِ پاک سے اُمت کی حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں فرماتے آپ کا معصوم پاک وجود مدینہ پاک میں ہے اور آپ کی پاک روح اللہ کی جنت پاک میں ہے ﷺ۔

قرآن پاک میں کیا خوب فرمایا ہے کہ:

﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ ①

''اُن کے پیچھے ایک پردہ ہے، اُس دن تک جب وہ اُٹھائے جائیں گے۔''

ہمارے ہاں بعض لوگ عقلی نقلی گھوڑے دوڑا کر برزخی معاملات میں اُلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اُن کے سب وسوسات کا ایک جواب ہی کافی ہے کہ برزخی معاملات اللہ کی سپرد ہیں، ہم اُن کو مانتے ہیں لیکن ہم اُن کو دنیا کے معاملات پر قیاس نہیں کرتے ہیں۔

نیک لوگوں کی روحوں کا واپس آنا:

ہمارے ہاں برصغیر پاک وہند میں حلوے اور کھیر کی خاطر بڑے بڑے خطرناک عقیدے گھڑے گئے ہیں، اُن خطرناک اور من گھڑت عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کی روحیں دنیا میں واپس آتی ہیں اور بالخصوص

① (سورة المومنون: 100)

جمعرات والے دن اُن کی روحیں گھروں کا چکر لگاتی ہیں اگر تو مولوی صاحب کو کوئی نذرونیاز پیش کردی جائے تو روح خوش باش رہتی ہے ورنہ اُس کو عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

اندازہ کرلیں کس طرح کے جعلی عقیدے گھڑ کر لوگوں سے مال بٹورا جاتا ہے اور پچھلے دنوں آپ نے اپنے ملک میں یہ شور بھی سُنا تھا کہ پاک بازوں کے امام اور معصوموں کے سردار حضرت محمد ﷺ چکوال میں تشریف لائے تھے اور ایک گھر کے اندر اپنا ایک پاؤں لگا گئے تھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه ثم استغفر اللّٰه

اِس سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی گُستاخی کیا ہوسکتی ہے مجھے یاد نہیں کہ ہماری حکومت نے ایسے گُستاخ کے متعلق کوئی کاروائی کی تھی یا کہ نہیں کی تھی۔

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وفات کے بعد کسی کی روح بھی دنیا میں واپس نہیں آتی اگر نیک ہو تو اُس کی روح جنت میں ہوتی ہے اور اگر بد ہو تو اُس کی روح عذاب میں ہوتی ہے، قطعی طور پر کسی کی روح کو دنیا میں آنے کی اجازت نہیں ملتی، بلکہ ایک لمبی حدیث میں آتا ہے کہ جب نیک انسان فرشتوں کے جواب سے پاس ہوتا ہے تو وہ فرشتوں کو یہ بات کہتا ہے مجھے اجازت دو کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جاؤں، حدیث شریف کے الفاظ پر غور فرمائیں، وہ کہتا ہے دَعُوْنِي أَرْجِعُ إِلَى اَهْلِي فَأُخْبِرَهُمْ مجھے چھوڑو میں اپنے گھر والوں کی طرف جاؤں تاکہ میں اُن کو اپنی کامیابی کے بارے میں بتلاؤں۔

آگے سے فرشتے یہ نہیں کہتے کہ ٹھیک ہے چلے جانا، لیکن آج نہیں ہم جمعرات کو تجھے بھیجیں گے یا جس دن تیرا ختم شریف ہوگا اُس دن تجھے بھیج دیں گے .... ؟ اللہ کی قسم وہ یہ نہیں کہتے بلکہ وہ کہتے ہیں نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ سوجا دُلہن کے سونے کی طرح سونا۔ یہاں پر ترجمہ اچھی طرح یاد رکھیں تو بڑے خطرناک دھوکے سے بچ جائیں گے، فرشتے یہ نہیں کہتے کہ دُلہن کی طرح سوجا بلکہ وہ کہتے ہیں دُلہن کی نیند کی طرح سوجا..... لہٰذا اِس ٹکرے سے سالانہ عرس شریف ثابت کرنا حدیث کے ساتھ مذاق کرنے کے برابر ہے اور اِس کے بعد فرشتے کامیاب ہونے والے نیک اللہ کے ولی کو کہتے ہیں کہ تیرا سونا اُس وقت تک ہے جب تک اللہ تعالیٰ تجھے دوبارہ قبر سے نہیں اُٹھاتے۔ ①

اب سوال یہ ہے کہ جب فرشتوں نے واپس آنے کی خواہش کو اللہ کے حکم سے مسترد کر دیا تو پھر نیک لوگوں کی روحیں ہر جمعرات کو کیسے آتی ہیں، کہاں سے آتی ہیں، کون اُن کو آنے کی اجازت دیتا ہے اور روحوں کے آنے کا عقیدہ قرآن وحدیث میں کس جگہ بیان کیا گیا ہے..... ؟

اور اِسی طرح صحیح مسلم میں اور مشکوۃ شریف میں اور دیگر احادیث کی کتابوں میں بالکل واضح روایات موجود ہیں کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں اور نیک لوگوں کی روحیں بھی اللہ کی جنت میں ہوتی ہیں۔

---

① (مشکوۃ شریف:130، جامع الترمذی:1071، صحیح ابن حبان:3107)

رسول اللہ ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں کہ:

((اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ تَعْلُقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يُرْجِعَهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ يَوْمَ يُبْعَثُهُ)) ①

''بلاشبہ مومن کی روح پرندے کی شکل میں جنت کے درخت سے کھاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اُس دن اُس کے جسم میں واپس لوٹا دے گا جس دِن اُس کو اُٹھائے گا۔''

اب رہا سوال یہ کہ قبر میں میت کو جزا سزا کیسے ہوتی ہے تو اِس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اپنے نیکوں کو اچھی جزا اور گنہگاروں کو بری سزا دینے میں وسائل کا محتاج بھی نہیں ہے۔

قرآن پاک میں کیا خوب فرمایا ہے کہ:

﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۰۰﴾ ②

''اُن کے پیچھے ایک پردہ ہے، اُس دن تک جب وہ اُٹھائے جائیں گے۔''

---

① (سنن النسائی:2075، مشکوۃ:1632)

(بعض لوگ ابوداؤدشریف سے ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی اُمتی سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر روح کو لوٹاتے ہیں اور میں اُس کا جواب دیتا ہوں اِس حدیث سے وہ روح کے لوٹائے جانے کی دلیل پیش کرتے ہیں، تو یہاں پر تین باتیں اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں: 1۔ اِس حدیث کو متقدمین محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے لہٰذا اِس کو عقیدہ کے باب میں پیش کرنا فقہ حنفی کے اصولوں کے مطابق بھی درست نہیں ہے۔ 2۔ اِس میں عَلَيَّ رُوْحِيْ کی جگہ عَلَيَّ رُوْحِيْ بھی پڑھا گیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو نہیں لوٹاتے بلکہ اُس اُمتی کے سلام کو میری روح پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ 3۔ روح کا لوٹایا جانا یہ برزخی معاملہ اور اِس کا برزخ سے برزخ تک ہی تعلق ہے اور اِس کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں لہٰذا اِس حدیث کو بنیاد بنا کر دنیا میں کسی کی روح کا آنے کا عقیدہ نہیں گھڑا جاسکتا)

② (سورۃ المومنون: 100)

دو خطرناک عقیدے، شرک کی بنیاد ہیں:

اہلِ علم نے اِس بات پر بہت زیادہ غور کیا ہے اور وہ اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر ہمارے ملک سے پختہ قبریں ختم کر دی جائیں اور اُن کو رسول اللہ ﷺ کی سُنت کے مطابق بنا دیا جائے اور روحوں کے آنے کا باطل عقیدہ لوگوں پر واضح کر دیا جائے تو ہمارے ملک سے کم از کم ستر فیصد شرک جڑ سے ختم ہو سکتا ہے ہمارے ملک میں جتنا شرک ہو رہا ہے اُس کے پیچھے یہی دو خرابیاں ہیں۔

رب تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں فرقہ وواریت کے تعصب سے نکال کر قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے عقائد سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

قبر میں صبح وشام جزا اور سزا:

قبر سے حشر تک کا مرحلہ بڑا ہی خوشگوار ہے اور بدعمل اور حرام خور کے لیے بڑا ہی خطرناک ہے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ قبر سے حشر تک کے مرحلے کی تیاری کیا کریں اور ہمہ وقت اِسی کی تیاری میں رہا کریں، اِس کی تیاری کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں بھی بڑا نام، اونچی شان اور بلند وبالا نعمتوں سے مالا مال مقام عطا فرماتے ہیں..... قبر سے حشر تک مرنے والے سے کیسا سلوک ہوتا ہے اِس سلسلہ میں صرف ایک روایت عرض کروں گا اور اللہ کا واسطہ دے کر کہوں گا اور پھر اللہ کا واسطہ دے کر کہوں گا اِس کو صرف ایک بار سن کر بھلایا نہ جائے بلکہ اِس حدیث کو ہزار بار پڑھا جائے اور اِس کی روشنی میں قبر کے حشر تک کے اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کا تعین کیا جائے، معصوموں کے امام اور پاک بازوں کے سردار حضرت

محمد ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالغَدَاةِ وَالعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّة، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ)) ①

''بلاشبہ تم میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اُس پر اُس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہو تو جنت سے اُس کا ٹھکانا اُس پر پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ آگ والوں میں سے ہو تو جہنم سے اُس کا ٹھکانا اُس پر پیش کیا جاتا ہے اور اُس کو کہا جاتا ہے یہی تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت والے دن اُٹھائے۔''

اور بخاری شریف میں ایک جگہ دوسرے الفاظ ہیں کہ مرنے والے کو کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا ٹھکانا ہے حَتّٰى تُبْعَثَ إِلَيْهِ یہاں تک کہ تجھے اِس کی طرف بھیج دیا جائے۔ اللہ اکبر

قابلِ قدر سامعین کرام! یہ ہے قبر سے حشر تک کا معاملہ..... اور میں سمجھتا ہوں جس نے اِس جگہ کے لیے سوچ لیا اُس کی باقی ساری سوچیں ختم ہو جاتی ہیں، وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں کیا خوب اِرشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٠٠﴾ ②

''اُن کے پیچھے ایک پردہ ہے، اُس دن تک جب وہ اُٹھائے جائیں گے۔''

---

① (صحيح البخاري: 1379) ② (سورة المومنون: 100)

عذابِ قبر برحق ہے:

قرآن وحدیث سے یہ بات تواتر کی حد تک یہ بات ثابت ہے کہ قبرستان میں موجود قبر میں عذاب برحق ہے اِس سلسلے میں الگ سے ایک موضوع کی ضرورت ہے سلف صالحین سے لے کر آج تک سوائے چند فلسفی گمراہوں اور منکرین حدیث کے کسی نے عذابِ قبر برحق ہونے کا انکار نہیں کیا۔

آپ کے سامنے سلف صالحین کے بلا مبالغہ درجنوں اقوال میں سے صرف تین قول بیان کر دیتا ہوں جس سے آپ باخوبی سمجھ جائیں گے کہ عذابِ قبر کا انکار کس قدر خطرناک گمراہی ہے۔

میرے محبوب امام اور روحانیت کے سردار امام ابن قیم رحمہ اللہ نے امام اہلِ سنت حضرتِ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رحمہ اللہ فرماتے تھے:

((عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا ضَالٌّ أَوْ مُضِلٌّ)) ①

''عذابِ قبر برحق ہے اُس کا انکار صرف گمراہ ہونے والا اور گمراہ کرنے والا ہی کر سکتا ہے۔''

ساتویں صدی ہجری کے علامہ ابن عطار رحمہ اللہ عذابِ قبر کے اِثبات کی دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

((دَلِيلٌ عَلَى إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُوَ مِمَّا يَجِبُ اعْتِقَادُ حَقِيقَتِهِ، وَهُوَ مِمَّا

① (کتاب الروح:165، دار عالم الفوائد)

نَقَلَتْهُ الْأُمَّةُ مُتَوَاتِرًا، فَمَنْ أَنْكَرَ عَذَابَ الْقَبْرِ، أَوْنَعِيمَهُ، فَهُوَ كَافِرٌ، لِأَنَّهُ كَذَّبَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَرَسُوْلَهُ ﷺ، فِي خَبَرِهِمَا)) ①

''عذابِ قبر کے برحق ہونے پر یہ دلیل ہے اور یہی اہل سنت کا ایسا مذہب ہے جس کی حقیقت پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے اور عذابِ قبر کو تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے پس جس شخص نے عذابِ قبر یا اُس کی نعمتوں کا اِنکار کر دیا تو وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو اُن کی خبر میں جھٹلا دیا ہے۔''

اور اِسی طرح دسویں صدی ہجری کے معروف امام عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((فَعَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُوَ مَا نُقِلَ مُتَوَاتِرًا فَيَجِبُ اعْتِقَادُهُ وَيُكَفَّرُ مُنْكِرُهُ)) ②

''اہلِ سنت کے ہاں قبر کا عذاب برحق ہے اور وہ متواتر روایات سے نقل کیا گیا ہے اِس کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے اور اِس کے منکر کو کافر کہا جائے گا۔''

اِس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عذاب قبر کا منکر کس قدر زیادہ خطرناک گمراہ ہے اور امام ابن قیم رحمہ اللہ کی ''کتاب الروح'' اِس موضوع پر ایک شاندار اور لاجواب کتاب ہے آپ نے اِس کتاب میں معتزلہ اور گمراہ فلاسفہ کے تمام اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ عذابِ قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور روح کا اتصال بدن کے ساتھ رہتا ہے۔

---

① (العدة فی شرح العمدة:139/1) ② (فیض القدیر:80/2)

امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو "اشبیلیہ" نامی بستی کے ایک قبرستان میں دفن کر دیا گیا جب لوگ تدفین کے بعد ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے تو انہوں نے دیکھا ایک جانور جو قبرستان میں گھاس چر رہا تھا وہ بڑی تیزی کے ساتھ اُس قبر کے پاس آیا اور قبر کے ساتھ کان لگا دیے اور ایسے محسوس ہو رہا تھا كَأَنَّهَا تَسْتَمِعُ گویا کہ وہ کان لگا کر سُن رہا ہے پھر وہ جانور وہاں سے بھاگ نکلا اور یہ عمل اُس نے بار بار کیا یعنی قبر کے پاس آ کر کھڑا ہوتا اور قبر کے قریب کان لگا کر کچھ سُننے کی کوشش کرتا اور پھر بھاگ جاتا، ابن برجان اپنے دور میں علم وفضل میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اِس منظر سے:

((فَذَكَرْتُ عَذَابَ الْقَبْرِ وَقَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ)) ①

"عذابِ قبر یاد آ گیا اور نبی ﷺ کا وہ فرمان یاد آیا کہ وہ لوگوں کو ایسا عذاب دیا جاتا ہے کہ جس کو جانور بھی سُنتے ہیں۔"

یہ واقعہ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے علامہ ابوالحکم بن برجان نے اُس وقت سُنایا جب ہم اُن سے صحیح مسلم کا سماع کر رہے تھے اور وہ حدیث آئی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چوپائے بھی عذابِ قبر کو سُنتے ہیں۔ ②

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عذاب قبر کی سختیوں سے محفوظ فرمائے اور ہماری قبر کو تاحدِ نگاہ کشادہ کر دے۔ آمین ثم آمین

---

① (کتاب الروح:153،154) ② (الصحیح للمسلم:586)

ایک فرشتہ صور میں پھونکنے کے لیے تیار ہے:

قبر سے حشر تک کہ اِس مرحلے اور اہم موضوع میں قرآن پاک کی اہم آیت اور اُس کی تفسیر میں ایک صحیح حدیث سماعت فرمالیں پھر ہم اپنی بات کو ختم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اِرشاد فرماتے ہیں کہ:

﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ ﴾[1]

''اور صُور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔''

یاد رہے صور یہ ایک سینگ نما آلہ ہے اور صور میں دو مرتبہ پھونکا جائے گا، پہلی مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو قیامت قائم ہوجائے گی اور دوسری مرتبہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو لوگوں کو قبروں سے اُٹھا کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، صور میں پھونکے جانے کے بارے میں اکثر روایات ضعیف ہیں، اکثر اہلِ علم اور کتابوں کے مطابق صور میں پھونکنے والے فرشتے کا نام اسرافیل علیہ السلام ہے لیکن مجھے کسی صحیح حدیث میں یہ ذِکر نہیں ملا کہ صور میں پھونکنے والے فرشتے کا نام اسرافیل ہے، سیدنا حضرتِ اسرافیل علیہ السلام کا نام تو صحیح احادیث میں موجود ہے البتہ صور پھونکنے کے متعلق آپ کا نام کسی صحیح احادیث میں میرے مطالعے سے نہیں گزرا۔

البتہ صور کے متعلق اور صور میں پھونکے جانے کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ ایک فرشتہ بالکل تیار صور یعنی سینگ نما آلے میں منہ دیے ہوئے، اللہ کے حکم

[1] (سورہ یسین:51)

کے انتظار میں بالکل تیار کھڑا ہے اِس سلسلے میں تین روایات سُنا کر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اِن تینوں روایات کو امیر المومنین فی الحدیث، مجدد زماں حضرت البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سلسلہ صحیحہ میں نقل فرمایا ہے:

1- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ أَعْرَابِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا الصُّوْرُ قَالَ: الصُّوْرُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ ①

''ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اُس نے کہا صور کیا ہے آپ نے فرمایا سینگ ہے جس میں پھونک جائے گا۔''

2 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

إِنَّ طَرْفَ صَاحِبِ الصُّوْرِ مُنْذُ وُكِّلَ بِهِ مُسْتَعِدٌّ يَنْظُرُ نَحْوَ الْعَرْشِ مُخَافَةَ أَنْ يُؤْمَرَ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْهِ طَرْفُهُ كَأَنَّ عَيْنَيْهِ كَوْكَبَانِ دُرِّيَانِ ②

''صور پھونکنے والے کا کنارہ جب سے وہ اُس کی سپرد کیا گیا ہے تیار ہے، عرش کی طرف دیکھ رہا ہے اِس ڈر سے کہ وہ حکم سے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی غفلت نہ کرے گویا کہ اُس کی دونوں آنکھیں چمکیلے تارے ہیں۔''

3 کئی ایک صحابہ کرام سے رایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنَّى

---

① (سنن ابی داؤد:4742) ② (مستدرك حاكم:8719، سلسله حديث صحيحه:1087، حدیث کو امام حاکم، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہما، امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے)

جَبْهَتَهُ، وَأَصْغَى سَمْعَهُ، يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفَخَ، فَيَنْفَخَ، قَالَ الْمُسْلِمُونَ: فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُولُوا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا①

''میں کیسے آسودگی سے زندگی گزاروں جبکہ سینگ بجانے والا سینگ کو منہ لگائے ہوئے ہے اور اپنی پیشانی کو جھکائے ہوئے ہے اور اپنے کانوں کو لگائے ہوئے ہے وہ صور میں پھونکنے کے حکم کا انتظار کر رہا ہے کہ وہ اِس میں پھونکے صحابہ نے کہا تو اللہ کے رسول پھر ہم کیا کہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو اللہ ہی ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے اور ہم اپنے پروردگار پر ہی بھروسا کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صحیح معنوں میں آخرت کی تیاری نصیب فرمائے اور ہمیں قبر سے حشر تک اپنی رحمتوں کے سائے تلے رکھے اور ہمارے گناہوں کو بھی نیکیاں بنادے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمین

① (مستدرك حاكم:8720، سلسله صحيحه:1079، اِس حدیث کو امام حاکم، امام البانی نے صحیح اور مستدرک حاکم کے محقق نے قوی قرار دیا ہے)

حشر سے جنت اور جہنم تک

حشر سے جنت اور جہنم تک

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ﴾ ①

''پھر اُس میں دوسری بار پھونکا جائے گا پس اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كَلَامِهٖ

﴿وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴾ ②

''اور ہم انہیں اکٹھا کریں گے تو اِن میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ

﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ ③

''اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی اور ''اعمال نامہ والی'' کتاب کو رکھ دیا جائے گا نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان برحق فیصلہ ہوگا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے اور ہر جان کو جو اُس نے عمل کیا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ خوب جانتا ہے ساتھ اُس کے جو وہ کرتے ہیں۔''

---

① (سورة الزمر: ٦٩) ② (سورہ کہف:47)

③ (سورة الزمر:69،70)

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، دُرود وسلام سیدنا سیدالاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات:

اِس وقت ہر دوسرے شخص پر دُنیا کی فکر سوار ہے، ہر کوئی دِن رات صرف اور صرف اسی فکر میں ہے کہ دُنیا کمانی کہاں سے ہے اور دنیا لانی کہاں سے ہے اور دُنیا میں اپناراج کیسے قائم کرنا ہے، کسی کو دُنیا اور دُنیا کا مال کمانے کی فکر ہے اور کسی کو دُنیا پر دُنیا کا مال لگانے کی فکر ہے اور اللہ کی قسم کبھی کبھی تو ایسی خبریں بھی ملتی رہتی ہیں کہ کئی لوگ دُنیا کا سوچ سوچ کر ذہنی مریض بن چکے ہیں، رات کو نیند آتی ہے نہ دِن کو چین آتا ہے اور شاید ہی آپ کو سو میں سے ایک آدمی ایسا ملے کہ جس کو ہمہ وقت حشر والے دِن کی فکر ہو اور اُس پر یہ سوال سوار ہو کہ اُس وقت میری کیا حالت ہو گی جب میں حشر والے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جاؤں گا اور مجھے میرے اعمال کے مطابق جنت کی طرف چلا دیا جائے گا یا جہنم کی طرف چلا دیا جائے گا جبکہ پاک بازوں کے سردار اور معصوموں کے امام حضرت محمد ﷺ حشر والے دِن کا سوچ سوچ کر بوڑھے ہو گئے

نے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے خاص یارِ غار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک خاص سوال کیا اور کہا اللہ کے رسول آپ تو بوڑھے ہو گئے ہیں، اِس کی کیا وجہ ہے، ایسا کیوں ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے آگے سے جو جواب دیا وہ میرے اور آپ کے لیے بہت زیادہ قابلِ توجہ ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ:

((شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَأَخَوَاتُهَا، وَفِي رِوَايَةٍ شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ)) ①

"مجھے سورت ھود اور اُس جیسی دِیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا مجھے سورت ھود، واقعہ، مرسلات، النباء اور سورت تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے۔"

یعنی رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات سورت ھود پڑھتے اور اُس میں بیان ہونے والے انبیا و رسل کے واقعات پر غور کرتے کہ اُن کی قومیں اُن کو کس طرح تکلیف دیا کرتی تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہتے تھے اور اِسی طرح سورت واقعہ، مرسلات، النباء اور سورت تکویر میں جب حشر والے دِن کی ہولناکیوں کا تذکرہ بار بار پڑھتے تو آپ کی طبیعت پر بہت گہرا اثر ہوتا اور اُس کی وجہ سے آپ کا وجود مبارک ڈھل گیا اور آپ پر بڑھاپا آنا شروع ہو گیا۔

---

① (جامع الترمذی:3298)

اب سوال یہ ہے کہ وہ پیغمبر کے جن کو حشر والے دن سب سے اعلیٰ اعزازات سے نوازا جائے گا اُن کی حالت تو یہ ہے کہ اُن پر حشر کی ہولناکیوں کا اتنا گہرا اثر تھا کہ وہ سوچ سوچ کر بوڑھے ہو گئے..... تو ہماری حالت کیا ہے جبکہ عملی طور پر ہماری حالت پوائنٹ صفر پر کھڑی ہے۔

اللہ کے بندو.....! دُنیا کی خوشی اور دُنیا کا اصلی سکون بھی حشر والے دن کو یاد کرنے میں ہے، ہمیشہ حشر والا دن اپنی نگاہوں کے سامنے رکھا کرو اور حشر والے دِن کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنے کے لیے سب سے آسان اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن پاک کے تیسویں پارے کی تین سورتوں کو بار بار سمجھ کر پڑھتے رہا کرو، اِس کے نتیجے میں آپ کے دِل و دماغ پر حشر والے دن کی عظمت پوری طرح چھا جائے گی

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے اِرشاد فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ و ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ ①

''جو اِس بات کو پسند کرے کہ وہ قیامت کے دِن کو اِس طرح دیکھے گویا کہ وہ آنکھ کا دیکھنا ہے تو وہ شخص، سورت تکویر، انفطار اور سورت انشقاق ضرور پڑھے۔''

---

① (جامع الترمذی:3333)

آیئے! آج کے نہایت حساس اور اہم مضمون، ''حشر سے جنت اور جہنم تک''میں آپ کو تمہیدی طور پر پورے قرآن کا مختصر خلاصہ بیان کردوں تاکہ آپ پر یہ بات واضح ہوجائے کہ حشر والے دِن سب سے پہلے کیا ہوگا۔

جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا:

پہلی مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو کائنات کا سارا نظام تہس نہس ہوجائے گا اور پھر اُس کے بعد جب دوسری بار فرشتہ صور میں پھونکے گا تو لوگ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوجائیں گے پہلے صور اور دوسرے صور میں پھونکے جانے کے درمیان کتنی مدت ہوگی اِس بات کو صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اِن دونوں کے درمیان چالیس دِنوں کا وقفہ ہوگا، یا چالیس مہینوں کا۔

صحیح روایت کے مطابق پہلے نفخہ کے بعد آسمان سے بارش ہوگی جس سے لوگ سبزیوں کی طرح زمین سے اُگ نکلیں گے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ریڑھ کی ہڈی میں ایک جوہر ایسا ہوتا ہے جو کسی صورت بھی ختم نہیں ہوتا اور وہی جوہر ایسے سمجھ لیں جیسے بیج کا کام دے گا اور بارش کے بعد اپنی اپنی جگہوں سے ہر شخص اُٹھ کھڑا ہوگا۔

حشر والے دِن زمین کی حالت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دُنیائے کائنات کے نظام کو چلانے کے لیے بڑی ہی حکمت اور خوبصورتی کے ساتھ زمین کو بچھایا ہے، سائنس کے مطابق زمین چلتی ہے، سورج اور چاند ایک جگہ کھڑے رہتے ہیں، جبکہ سائنس دانوں نے ابھی تک اس کا

کوئی واضح، مضبوط اور ٹھوس ثبوت پیش نہیں کیا اور قرآن میں بھی کہیں دوٹوک الفاظ میں صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت نہیں ہے کہ زمین ساکن ہے۔

بہر صورت قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حشر کے دِن زمین کی حالت بھی بہت زیادہ دہشت ناک ہوگی اِس سلسلے میں زمین کی چار حالتیں کچھ اِس طرح ہوں گی۔

﴿ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴾ ①

''اور زمین اپنے خزانوں کو نکال دے گی۔

یعنی جو کچھ زمین کے اندر ہے زمین وہ سب کچھ باہر پھینک دے گی اور ہچکولے کھاتی ہوئی لرز اُٹھے گی۔

﴿ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴾

''جب زمین اپنے زلزلے سے سخت ہلا دی جائے گی۔''

﴿ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴾ ②

''جب زمین ہلائی جائے گی، سخت ہلایا جانا۔''

اور اِس کے بعد زمین کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا جیسا کہ سورہ فجر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴾ ③

''جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی۔''

---

① (سورۃالزلزال:1) ② (سورہ واقعہ:4)

③ (سورۃ الفجر:21)

اور ان تین مراحل کے بعد زمین کو اچھی طرح بچھا دیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴾ ①

''اور جب زمین کو پھیلا دیا جائے گا۔''

اور اس کی مزید تفسیر حضرتِ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:

((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيهَا عَلَمٌ لِأَحَدٍ)) ②

''حشر والے دِن لوگوں کو سفید سُرخی مائل زمین پر جمع کیا جائے گا، میدے کی روٹی کی طرح ہوگی اُس میں کسی کے لیے کوئی نشان نہیں ہوگا۔''

اور حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حشر والے دِن زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ جنت والوں کی میزبانی کے لیے اپنے ہاتھ سے زمین کو اِس طرح اُلٹا پلٹا کریں گے جس طرح تم میں سے ایک دورانِ سفر اپنی روٹی کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے۔ ③

زمین کی یہ وہ حالتیں ہے جن کو قرآن وحدیث نے بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

---

① (سورہ انشقاق:3)

② (صحیح البخاری :6521،الصحیح للمسلم:2790)

③ (صحیح البخاری:6520)

حشر والے دن آسمان کی حالت:

اسی طرح آسمان کی حالت بھی بہت زیادہ وحشت ناک ہوگی آسمان کے متعلق قرآن پاک نے پانچ حالتیں بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

﴿وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ﴾ ①

''اور جب آسمان کی کھال کو اُتار دیا جائے گا۔''

یعنی جس طرح تم جانور وغیرہ کی چمڑی اُتارتے ہو اسی طرح آسمان کی چمڑی اُتار دی جائے گی اور اُس کو ننگا کر دیا جائے گا۔

اور وہ

﴿فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾ ②

''اور وہ سرخ چمڑے کی طرح ہوجائے گا۔''

اور کیفیت یہ ہوگی کہ

﴿يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَاءُ مَوْرًا﴾ ③

''حشر والے دِن آسمان خوب ڈگمگائے گا۔''

اور ایک حالت یہ بھی ہوگی کہ

﴿يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ﴾ ④

''حشر والے دِن آسمان پگھلے تانبے کی طرح ہوجائے گا۔''

اور ایک مرحلہ ایسا بھی آئے گا کہ

---

① (سورۃ التکویر:11) ② (سورۃ الرحمٰن:37)

③ (سورہ طور:9) ④ (سورہ معارج:8)

﴿ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴾ ①

''اور آسمان کو کھول دیا جائے گا اور وہ دروازے ہو جائے گا۔''

اور ایک جگہ فرمایا کہ

﴿ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴾ ②

''اور جب آسمان کھولا جائے گا۔''

اور پھر آسمان کی ایک خطرناک اور وحشت ناک حالت یہ ہوگی کہ حشر والے دِن

﴿ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ﴾ ③

''اور جب آسمان پھٹ جائے۔''

﴿ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴾ ④

''اور جب آسمان پھٹ جائے۔''

یعنی حشر والے دِن مختلف مراحل میں آسمان کی مختلف حالتیں ہوں گی اور اُس دِن زمین و آسمان کا معاملہ بہت زیادہ وحشت ناک ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟)) ⑤

---

① (سورۃ النباء:19) ② (سورۃ المرسلات:9)

③ (سورہ انفطار:1) ④ (سورہ انشقاق:1)

⑤ (صحيح البخاری: 4812)

''حشر والے دِن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے لیں گے اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لیں گے اور فرمائیں گے میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ، اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْاَرَضِيْنَ بِشِمَالِهِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى- ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ، اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟)) ①

''روزِ قیامت اللہ آسمانوں کو لپیٹ لے گا، پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، جابر و متکبر کہاں ہیں؟ پھر وہ زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا ایک دوسری روایت میں ہے: ''اُن کو اپنے دوسرے ہاتھ میں لے لے گا، پھر فرمائے گا، میں بادشاہ ہوں، جابر و متکبر کہاں ہیں۔''

اور یہی بات قرآن بھی کہتا ہے کہ:

﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ②

''اور ساری زمین حشر والے دِن اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے پاک ہے وہ ذات اور بلند و بالا ہے اُس سے جو شرک کرتے ہیں۔''

---

① (الصحيح للمسلم:2788) ② (سورة الزمر:67)

حشر والے دن سورج، چاند اور ستاروں کی حالت:

سورج کے متعلق پہلے سائنس دان اس کے چلنے کے انکاری تھے لیکن اب بیسوی صدی کے سائنس دانوں نے اس بات کا اطراف کرلیا ہے کہ سورج چلتا ہے وہ اپنے اردگرد اور مدار میں ہی رہتا ہے۔

حشر والے دن سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، ستاروں کی ٹمٹماہٹ، تاروں کی لوختم ہوجائے گی اور سارے چاند ستارے بے نور ہوجائے گے، اللہ تعالیٰ اسی حقیقت کو قرآن پاک میں کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ ①

''اور جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔''

﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ ②

''اور چاند بے نور ہوجائے گا۔''

﴿فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ﴾ ③

''جب ستارے مٹا دیے جائیں گے۔''

﴿وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ﴾ ④

''جب ستارے بکھر کر گر جائیں گے۔''

﴿وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ﴾ ⑤

''اور جب تارے بکھر کر گر جائیں گے۔''

---

① (سورۃ التکویر:1) ② (سورہ قیامہ:8)

③ (سورۃ المرسلات:8) ④ (سورۃ التکویر:2)

⑤ (سورہ انفطار:2)

غور فرمائیں....! جب حشر والے دِن زمین وآسمان اور چاند ستاروں کی اِس قدر خوفناک حالت ہوگی تو مجرم لوگوں پر کیا گزرے گی۔

بخاری میں ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ)) ①

''سورج اور چاند کو حشر والے دِن لپیٹ دیا جائے گا۔''

حشر والے دِن پہاڑوں کی حالت:

اِس وقت آپ کو پہاڑ کس قدر زیادہ مضبوط اور سخت نظر آتے ہیں، بڑے بڑے انسان اور طوفان بھی پہاڑوں کو اُن کی جڑوں سے نہیں ہلا سکتے لیکن حشر والے دِن پہاڑوں کی حالت یہ ہوگی کہ

﴿وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ﴾ ②

''اور آپ پہاڑوں کو دیکھیں گے تو گمان کریں گے کہ وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کے چلنے کی طرح چل رہے ہوں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ اُن کو ہواؤں میں اُڑا کر رکھ دے گا جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا﴾ ③

''وہ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں تو فرما دیں میرا پروردگار اُنہیں اُڑا کر بکھیر دے گا۔''

---

① (صحیح البخاری:3200)
② (سورۃ النمل:88)
③ (سورہ طٰہٰ:105)

اور فرمایا:

﴿وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا﴾ ①

''اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے، خوب ریزہ ریزہ کیا جانا پس وہ پھیلا ہوا غبار بن جائیں گے۔''

اور ایک کیفیت پہاڑوں کی یہ ہوگی کہ:

﴿وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا﴾ ②

''اور پہاڑ چلائے جائیں گے اور سراب بن جائیں گے۔''

اور حشر والے دِن کی ہولنا کی اِس قدر زیادہ ہوگی کہ:

﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ﴾ ③

''اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین روئی کی طرح ہو جائیں گے۔''

گویا کہ حشر والے دِن کی سختی نے پہاڑوں کی سختی کو بھی کچل کر رکھ دیا ہوگا اور حشر والے دِن کی وحشت اور سختی ہر ایک شے پر پوری طرح غالب آجائے گی۔

حشر والے دِن سمندوں کی حالت:

اللہ تعالیٰ نے حشر والے دن قرآن پاک میں سمندروں کی ہولنا کی بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب سمندر

﴿وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ﴾ ④

''اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔''

---

① (سورہ واقعہ:5،6)　② (سورۃ النبا:20)
③ (سورۃ القارعہ:5)　④ (سورۃ التکویر:6)

مزید فرمایا:

﴿وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴾①

''اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔''

سامعین کرام..... ! ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں ابھی تک زمین وآسمان، چاند تاروں پہاڑوں اور سمندروں کے متعلق جو کچھ میں نے آپ کو بیان کیا ہے وہ صرف اور صرف قرآن پاک کی آیات کا لفظی ترجمہ ہے، کوئی قصہ کہانی نہیں، بلکہ سوفیصد، روزِ روشن کی طرح واضح حقیقت ہے.... اللہ کی قسم ہم میں سے صحیح معنوں میں کامیاب تو وہ ہے کہ جس کو اِس دِن کی فکر لاحق ہے، جب حشر والے دِن اِن طاقت ور مخلوقات کی بے بسی اور ہولناکی کا یہ عالم ہوگا تو پھر انسانوں پر کیا گزرے گی.... ؟

حشر والے دِن انسانوں کی حالت:

حشر والے دِن لوگوں کے دِل اُلٹ پلٹ ہو جائیں گے، آنکھیں خوف زدہ ہو کر پھٹ جائیں گی اور دِل کانپ رہے ہوں گے اور کلیجے منہ کو آئیں گے، میں آج آپ کو اِنسانوں کی کیفیت کے بارے میں قرآن پاک کی صرف دو آیات سنانا چاہتا ہو جس سے آپ حشر والے دِن کی ہولناکی کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں کہ

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰي وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰي وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾②

---

① (سورہ انفطار:3) ② (سورۃ الحج:2)

’’جس دِن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانی والی اُس سے غافل ہو جائے گی جسے اُس نے دودھ پلایا تھا اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو نشے میں دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہو گے اور لیکن اللہ کا عذاب بہت زیادہ سخت ہو گا۔‘‘

وحشت، دہشت، ہولناکی اور سختی کا عالم یہ ہو گا کہ

﴿یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا﴾ ①

’’وہ دِن بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔‘‘

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا)) ②

’’بے شک تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔‘‘

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ایک اضافہ بھی ہے کہ اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول جب لوگ قیامت والے دِن برہنہ ہوں گے تو پھر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے تو پردے اور ستر کی بھی بے حرمتی ہو گی آپ نے فرمایا:

((یَا عَائِشَۃُ! اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یَّنْظُرَ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ)) ③

’’اے عائشہ! معاملہ اِس سے کہیں زیادہ سخت ہو گا کہ کوئی کسی دوسرے کی طرف دیکھے۔‘‘

---

① (سورۃ المزمل:17) ② (صحیح البخاری:3349)
③ (صحیح البخاری:6527)

Scanned with CamScanner

اِس حقیقت کو آپ اِس تناظر میں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جب بم دھماکہ ہوتا ہے تو اُس وقت کسی کو کسی کی کوئی خبر نہیں ہوتی ہے جائے کہ کوئی شخص کسی کے ستر اور پردے کو دیکھنے کی کوشش کرے۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَأْتِيَ الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ)) ①

''حشر والے دِن ایک موٹا آدمی آئے گا اللہ کے ہاں اُس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔''

یعنی دیکھنے میں بڑا مال دار اور صحت مند تھا لیکن اللہ کے ہاں اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے مچھر کے پر سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا۔

اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ اُن کو منہ کے بل چلایا جائے گا، حضرتِ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((اَلَيْسَ الَّذِىْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِى الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) ②

''ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کافر کو حشر کے دِن چہرے کے بل کیسے لایا جائے گا....؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جس نے اُس کو دُنیا

---

① (صحیح البخاری:4729) ② (صحیح البخاری:4760)

میں پاؤں پر چلایا تھا کیا وہ اُس کو حشر والے دن چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں....؟"

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ حشر والے دِن کی سخت تپش کی وجہ سے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے جن کے اعمال جس قدر زیادہ بُرے ہونگے وہ اُس قدر زیادہ پسینے سے شرابور ہوگا اور آج کل بھی ایسے ہی ہوتا ہے جب مجرم رنگے ہاتھوں پکڑے جاتے ہیں اور اُن کو سرِ عام پیش کیا جاتا ہے تو اُن کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے الفاظ پر غور فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ)) ①

"حشر والے دِن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے یہاں تک کہ اُن کا پسینہ زمین پر ستر بازوں تک پھیل جائے گا اور وہ اُن کے منہ تک ہوتا ہوا اُن کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔"

اور یاد رہے کہ جو لوگ اپنی برائیوں کا انکار کریں گے تو اُن کے خلاف اُن کے جسم کے اعضاء گواہی دیں گے اور قرآن پاک کہتا ہے کہ جس ربّ نے ہر شے کو بولنے کی قوت دی ہے وہ ربّ جسم کے اعضاء کو بھی بولنے کی طاقت عطا کریں گے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ②

---

① (صحيح البخاری:6032) ② (سورہ یٰس:65)

''آج کے دِن ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے جو وہ اعمال کیا کرتے تھے۔''

﴿وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ①

''اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے ہمیں اس اللہ نے بلوا دیا جس نے ہر چیز کو بلوایا اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اور اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو۔ اور تم اس سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان گواہی دیں گے اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے اور لیکن تم نے سمجھا کہ بے شک اللہ بہت سے کام، جو تم کرتے تھے نہیں جانتا۔''

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ حشر والے دِن لوگ اپنے اعمال سے انکاری ہو جائیں گے کہ اور کہیں گے:

((فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ))۔ قَالَ: ((فَيَقُوْلُ: كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا))۔ قَالَ: ((فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ، فَيُقَالُ

---

① (سورہ فصلت:22،21)

لِأَرْكَانِهِ: انْطِقِي))- قَالَ: ((فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ))- قَالَ: ((فَيَقُولُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا، فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ))①

''میں صرف اپنے خلاف اپنے نفس کی ہی گواہی قبول کروں گا اللہ تعالیٰ کہیں گے آج تیرا نفس ہی تیرے خلاف گواہی دینے کے لیے کافی ہے اور لکھنے والے معزز فرشتے بھی گواہی کے لیے کافی ہیں، پھر اُس مجرم کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی کہ اُس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ کلام کرو تو وہ اعضاء اُس کے اعمال کے بارے میں بولنا شروع کر دیں گے پھر اُس بندے کے اور اُس کی زبان کے درمیان سے پابندی اُٹھالی جائے گی تو اپنی زبان سے بول کر اپنے اعضاء سے کہے گا تمہارے لیے ہلاکت ہو میں تو تمہاری طرف سے ہی جھڑک رہا تھا۔''

بہرصورت حشر والے دِن اللہ کی بارگاہ میں پیشی کے وقت ہر شخص کی حالت دوسرے سے مختلف ہوگی اور وہ حالت اُس کے عمل کے مطابق ہوگی، دنیا میں جیسا عمل تھا درجہ بدرجہ اُسی کے مطابق اُس کے ساتھ سلوک کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حشر والے دِن اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے آمین۔

حشر والے دن کی جلالت اور ہیبت:

آپ غور فرمائیں کہ حشر کا دِن کیسا دن ہوگا.... ؟ جب اللہ بھی اپنی شان کے مطابق جلوہ افروز ہوں گے اور حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک

---

① (الصحیح للمسلم:2929)

انبیاء اور رسول بھی اپنے اپنے حوضوں کے پاس موجود ہوں گے، اور فرشتے بھی قطاروں میں کھڑے ہوں گے، اور جہنم کو کھینچ کر لایا جائے گا اور وہ نگاہوں کے سامنے ہوگی اور بندے کے دائیں بائیں اُس کے اعمال ہو نگے...... اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی، اور اعمال کو تولنے کے لیے ترازو رکھ دیا جائے گا، حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک ہر ایک اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو گا..... اللہ اکبر

اور اِس حوالے سے قرآن پاک کی چند آیات کا ترجمہ سماعت فرمائیں:

﴿وَّجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِايْءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۝ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝﴾ ①

''اور آئے گا تیرا ربّ اور فرشتے خوب صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے اور اُس دِن جہنم کو لایا جائے گا، اُس دِن انسان نصیحت حاصل کرے گا اور اُس وقت اُس کے لیے نصیحت کہاں، وہ کہے گا کہ کاش! میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔''

اور سورت زُمر میں اِرشاد فرمایا:

﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ ①

''اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی اور ''اعمال نامہ والی۔''

---

① (سورۃ الزمر:69،70)

کتاب کو رکھ دیا جائے گا نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان برحق فیصلہ ہوگا اور وہ ظلم نہیں کیے جائے گے اور ہر جان کو جو اُس نے عمل کیا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ خوب جانتا ہے ساتھ اُس کے جو وہ کرتے ہیں۔''

سچے اہلِ ایمان اور حشر کا دِن:

توحید وسنت کا عقیدہ رکھنے والے نمازی، دیانت دار، صِلہ رحمی کرنے والے اور لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والے قیامت والے دِن اللہ کی خاص رحمت کے ساتھ ہر قسم کی سختی سے بچا لیے جائیں گے۔

کیونکہ مشرک کی بخشش اور اُس کی سختی میں کمی ناممکن ہے اور بے نماز بدنصیب بھی حشر والے دِن اللہ تعالیٰ کی پنڈلی مبارک کو دیکھ کر سجدہ نہیں کر سکے گا جب سارے نمازی اللہ کے حضور سجدے میں گر جائیں گے اور امانت اور صلہ رحمی کو پُل صراط کے دونوں جانب کھڑا کر دیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ، فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا))

''امانت اور صلہ رحمی کو چھوڑا جائے گا تو وہ پل صراط کے دونوں کناروں پر کھڑی ہو جائیں گی۔''

جو شخص دُنیا میں بد دیانت تھا اُس کو امانت روک لے گی اور وہ جہنم میں گر جائے گا اور یہی سلوک قطع رحمی کرنے والے ظالم کے ساتھ ہوگا۔

اور جو خوش نصیب سچے مومن تھے، نمازی صلہ رحمی کرنے والے اور دیانت دار تھے اُن کے لیے قیامت کا لمبا ترین سخت دِن اتنا چھوٹا کر دیا جائے گا

---

① (الصحيح للمسلم: 195)

جتنے وقت میں وہ دُنیا میں فرض نماز پڑھ لیتے تھے حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ ﴿يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ مَاطُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا)) ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حشر والے دِن کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی کہ اِس دِن کا اِتنا لمبا ہونا کیا ہے....؟ لوگ کیسے اتنا لمبا ''قیام کریں گے....؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بلاشبہ یہ دِن مومن پر فرضی نماز سے بھی ہلکا کر دیا جائے گا جس کو وہ دُنیا میں پڑھا کرتا تھا۔'' اللہ اکبر

اور قرآن پاک بھی مومن بندے کو ملنے والی اِس رعایت کا کچھ یوں تذکرہ کرتا ہے۔

﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ②

''بڑی گھبراہٹ اُن کو غمگین نہیں کرے گی اور فرشتے اُن کا سامنا کریں گے یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

---

① (مسند احمد:11740، اسے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی حسن کہا ہے) ② (الأنبياء: ١٠٣)

اور اِسی مومن کی عزت اور کامیابی کو سورت نمل میں کچھ یوں بیان کیا ہے۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ﴾ ①

''جو نیکی لایا اُس کے لیے اُس سے بہت بہتر ''بدلہ'' ہوگا اور وہ اُس دِن کی گھبراہٹ سے امن والے ہوں گے۔''

اور اِسی طرح ایک حسن درجہ کی روایت مسند ابی یعلی اور صحیح ابن حبان میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حشر والے دِن کی مدت مومن کے لیے سورج ڈھلنے سے لے کر غروب تک کے وقت جتنی ہوگی۔ ②

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بھی یہی آسانیاں عطا فرمائے۔ آمین

حشر سے جنت اور جہنم تک:

حشر والے دِن کے اختتام پر ربّ رسول کے منکروں کو جہنم کی طرف چلا دیا جائے گا اور قرآن حشر سے جہنم تک کا سفر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَاءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ③

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن کو گروہ کی شکل میں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اُس

① (سورۃ النمل: 99) ② (الترغیب والترھیب:5258)

③ (سورۃ الزمر:71)

کے دروغے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہی میں سے اللہ کے قاصد نہیں آئے جو تم پر تمہارے ربّ کی آیات پڑھتے تھے اور آج کے دن کی ملاقات سے تمہیں آگاہ کرتے تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں اور لیکن اب کفار کے حق میں عذاب کا فیصلہ حتمی ہو چکا ہے۔''

اور جو سچے مومن ہوں گے، جنہوں نے تقویٰ وطہارت کے ساتھ ربّ رسول کی غلامی میں زندگی بسر کی ہوگی اُن کو پُورے پروٹوکول کے ساتھ حشر سے اللہ کی جنت کی طرف چلا دیا جائے گا اور اُن کا ذِکر بھی قرآن کمال انداز میں کرتا ہے۔

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (1)

''وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈر گئے اُن کو گروہ کی شکل میں جنت کی طرف چلایا جائے گا جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اُن کو اُس کے دربان کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم خوشی کے ساتھ ہمیشہ رہنے کے لیے اِس میں داخل ہو جاؤ۔'' اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ کے لیے

---

(1) (سورۃ الزمر:۷۳)

ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ
ہم جنت میں سے جہاں چاہیں جگہ بنا لیں۔ سو یہ عمل کرنے والوں کا اچھا
اجر ہے۔ اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے عرش کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے
اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور اِن کے درمیان حق کے
ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ کے لیے جو تمام
جہانوں کا ربّ ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہی شان اور مقام عطا فرمائے اور جنت میں جا کر یہی
بول بولنے کی سعادت عطا کرے آمین ثم آمین

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللّٰه

واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمین